وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا (النسآء: ۹۳)

اور جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

# مسئلۂ تکفیر

## اور

## اس کے اصول وضوابط

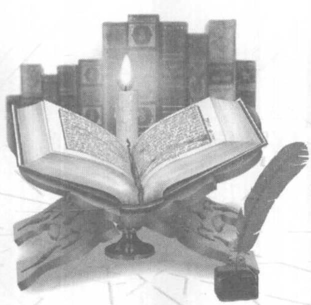
ابو الحسن مُبشّر احمد ربّانی حفظہ اللہ تعالیٰ





دار الاندلس
Dar-ul-Andlus

بسم الله الرحمن الرحيم



وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا (النسآء: ۹۳)

اور جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

# مسئلۂ تکفیر اور اس کے اصول وضوابط

ابو الحسن مبشّر احمد ربّانی حفظہ اللہ تعالیٰ



Dar-ul-Andlus

# مسئلۂ تکفیر
# اور
# اس کے اصول وضوابط

تالیف

ابو الحسن مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ تعالیٰ

سرورق ........................ ظہیر الدین بابر
تزئین ........................ محمد شفیق
کمپوزنگ ........................ ابو اسامہ، محمد بن جعفر

Dar-ul-Andlus

دار الاندلس
4-لیک روڈ چوبرجی لاہور +92-42-37230549
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور +92-42-37242314
بالمقابل سفاری پارک گلشن اقبال کراچی +92-21-34835502
Head Office : Cell + 92-322-4006412 Email: dar_ul_andlus@yahoo.com

# فہرست



## استفسار

مسلمان مملکتوں کے حکمرانوں کے بارے میں ایک وضاحت ایک استفسار کے جواب میں

## تمہید



## لفظ کفر کا اطلاق

## تکفیر اور اس کے اصول و ضوابط



## مصادر و مراجع

# عرضِ ناشر

اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین کی بنیاد دنیا و آخرت میں انسانوں کی خیر خواہی پر ہے۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الدِّيْنُ النَّصِيحَةُ، قُلْنَا لِمَنْ؟ قَالَ لِلّٰهِ وَ لِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ، وَ لِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ» [مسلم: ٥٥]

''دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم (صحابہ) نے پوچھا: کس کی (خیر خواہی)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی، اس کی کتاب کی، اس کے رسول کی، مسلمانوں کے امراء کی اور عام مسلمانوں کی۔''

اسلامی تعلیمات میں تمام انسانوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے اور انھیں ہمدردی، خیر خواہی اور احسن طریقہ کے ساتھ دعوت دینے کی تلقین کی گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مختلف علاقوں اور قبائل کی طرف دعوت دینے کے لیے روانہ کرتے تو انھیں نصیحت فرماتے:

«يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا، وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا» [بخاري: ٦٩]

''(دین میں) آسانی کرو سختی نہ کرو اور لوگوں کو خوش خبری سناؤ انھیں (ڈرا ڈرا کر) متنفر نہ کرو۔''

اسلام خیر خواہی اور امن و سلامتی والا دین ہے، جبکہ بعض گمراہ اور فتنہ پرور گروہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر لوگوں کو دین سے متنفّر کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو کافر قرار دے کر ان پر کفر کے فتوے لگا رہے ہیں اور مسلمانوں کے قتل اور ان کے اموال کو لوٹنے کے فتوے دے رہے ہیں۔ اس ظالمانہ اور سفا کانہ جرم کے ذریعے اسلام کا خوف ناک، سنگ دل اور نفرت انگیز چہرہ پیش کر کے مسلمانوں کو بدنام کر رہے ہیں۔

گزشتہ چند دہائیوں سے فتنہ تکفیر یعنی مسلمانوں کو کافر قرار دینے کے فتنے میں بڑی شدت

آئی ہے اور مختلف اسلامی ممالک میں گمراہ لوگ جن میں اکثریت ایسے نوجوانوں کی ہے جو دینی علوم وفنون سے ناواقف اور سلف صالحین کے منہج سے منحرف ہیں اور اسلامی اصطلاحات کی من مانی تشریحات وتعبیرات کر کے خود بھی گمراہ ہو رہے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔

اسلامی عقائد کے اس نازک مسئلہ کے بارے میں ائمہ ومحدثین اور سلف صالحین نے تکفیر کے اصول وضوابط وضع کیے ہیں۔ ان اصول وضوابط کی روشنی میں یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ کون کون سے اعمال ہیں، جن کا مرتکب دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور پھر وہ کب واجب القتل ہوگا اور اس کے قتل کا فیصلہ کون کرے گا؟ اور پھر اس فیصلے کی تنفیذ کس کی ذمہ داری ہے؟ ان تمام مراحل کے اصول وضوابط وضع شدہ شکل میں موجود ہیں۔ معروف عالم دین اور دینی علوم وفنون میں رسوخ رکھنے والی فاضل شخصیت الشیخ ابوالحسن مبشر احمد ربانی ﷾ نے اس موضوع پر ''مسئلہ تکفیر اور اس کے اصول وضوابط'' کے نام سے مدلّل کتاب مرتّب کی ہے۔ جس میں انھوں نے ان اصول وضوابط کو قرآن وحدیث اور اقوال سلف کی روشنی میں واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان اصول وضوابط کی تطبیق کب اور کیسے ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس قابل قدر کاوش اور سعی جمیل کو قبول ومنظور فرمائے۔ آمین!

زیر نظر کتاب ادارہ دارالاندلس کی طرف سے شائع کی جارہی ہے۔ اس کی پروف ریڈنگ حافظ ثناء اللہ خان، حافظ منشاء طیب اور حافظ آصف المدنی نے کی اور کمپوزنگ محمد بن جعفر اور عطاء الرحمٰن طاہر اور تزئین ابوخزیمہ محمد شفیق نے کی ہے، جبکہ اس کا خوبصورت سرورق ظہیر الدین بابر نے تیار کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو قارئین کے لیے اس خطرناک فتنے سے بچنے کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

محتاج دعا

جاوید الحسن صدیقی

مدیر دارالاندلس

یکم ذوالحجہ ١٤٣٦ھ

# حرف اوّل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَهُ الْبَیَانَ وَاَخْرَجَهُ مِنْ ظُلْمَةِ التَّکْفِیْرِ وَالطُّغْیَانِ وَأُصَلِّیْ وَأُسَلِّمُ عَلٰی سَیِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ، أَمَّا بَعْدُ !

عصرِ حاضر میں بے شمار فتنے سر اٹھا چکے ہیں جو امت مسلمہ کو تباہی و بربادی کی طرف دھکیل رہے ہیں اور معاشرے وسوسائٹی کے لیے زہر قاتل ہیں، جیسے عریانی و فحاشی، بے راہ روی، جنسی آزادی، عورت کا تجارتی اشتہاروں کی زینت بننا، اختلاط مرد و زن، جادوگروں اور کاہنوں کی کارستانیاں، قتل و غارت گری اور کشت وخون وغیرہ۔ ان سب میں سے انتہائی خطرناک اور وحشت ناک فتنہ کسی مسلم کو کافر قرار دے کر اس کے خون، مال اور عزت کو مباح سمجھنا اور پھر ان کے دردناک قتل کی ویڈیو جاری کر کے مسلمانوں میں خوف و ہراس پھیلانا اور زندہ لوگوں کو آگ میں جلا کر راکھ کر دینا ہے۔ اس اندوہناک قتل و غارت میں نوجوانوں، کم عقل اور بے وقوف لوگوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ عالم کفر پوری آب و تاب کے ساتھ غیر محسوس انداز میں کئی ایسے لوگوں کو استعمال کرتا ہے جو بظاہر بڑے متقی، پرہیزگار، نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے پابند، قرآن کے قاری، ظاہری نظر میں عابد و زاہد اور دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنے والے ہوتے ہیں۔

افسوس صد افسوس کہ مسند افتا پر ایسے لوگوں کو فائز کر دیا گیا جو ایمان و ایقان اور کفر و اسلام کے باریک مسائل سے آگاہ ہونا تو دور، طہارت و وضو کے مسائل سے بھی کما حقہ واقف نہیں ہیں۔ کئی نام نہاد مفتیوں کا یہی حال ہے، حالانکہ کسی مسلمان کو کافر قرار دینا ایک بہت

بڑا کام ہے، جس میں انسان کی خواہش، رائے، ظن، تخمین، مذہبی تعصب اور فرقہ وارانہ تقلیدی جمود وغیرہ کو دخل نہیں ہے۔ اس کے لیے بڑی واضح، ٹھوس اور کتاب وسنت کی روشن دلیل درکار ہوتی ہے جس میں کسی قسم کی تاویل کا کوئی احتمال نہ ہو۔

## کفر صرف شرعی دلائل سے ثابت ہوتا ہے:

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الكفر حكم شرعي وإنما يثبت بالأدلة الشرعية"

[ مجموع الفتاوى لابن تيميه : ١٧/ ٨٧ ]

"کفر ایک شرعی حکم ہے اور یہ صرف شرعی ادلہ سے ثابت ہوتا ہے۔"

شرعی طور پر کسی شخص کو کافر قرار دینے والے کے لیے علومِ کتاب وسنت کا ماہر ہونا ضروری ہے، جو شرعی احکام، اہداف، مقاصد اور اصول وضوابط کا ادراک رکھتا ہو اور ان احکام اور اصول کی تطبیق، لوگوں کے احوال، ان کی اخطاء، تاویلات و جہالت اور قیامِ حجت کی رعایت رکھنے والا ہو۔ غالیوں کے غلو، انتہا پسندوں کی انتہا پسندی اور مفرطین کے افراط و تفریط سے کوسوں دور ہو۔ اس لیے کہ تکفیر کا مسئلہ انتہائی خطیر اور اس کے متابعات یعنی نتائج بہت خطرناک ہیں۔

بری ترین خطاؤں میں سے بعض نا اہل اور کم عقل افراد کا مسند افتا کو اپنے ہاتھ میں لے کر فتویٰ بازی کرنا اور مسلمانوں کے اموال و اعراض اور خونوں کو حلال جاننا اور اس کے لیے مادہ متفجرہ کو بروئے کار لانا ہے۔ تکفیر کا شرعی اصول وضوابط سے ہٹ کر فیصلہ کرنا ایک مرضِ قاتل اور سم مسموم ہے۔

امت مسلمہ کے اکابر علمائے کرام، زعمائے عظام، قضاۃ فخام اور مفتیانِ ذی وقار نے مسلم کی تکفیر سے ہمیشہ امت کو ڈرایا ہے۔

## قاضی شوکانی کی تنبیہ:

قاضی قطر یمانی محمد بن علی الشوکانی ﷫ فرماتے ہیں:

"اعلم أن الحكم على الرجل المسلم بخروجه من دين الإسلام ودخوله في الكفر لا ينبغي لمسلم يومن بالله واليوم الآخر أن يقدم عليه إلا ببرهان أوضح من شمس النهار فإنه قد ثبت في الأحاديث الصحيحة المروية من طريق جماعة من الصحابة ان من قال لأخيه يا كافر! فقد باء بها أحدهما، هكذا في الصحيح وفي لفظ آخر في الصحيحين وغيرهما من دعا رجلا بالكفر أو قال عدو الله! وليس كذلك إلا حار عليه أي رجع وفي لفظ في الصحيح فقد كفر احدهما ففي هذه الأحاديث وما ورد موردها أعظم زاجر و أكبر واعظ عن التسرع في التكفير." [السيل الجرار: ٧٨٤/٣، طـ دار ابن كثير، طبع أول ١٤٢١ھ/٢٠٠٠م]

"جان لو کہ مسلمان آدمی پر دین اسلام سے خروج اور کفر میں دخول کا حکم لگانا کسی ایسے مسلم کے لیے جائز نہیں ہے جو اللہ عزوجل اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو کہ وہ یہ اقدام کرے، مگر ایسی روشن دلیل ہو جو سورج کی روشنی سے زیادہ واضح ہو۔ اس لیے کہ احادیث صحیحہ جو صحابہ کرام ﷢ کی ایک جماعت کے طریق سے مروی ہیں ان میں ثابت ہے کہ جس نے اپنے بھائی سے کہا: "اے کافر!" تو یقیناً اس کے ساتھ ان دونوں میں سے ایک لوٹے گا۔" اسی طرح صحیح (بخاری: ٦١٠٣) میں ہے اور صحیحین (بخاری: ٦٠٤٥۔ مسلم: ٦١) وغیرہما کے الفاظ ہیں: "جس نے کسی آدمی کو کفر کے ساتھ بلایا، یا کہا: اے اللہ کے دشمن، حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے تو یہ حکم اسی پر لوٹ آتا ہے۔" اور صحیح (بخاری) کی ایک روایت میں ہے: "تو لازماً

ان دونوں میں سے ایک نے کفر کیا۔“ ان احادیث میں اور جو ان کے مقام پر وارد ہوئی ہیں ان میں تکفیر میں جلد بازی کرنے کے بارے بہت بڑی ڈانٹ اور بہت بڑا وعظ ونصیحت ہے۔“

اس کے بعد لکھتے ہیں:

”وقد قال اللّٰه عز و جل : ﴿ وَ لٰكِنۡ مَّنۡ شَرَحَ بِالۡكُفۡرِ صَدۡرًا ﴾ [ النحل : ١٠٦ ] فلا بد من شرح الصدر بالكفر وطمانينة القلب به وسكون النفس إليه فلا اعتبار بما يقع من طوارق عقائد الشر لا سيما مع الجهل بمخالفتها لطريقة الإسلام ولا اعتبار بصدور فعل كفري لم يرد به فاعله الخروج عن الإسلام إلى ملة الكفر ولا اعتبار بلفظ تلفظ به المسلم يدل على الكفر وهو لا يعتقد معناه.“ [ السيل الجرار : ٣/ ٧٨٤ ]

”یقیناً اللہ عزوجل نے فرمایا: اور لیکن جو کفر کے لیے سینہ کھول دے تو کفر کے ساتھ شرح صدر اور اس کے دل کا اطمینان اور اس کی طرف نفس کا سکون ضروری ہے۔ بُرے عقائد کے حوادث کے وقوع کا کوئی اعتبار نہیں، خصوصاً جب جہالت کی بنا پر دین اسلام کی مخالفت ہو اور کسی کفریہ فعل کے صادر ہونے کا بھی کوئی اعتبار نہیں، جب اس کے مرتکب نے ملت اسلام سے ملت کفر کی طرف نکلنے کا ارادہ نہ کیا ہو اور نہ ہی مسلم کے ایسے الفاظ کا کوئی اعتبار ہے جو کفر پر دلالت کرتے ہوں اور وہ ان معانی کا اعتقاد نہ رکھتا ہو۔“

اسی طرح بعض وہ احادیث جن میں کسی فعل کے سرانجام دینے پر لفظ کفر وارد ہوا ہے، جیسے:

« لا ترجعوا بعدي كفارا يضرب بعضكم رقاب بعض »

[ بخاري، كتاب العلم، باب الإنصات للعلماء : ١٢١ ]

”میرے بعد تم کافر نہ ہو جانا، بعض تمھارے بعض کی گردنیں مارنے لگیں۔“

ان کو ذکر کرنے کے بعد قاضی یمن محمد بن علی الشوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"إذا ضاقت عليك سبل التأويل ولم تجد طريقا تسلكها في مثل هذه الأحاديث فعليك أن تقرها كما وردت وتقول من أطلق عليه رسول الله صلى الله عليه و سلم اسم الكفر فهو كما قال ولا يجوز إطلاقه على غير من سماه رسول الله صلى الله عليه و سلم من المسلمين كافرا إلا من شرح بالكفر صدرًا فحينئذ تنجو من معرة الخطر وتسلم من الوقوع في المحنة فإن الإقدام على ما فيه بعض البأس لا يفعله من يشح على دينه ولا يسمح به فيما لا فائدة فيه ولا عائدة." [السيل الجرار : ٣/ ٧٨٤، ٧٨٥]

"جب تجھ پر تاویل کے راستے تنگ ہو جائیں اور ان جیسی احادیث کے بارے میں تو کوئی راستہ اختیار کرنے کی صورت نہ پائے، تو تجھ پر لازم ہے کہ ان احادیث کو اسی طرح برقرار رکھ جیسے وہ وارد ہوئی ہیں اور تو کہہ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفر کا نام لیا ہے وہ اسی طرح ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا، اور مسلمانوں میں سے جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر ہونے کا اطلاق کیا ہے ان کے سوا کسی اور پر کفر کا اطلاق کرنا جائز نہیں ہے، سوائے اس کے جس کا شرح صدر کفر کے ساتھ ہو چکا ہے۔ تو اس وقت تو مصائب کے عیب سے نجات پا جائے گا اور مشقت میں واقع ہونے سے بچ جائے گا۔ اس لیے کہ جس کام میں کچھ خطرات ہوں، اپنے دین کا حریص آدمی اس کا جلدی ارتکاب نہیں کرتا اور نہ ہی اس کام کو روا رکھتا ہے جس میں کوئی فائدہ اور بھلائی نہ ہو۔"

پھر فرماتے ہیں:

"فحتم على كل مسلم ان لا يطلق كلمة الكفر إلا على من شرح

بالكفر صدرًا...... وهذا الحق ليس به خفاء." [ السيل الجرار : ٣/ ٧٨٥ ]

''ہر مسلم پر لازم ہے کہ وہ کلمہ کفر کا اطلاق صرف اسی پر کرے جس کا کفر کے ساتھ شرح صدر ہو چکا ہو اور یہ ایسا حق ہے جس میں کسی طرح کی پیچیدگی نہیں ہے۔''

بقول شاعر ؎

يابى الفتى إلا اتباع الهوى ومنهج الحق له واضح

''نوجوان شخص خواہش کی پیروی کے سوا کا انکاری ہے، حالانکہ اس کے لیے حق واضح ہو چکا ہے۔''

## امام غزالی اور مسئلہ تکفیر:

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"والذى ينبغي أن يميل المحصل اليه الاحتراز من التكفير ما وجد إليه سبيلاً، فإن استباحة الدماء والأموال من المصلين إلى القبلة المصرحين بقول لا إله إلا الله محمد رسول الله خطأ، والخطا فى ترك الف كافر في الحياة أهون من الخطأ فى سفك محجمة من دم مسلم." [ الاقتصاد فى الاعتقاد، ص : ١٤٣ ط، دار الكتب العلمية بيروت ]

''تکفیر سے بچنا چاہیے، جب تک انسان اس کی طرف کوئی راہ پاتا ہے۔ یقیناً قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والوں، ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' صراحت سے کہنے والوں کے خون اور اموال کو مباح سمجھنا خطا ہے اور ایک ہزار کافر چھوڑنے کی خطا کرنا کسی ایک مسلمان کے خون سے ہاتھ رنگنے کی خطا (گناہ) سے زیادہ ہلکا ہے۔''

امام غزالی رحمہ اللہ کا یہ قول حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے [ فتح البارى بشرح صحيح

البخاري، كتاب استتابة المرتدين، باب : ٧، ١٦/ ١٩٢ ط۔ دار طيبة، ١٢ ٣٠٠ ط۔ سلفية ]
کے تحت درج کیا ہے۔

## امام ابوالحسن علی بن اسماعیل الاشعری کا اعلان حق :

امام محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں :

"رأيت للاشعرى كلمة أعجبتني وهى ثابتة رواها البيهقى، سمعت أبا حازم العبدوى، سمعت زاهر بن أحمد السرخسي يقول لما قرب حضور أجل ابى الحسن الاشعرى في داري ببغداد، دعاني فأتيته، فقال إشهد على أني لا أكفر أحدا من اهل القبلة، لان الكل يشيرون إلى معبود واحد، وإنما هذا كله اختلاف العبارات." [ سير أعلام النبلاء : ٨٨/١٢، ط۔ مؤسسة الرسالة ترجمة الأشعرى، رقم : ٥١ ]

''میں نے اشعری کا ایک کلام دیکھا جس نے مجھے حیرت وتعجب میں ڈال دیا اور وہ ثابت ہے اسے امام بیہقی نے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں : میں نے ابو حازم العبدوی سے سنا، انھوں نے کہا کہ میں نے زاہر بن احمد السرخسی سے سنا وہ کہتے ہیں : جب میرے گھر میں بغداد کے اندر ابوالحسن الاشعری کی موت کا وقت قریب ہوگیا، تب انھوں نے مجھے بلایا تو میں ان کے پاس آیا، انھوں نے کہا : مجھ پر گواہ ہو جا، میں اہل قبلہ میں سے کسی ایک کی بھی تکفیر نہیں کرتا۔ اس لیے کہ وہ تمام ایک معبود کی جانب اشارہ کرتے ہیں اور یہ سب محض عبارات کا اختلاف ہے۔''

یہ ابوالحسن الاشعری وہ ہیں جو اشاعرہ کے امام ہیں۔ یہ پہلے معتزلی تھے، انھوں نے معتزلہ کی حمایت میں کتب بھی لکھی تھیں لیکن پھر خود ہی ان کو باطل قرار دے دیا۔
انھوں نے آخری زندگی میں کلمۂ حق بلند کیا اور اہل السنہ، اہل الحدیث کا منہج اختیار کیا

اور اہل قبلہ کی تکفیر سے رجوع کر لیا۔ لیکن ان کے ماننے والوں نے غلط روش اپنائی اور آج مسلمانانِ عالم کی تکفیر پر کمر بستہ ہیں اور محض تکفیر ہی نہیں بلکہ تقتیل و تفجیر (قتل کرنا اور دھماکے کرنا) کی آخری حدوں کو چھو رہے ہیں۔ هداهم الله تعالىٰ إلىٰ صراط مستقيم.

## شیخ الاسلام والمسلمین امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا آخری قول:

امام ذہبی رحمہ اللہ ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ کا کلام نقل کرنے کے بعد اپنے اور اپنے شیخ محترم ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں رقمطراز ہیں:

"قلت وبنحو هذا أدين، وكذا كان شيخنا ابن تيمية في أواخر أيامه يقول أنا لا أكفر أحدا من الأمة، ويقول قال النبي صلى الله عليه وسلم لا يحافظ على الوضوء إلا مؤمن فمن لازم الصلوات بوضوء فهو مسلم." [سير أعلام النبلاء: ١٥/٨٨]

"میں کہتا ہوں کہ میں اس طرز کو اپناتا ہوں اور اسی طرح ہمارے شیخ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں کہتے تھے کہ میں امت میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتا اور کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وضو کی حفاظت مومن کے علاوہ کوئی نہیں کرتا۔" تو جس نے وضو کے ساتھ نمازوں کو لازم کر لیا وہ مسلم ہے۔"

[جس حدیث کا امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے یہ مسند أحمد: ٣٧/٦٠، ح: ٢٢٣٧٨، ٣٧/١٠٩، ح: ٢٢٤٣٣۔ شرح السنة: ١٥٥۔ مسند الطيالسي: ٩٩٦۔ تعظيم قدر الصلاة: ١٦٨۔ المستدرك للحاكم: ١/١٣٠۔ البيهقي: ١/٨٢، ٤٥٧۔ التمهيد: ٢٤/٣١٨۔ ابن أبي شيبة: ١/٥،٦۔ المعجم الصغير للطبراني: ٨،١٠١١۔ المعجم الأوسط له: ٧٠١٥۔ ومسند الشاميين: ١٣٣٥۔ المعجم الكبير: ١٤٤٤۔ سنن الدارمي: ٦٥٦۔ ابن حبان: ١٠٤٧۔ وغیرہ میں موجود ہے۔]

اس سے معلوم ہوا کہ امام ذہبی اور ان کے شیخ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بھی آخری فیصلہ یہی ہے کہ وہ کسی مسلم کی تکفیر نہیں کرتے تھے اور احتیاط کی روش اپنانے میں ہی خیر سمجھتے ہیں۔

بعض جاہل امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ کی مجمل عبارات پیش کر کے لوگوں کی تکفیر پر کمر بستہ ہیں، جو اسلام اور اہل اسلام کے لیے بدنما دھبہ ہیں اور ایسے جاہل لوگ علمائے کرام کی تکفیر سے بھی نہیں چونکتے۔

## جہلاء کا علماء کی تکفیر کرنا سب سے بڑا منکر:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی نظر میں یہ ایک بہت بڑا منکر (حرام) ہے کہ جاہلوں کو علماء کی تکفیر پر مسلط کر دیا جائے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" فإن تسليط الجهال علٰى تكفير علماء المسلمين من أعظم المنكرات، و إنما أصل هذا من الخوارج والروافض الذين يكفرون أئمة المسلمين." [مجموع الفتاوٰى لابن تيميه : ۱۰۰/۳۵]

"بلاشبہ جاہلوں کو مسلمانوں کے علماء کی تکفیر پر مسلط کر دینا سب سے بڑی منکر (غیر مشروع) چیز ہے اور اس کی اصل خوارج اور روافض میں سے ہے، جو ائمۃ المسلمین کی تکفیر کرتے ہیں۔"

خوارج اور روافض ایسے خبیث ہیں کہ جنھوں نے امت مسلمہ کے اولین گروہ مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کی تکفیر کی اور ان پر طعن و تشنیع کا دروازہ کھولا اور آج انھی کی کوکھ سے جنم لینے والے بعض فسادی اور شریر لوگ مسلمانوں کی تکفیر کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں۔

حیرت اور افسوس اس بات پر ہے کہ بعض اہل السنہ کی طرف منسوب لوگ بھی اس فتنے کی لپیٹ میں آچکے ہیں۔ جیسا کہ اس بات کا اظہار امام ابن دقیق العید اور علامہ ابن الوزیر الیمانی نے کیا ہے۔

## امام ابن دقیق العید کی توضیح:

امام ابن دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وهي ورطة عظيمة وقع فيها خلق من المتكلمين و المنسوبين إلى

السنة وأهل الحديث." [ احكام الاحكام شرح عمدة الاحكام : ٤/٧٤، ايثار الحق على الخلق لابن الوزير، ص : ٣٨٦ ]

"یہ ایک بہت بڑا بھنور ہے جس میں متکلمین اور سنت و حدیث کی طرف نسبت رکھنے والے بعض لوگ پھنس چکے ہیں۔"

## علامہ ابن الوزیر یمانی کی توضیح :

علامہ ابن الوزیر الیمانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں :

" فمن العجب تكفير كثير ممن لم يرسخ في العلم لكثير من العلماء وما دروا حقيقة مذاهبهم وهذه هذه وما يعقلها إلا العالمون." [ ايثار الحق على الخلق، ص : ٤٠٨ ]

"تعجب ہے بہت سارے وہ لوگ جنھیں علم میں رسوخ نہیں ہے وہ اکثر علماء کی تکفیر کرتے ہیں اور وہ ان کے مذاہب کی حقیقت نہیں جانتے اور ان مباحث کو علماء کے علاوہ کوئی نہیں سمجھتا۔"

علماء کسی کی تکفیر کرنے سے قبل بار ہا دفعہ غور وفکر کرتے ہیں، بلکہ جس قدر ممکن ہو کسی مسلم سے سرزد ہو جانے والے کفریہ قول کی توجیہات کرتے ہیں، تاکہ وہ شخص مسلم برادری سے خارج نہ ہو اور اس کی گمراہی کی اصلاح ہو۔

## اگر کسی میں کئی وجوہاتِ کفر ہوں اور ایک مانع کفر ہو :

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ علامہ بدر الرشید الحنفی کی کتاب "الفاظ الکفر" کی شرح میں نقل کرتے ہیں :

"وقد نقل صاحب المضمرات عن الذخيرة أنه إذا كان في المسألة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنع التكفير فعلى المفتي ان يميل إلى الذى يمنع التكفير تحينا للظن بالمسلم."

[ شرح الإمام علي القاري على كتاب ألفاظ الكفر، ص : ٢٣٠ طـ دار

الفضيلة بالرياض، ص : ١٣٦ طـ دار العلا مصر ]

''بلاشبہ صاحب المضمرات (یوسف بن عمر الحنفی، المتوفی ۸۳۲ھ) نے ''الذخیرۃ'' سے نقل کیا ہے کہ جب ایک مسئلہ میں کئی ایسی وجوہات پائی جائیں جو تکفیر کو واجب کرتی ہوں اور ایک وجہ مانع تکفیر ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ وہ مسلم پر حسن ظن رکھتے ہوئے اس وجہ کی طرف مائل ہو جو مانع تکفیر ہو۔''

پھر اس کے بعد لکھتے ہیں:

''اگر قائل کی نیت اس وجہ کی طرف ہے جو مانع تکفیر ہے تو وہ مسلم ہے اور اگر اس کی نیت اس وجہ کی طرف ہے جو تکفیر کو واجب کرتی ہے تو اسے مفتی کا فتویٰ نفع نہیں دے گا اور اسے توبہ، اپنے قول سے رجوع اور بیوی کے ساتھ تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔ [شرح الامام علي القاري على كتاب ألفاظ الكفر، ص : ٢٣٠ طـ دار الفضيلة بالرياض، ص ١٣٦ طـ دار العلا مصر ]

## اگر کسی میں سو (۱۰۰) وجوہاتِ کفر ہوں اور ایک وجہ ایمان ہو:

مفتی محمد عبدہ مصری لکھتے ہیں:

" إذا صدر قول من قائل يحتمل الكفر من مائة وجه ويحتمل الإيمان من وجه واحد حمل على الإيمان ولا يجوز حمله على الكفر."

[ الاعمال الكامل : ٢٨٣/٣ بتحقيق دكتور محمد عمارة، طـ بيروت ]

''جب کسی کہنے والے سے ایسا قول صادر ہو جائے جو سو (۱۰۰) وجوہاتِ کفر کا احتمال رکھتا ہو اور ایک وجہ سے ایمان کا احتمال رکھتا ہو، تو اسے ایمان پر محمول کیا جائے گا اسے کفر پر محمول کرنا جائز نہیں۔''

ہم نے اختصار کے ساتھ ائمہ دین اور فقہائے ملت کے چند اقوال ذکر کیے ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تکفیر کے مسئلہ پر کس قدر احتیاط اور تورّع (پرہیز) سے کام لیتے

تھے۔ کسی مسلم کی تکفیر کرنے میں جلد بازی سے اجتناب کرتے تھے۔ لیکن آج اس امت میں پیدا ہونے والے جاہل کس قدر جرأت اور دیدہ دلیری کے ساتھ مسلمان ملکوں کے حکام، افواج، سیکورٹی فورسز، اساتذہ، ڈاکٹرز، انجینئرز، ججز، وکلاء، حکومت سے تعلق رکھنے والے ہر ادارے اور علماء وزعماء کی تکفیر کر کے قتل و غارت گری اور کشت و خون کے دریا بہا رہے ہیں۔

اہل علم نے کافی عرصہ سے تکفیر کے اس فتنہ کے خلاف دعوت و اصلاح اور وعظ و ارشاد کا اہتمام کر رکھا ہے اور بالخصوص جماعۃ الدعوہ اللہ کے فضل و احسان سے شب و روز محنت کر کے امت کی فوز و فلاح اور رشد و ہدایت کی طرف گامزن ہے اور امت مسلمہ کو کتاب و سنت کے پلیٹ فارم پر اتفاق و اتحاد کا درس دے رہی ہے، تاکہ ہم سب مل کر اسلام اور اہل اسلام کے دشمنوں کو پہچانیں اور جو دشمنانِ اسلام کی سرگرمیاں اسلامی ممالک کے خلاف جاری ہیں ان کا قلع قمع کر سکیں۔

جب یہود و نصاریٰ، کفار و ہنود میدان معرکہ میں ہزیمت خوردہ ہوتے ہیں تو پھر وہ مسلمانوں کے خلاف سازشوں کے جال بُنتے ہیں اور فکری انتشار پھیلانے اور مسلمانوں میں باہمی افتراق پیدا کرنے کے لیے کوشاں ہو جاتے ہیں۔ بعض کم عمر، کم فہم اور کم عقل لوگ جب ان کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں تو وہ انھیں دنیا کی دولت اور ڈالر و پونڈ کی عیش و عشرت کے دامنِ فریب میں پھانس لیتے ہیں اور مسلمانوں کی عزت و حرمت کا پردہ چاک کرنے کے لیے انھیں اپنا آلۂ کار بنا لیتے ہیں اور آج ایسے عقل و خرد سے تہی دست و تہی دامن لوگ اپنے کندھوں پر تکفیر کا بم اٹھائے ہر حکومتی ادارے، مساجد و مدارس اور مراکزِ اسلامیہ پر حملہ آور ہیں۔

جب اہل حق علماء کی طرف سے تکفیر کے فتنے کے خلاف دروس شروع ہوئے تو سیالکوٹ میں ہماری ہونے والی تقریر کے ڈیڑھ سال بعد بعض کم فہم اور غیر معروف لوگوں کی جانب سے انٹرنیٹ پر ایک کتاب ''مرجئۃ العصر'' کے نام سے شائع کی گئی۔ کتاب ایسی ہے کہ جس سے امریکہ جیسے رأس الکفر کو از حد خوشی ہونے کے علاوہ ایک مضبوط ہتھیار بھی مل گیا ہے، جسے

وہ ملک پاکستان میں بالخصوص اور دیگر اسلامی ممالک میں بالعموم استعمال کرنے لگ گیا ہے۔
امریکن یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر سٹیفن ٹینکل نے اپنے ایک مضمون:

(Protecting the Homeland against Mumbai style attacksand the threat from Lashkar-e-Taiba)

جو کہ امریکی کانگریس کے تصدیق شدہ شمارے "Carnegie" جون 2013 میں شائع ہوا، کے اندر پہلے ہی صفحہ پر ہمارا نام لے کر ''مرجئۃ العصر'' کا ذکر کیا۔
اور پھر اس کتاب کو کئی اہلحدیث علماء و خطباء کے ایڈریس پر پوسٹ کیا گیا اور خطیر رقم صرف کر کے اسے مختلف جامعات، تجّار اور جماعت کے کارکنان تک پہنچایا گیا۔ کتاب کیا ہے؟ شرعی نصوص اور ائمہ دین کی عبارات میں معنوی تحریفات کا شاخسانہ اور کئی ائمہ کی تفصیلی عبارات سے صرف نظر کر کے اجمالی عبارات کا سہارا لیا گیا، جس کی تفصیل ہماری مفصل کتاب میں آئے گی۔ ان شاء اللہ!
ہم یہاں ایک مثال عرض کرتے ہیں۔ پاکستان کے حکام کی تکفیر اور ارتداد کو بہت سارے علمائے اہلحدیث کی طرف منسوب کرتے ہوئے مفسر قرآن حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ کا بھی حوالہ دیا گیا، راقم نے شیخ محترم سے رابطہ کیا اور حقیقت بتائی اور ایک سوال نامہ ان کی خدمت عالیہ میں روانہ کر دیا۔ جس کا جواب انھوں نے خوب مرتب کیا جو بلاتبصرہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جس سے مرجئۃ العصر کے مؤلفین کی دیانت اور علم وفہم کا پردہ چاک ہو جائے گا۔

# استفسار

ابوالحسن مبشر احمد ربانی کی طرف سے محترم المقام فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف کے نام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

گزارش ہے کہ ایک سازش کے تحت اہل حدیث علماء وطلباء اور مدارس میں ایک کتاب پوسٹ کی گئی ہے جس کا نام ''مرجئۃ العصر'' رکھا گیا ہے اور مؤلف اس کا مجہول شخص ہے، اس میں ص (۷۶) پر ایک سرخی ''اکثر پاکستانی علماء کی نظر میں موجودہ حکمران مرتد'' قائم کر کے آپ کے بارے لکھا ہے:

> ''اسی طرح ممتاز اہل حدیث عالم، مفسر قرآن حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ مدیر شعبہ تحقیق وتصنیف دار السلام لاہور بھی موجودہ حکمرانوں کو مرتد قرار دیتے ہیں۔''

پھر حاشیہ میں ریاض الصالحین (اردو، ۲/۵۱۳) طبع دار السلام جدید ایڈیشن کا حوالہ دیا ہے۔

شیخ محترم! ① کیا آپ کے نزدیک واقعتاً پاکستان اور دیگر بلاد اسلامیہ کے حکمران مرتد اور کافر ہیں؟ ② کیا آپ ان کو مرتد اور کافر سمجھ کر ان کے قتل کے قائل ہیں؟ ③ اور جو علماء ان کو گناہ گار مسلمان قرار دیتے اور فاسق و فاجر سمجھتے ہیں لیکن کافر قرار نہیں دیتے ان کے متعلق آپ کا نقطۂ نظر کیا ہے؟

جن لوگوں کی طرف سے یہ کتاب شائع کی گئی ہے، وہ پہلے ان کے کافر ہونے کا فتویٰ جاری کرتے ہیں، پھر ملک میں دھماکے اور قتل و غارت گری کرتے اور مسلمانوں کے

اموال اور ان کی عزتوں کو حلال قرار دیتے ہیں۔ امید واثق ہے آپ اس کا تفصیلی جواب مرتب کر کے امت کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت وصیانت فرمائے اور اپنے محبوب بندوں میں شمار کرے۔ آمین!

محبکم وأخوکم
مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ
۲۵ رجب ۱۴۳۶ھ
بمطابق ۱۵ مئی ۲۰۱۵ء

از مفسر قرآن فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

# مسلمان مملکتوں کے حکمرانوں کے بارے میں ایک وضاحت ایک استفسار کے جواب میں

جواب:

قرآن کریم میں کافروں اور گناہ گار مسلمانوں دونوں کے لیے تہدید و وعید کا بیان ہے، لیکن متعدد جگہوں پر دونوں کے لیے تہدیدی الفاظ یکساں استعمال ہوئے ہیں، مثلاً: ''الْفٰسِقُوْنَ، الظّٰلِمُوْنَ'' وغیرہ۔ ظاہر بات ہے کہ ہر جگہ جیسے ان کے مصداق مختلف ہیں ان کے معنی بھی مختلف ہیں، جہاں ان الفاظ کے مصداق کافر یا مشرک ہیں وہاں ان الفاظ کے وہ معنی مراد نہیں لیے جا سکتے جہاں ان کا اطلاق مسلمانوں پر کیا گیا ہے۔

اسی طرح احادیث میں بیان کردہ جہنم کی وعید ہے۔ یہ وعید ایسے بہت سے کاموں پر بھی ہے جن کا صدور و ارتکاب مسلمانوں سے بھی ہو جاتا ہے اور کافروں اور مشرکوں کے لیے بھی جہنم کی وعید ہے لیکن دونوں جگہ اس وعید کا مفہوم ایک نہیں ہے۔ مسلمان کے لیے اس کا مطلب، بطور سزا عارضی دخول ہے اور کافر و مشرک کے لیے دائمی دخول ہے۔ حالانکہ ظاہری الفاظ صرف دخول جہنم کے ہیں، عارضی اور دائمی کی وضاحت کے بغیر۔

یہ فرق کس طرح اور کیسے واضح ہوتا ہے؟ عبارت کے سیاق سے یا دیگر دلائل سے۔ اگر ذہن میں کجی نہ ہو اور خاص مطلب برآری پیش نظر نہ ہو تو ہر مقام پر وعید کا معنی و مفہوم اور اس کا مصداق بہ آسانی سمجھ میں آ جاتا ہے یا متعین ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم میں فسق وظلم کے الفاظ کفر وشرک کے لیے بھی اور عام گناہ کے لیے بھی استعمال ہوئے ہیں لیکن اگر کسی مسلمان سے فسق یا ظلم کا ارتکاب ہو جائے تو ہم اسے کافر و مشرک قرار نہیں دیں گے جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ کو کفر وشرک کے لیے بھی استعمال فرمایا ہے۔

اس مختصر سی تمہید سے مقصود مسئلۂ تکفیر کی وضاحت ہے، جس کا اس وقت شور وغوغا ہے۔ مسلمانوں کا ایک نوجوان طبقہ اس مسئلے میں بے جا سختی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ یہ شدت جہاں ایک طرف ان کی قوت ایمانی کی مظہر اور مکمل اسلام پر عمل کرنے کے جذبے کی غماز ہے وہاں دوسری طرف ''ہم چو ما دیگرے نیست'' کے زعم پندار کی بھی علامت ہے۔ اگر ایک خوبی قابل تعریف ہے تو دوسری بری بات اور قابل مذمت ہے۔

صحیح راستہ (صراط مستقیم) ان دونوں کے بین بین، اعتدال وتوازن کا راستہ ہے، یعنی خود اسلامی تعلیمات کی حقانیت وصداقت پر پختہ یقین رکھیں اور ﴿ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً﴾ [ البقرۃ : ۲۰۸ ] کا عملی نمونہ بن کر ہر شعبۂ زندگی اور زندگی کے ہر موڑ پر اسلامی تعلیمات کا مظاہرہ کریں اور جو لوگ (عوام ہوں یا خواص) ان سے ایمانی قوت میں بھی کمزور ہوں اور عمل میں بھی پھسڈی، ان کو حقیر اور اپنے سے کمتر نہ سمجھیں، بلکہ اپنی اپنی طاقت اور دائرے کے مطابق ان کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں، کیونکہ اس سے زیادہ کا تو اللہ نے پیغمبروں کو بھی مکلّف نہیں بنایا، چہ جائے کہ ایک عام مسلمان تمام لوگوں کی اصلاح و ہدایت کا اپنے آپ کو ذمہ دار ٹھہرا لے یا اپنے زعم تقویٰ و پارسائی میں دوسرے مسلمانوں کو جہنم کا ایندھن باور کرائے۔

فتویٰ بازی سے یہ گریز انفرادی اور اجتماعی دونوں صورتوں میں ناگزیر ہے۔ انفرادی سے مراد عوام ہیں اور اجتماعی سے مراد حکمران طبقہ ہے۔ موجودہ صورت حال نہایت افسوس ناک ہے، عملی لحاظ سے عوام بھی اسلامی تعلیمات کا شعور نہیں رکھتے اور جو رکھتے ہیں عمل کے اعتبار سے وہ بھی بے شعوروں ہی کی طرح ہیں کیونکہ عمل سے ان کا دامن بھی خالی ہے۔ الا ما شاء اللہ!

سوائے تھوڑے سے مسلمانوں کے، یہی حال خواص یعنی حکمران طبقے کا ہے۔ ان کو اللہ نے اختیار و اقتدار سے نوازا ہے لیکن وہ اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کے عطا کردہ نظام زندگی کو نافذ نہیں کرتے بلکہ انھوں نے غیروں کے نظام کو اپنایا ہوا ہے۔

ہمارے بعض نوجوان قرآنی آیات: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾، ﴿فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ اور ﴿هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ [ المائدة : ٤٧، ٤٥، ٤٤ ] کے پیش نظر مسلمان مملکتوں کے بیشتر حکمرانوں کو ان کا مصداق قرار دے کر ان کو کافر قرار دے دیتے ہیں، جس کے نتیجے میں ان کا وہ نقطۂ نظر ہو جاتا ہے جس کی وضاحت استفساری مراسلے میں کی گئی ہے۔

لیکن ان حضرات کے اس موقف کو اگر درست تسلیم کر لیا جائے تو پھر سوال یہ ہے کہ مسلمان عوام کو پھر کس زمرے میں رکھا جائے گا؟ ان کی اکثریت بھی تو اپنی انفرادی زندگی میں " مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ " کو نہ مان رہی ہے اور نہ ماننے کے لیے تیار ہی ہے۔ اگر ان کو بھی مذکورہ آیات کا مصداق قرار دے کر ان پر بھی ﴿فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ کا حکم لگا دیا جائے تو پھر مسلمان معاشرے میں جو انتشار پیدا ہوگا، وہ محتاج وضاحت نہیں ہے۔

اسی لیے شریعتِ اسلامیہ نے اس امر کی بڑی تاکید کی ہے کہ اگر حکمران طبقہ اللہ کے احکام کے برعکس تمھارے ساتھ ظلم و ستم کا معاملہ کرے تو اس کو برداشت کرنا ہے، اس کے خلاف خروج و بغاوت نہیں کرنی۔ ہاں اگر وہ کفر بواح (بالکل ظاہر کفر) کا ارتکاب کریں تو بات اور ہے لیکن کفر بواح، عملی کوتاہیوں، کوتاہ دستیوں کا نام نہیں، ضروریات دین کے انکار کا نام ہے، جیسے کوئی کہے (وہ عوام میں سے ہو یا خواص میں سے) کہ میں ختم نبوت کو نہیں مانتا، قرآن کو نہیں مانتا، نماز، روزہ ڈھکوسلا ہیں وغیرہ وغیرہ، تو ایسا شخص یقیناً کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

بنا بریں مسلمانوں کے موجودہ حکمران، اگرچہ بہت بڑے مجرم ہیں کہ اختیارات سے بہرہ ور ہونے کے باوجود، وہ اسلام کے نفاذ کے لیے کچھ نہیں کر رہے، بلکہ قوم اور ملک کو

اسلام سے دور کر رہے ہیں، تاہم ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، ہم انھیں واجب القتل وغیرہ قرار نہیں دے سکتے۔

ان کے غیر اسلامی اقدامات کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا، ان کی اصلاح کی کوششیں کرنا اور ان کو راہ راست کی تلقین کرنا، یہ الگ مسئلہ ہے اس کا اہتمام اپنی اپنی طاقت کے مطابق کرنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ جس طرح ایک مسلمان بھائی، دوسرے مسلمان بھائی کی خیر خواہی کے جذبے سے اصلاح کی کوشش کرتا ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا تقاضا ہے، حکمران طبقہ بھی ہماری ان اصلاحی و تبلیغی مساعی کا ہدف ہونا چاہیے۔ باقی ہدایت کے راستے پر چلا دینا، یہ اللہ کا اختیار ہے۔ راقم نے ''ریاض الصالحین'' میں حکمرانوں سے متعلق احادیث کی شرح و توضیح میں اس نکتے کی وضاحت کی ہے۔ طوالت سے بچتے ہوئے چند احادیث کے فوائد ملاحظہ فرمائیں:

ایک حدیث کے فوائد میں تیسرا فائدہ:

''حکمرانوں کی کوتاہیوں کا حل بھی تجویز فرما دیا، اور وہ ان کے خلاف بغاوت اور احتجاجی مظاہرے نہیں، بلکہ انتظامی معاملات میں ان کی اطاعت کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع اور اس کی بارگاہ میں دعا کرنا ہے۔ افسوس ہے کہ اسلامی ملکوں میں جب سے مغرب کی ملعون جمہوریت آئی ہے ان کا سارا استحکام ختم ہو گیا ہے، کیونکہ امن و استحکام کے لیے ضروری ہے کہ نظم مملکت انتشار اور ابتری سے محفوظ رہے اور یہ نظم بادشاہت میں اب بھی موجود ہے اور وہاں نسبتاً امن و استحکام ہے...... لیکن جمہوریت نے جہاں اپنے پنجے گاڑ لیے ہیں وہاں نظم مملکت سخت انتشار سے دوچار ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ان ملکوں کے بیشتر وسائل اسی انتشار اور سیاسی اُتھل پُتھل کی نذر ہو رہے ہیں اور یہ سارے ''جمہوریے'' امن و استحکام سے محروم ہیں۔'' [ریاض الصالحین مترجم، جلد اول، ص: ۳۰۵۔ ۳۰۶]

ایک اور حدیث کا دوسرا فائدہ:

''ظالم حکمران بھی جب تک کفر صریح کا ارتکاب نہ کریں اور شعائر اسلام بالخصوص نماز

کی پابندی کریں، ان کے خلاف خروج و بغاوت کی اجازت نہیں، کیونکہ بغاوت میں فائدہ موہوم ہے جب کہ نقصان بہت زیادہ ہے۔'' [ جلد اول، ص : ٦٠٩ ]

ایک اور حدیث کا پہلا فائدہ ملاحظہ ہو :

''اس حدیث میں بھی مسلمان حکمران کی اطاعت کا لازم ہونا اور اس کی بیعت و اطاعت سے گریز و انحراف کو کفر و ضلال سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ اسے جاہلیت کی موت اس لیے فرمایا کہ اسلام سے قبل ایک امیر کی اطاعت کا کوئی تصور نہیں تھا بلکہ اس میں وہ اپنی عار اور ذلت محسوس کرتے تھے۔ اسلام نے اس طوائف الملوکی کا خاتمہ کر کے انھیں نظم و ضبط کا پابند بنایا اور اطاعت کی تاکید کی۔''

[ جلد اول، ص : ٦١١ ]

ایک اور حدیث کے فوائد :

① ''مطلب یہ ہے کہ حاکم اور رعایا دونوں کی اپنی اپنی ذمہ داریاں ہیں جو بھی اس میں کوتاہی کرے گا، اس کا بوجھ اس پر ہوگا اور اس کا خمیازہ اسے قیامت کے روز بھگتنا ہو گا، لیکن اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ اگر حاکم اپنی ذمے داریوں کی ادائیگی میں کوتاہی کریں تو رعایا بھی سمع و طاعت سے انکار کر دے۔ اس لیے کہ کوتاہی کا علاج کوتاہی سے ممکن نہیں، اس طرح مزید فساد ہو گا۔''

② ''بنابریں ملک کے مفاد عامہ کے لیے حکمرانوں کے ظلم کو برداشت کرنا، ان کے خلاف خروج و بغاوت کرنے سے زیادہ بہتر ہے، تاہم قانون جس حد تک تنقید کرنے اور اصلاح کی آواز بلند کرنے کی اجازت دے، اس حد تک ظلم کے خلاف آواز بلند کرنا اور اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا، خروج و بغاوت سے مختلف چیز ہے اور اس کا اہتمام کرنا اپنی اپنی طاقت کے مطابق ضروری ہے۔'' [ جلد اول، ص : ٦١٥ ]

ایک اور حدیث کے فوائد ملاحظہ ہوں :

① ''بادشاہ کی بے توقیری اور اہانت سے مراد، ان کی حکم عدولی اور عدم اطاعت ہے۔ اس

سے حکمرانوں کا وقار اور ان کی تمکنت و جلال متاثر ہوتا ہے جب کہ امن و استحکام کے لیے ضروری ہے کہ حکومت کا رعب اور دبدبہ قائم رہے تا کہ جرائم پیشہ اور قانون شکن عناصر کو اپنی مذموم کارروائیوں کی جسارت نہ ہو۔ بہرحال ملکی مفاد اور مصلحت عامہ کی وجہ سے مسلمانوں کو یہی تاکید کی گئی ہے کہ جب تک حکمرانوں سے کفر صریح کا ارتکاب نہ ہو اور جب تک وہ نماز اور دیگر شعائر دین کو قائم رکھیں، اس وقت تک ان کی اطاعت کرو، چاہے وہ عدل و انصاف کے قیام اور عوام کے دیگر حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے والے ہی ہوں۔''

② ''اسلام کی یہ ہدایت موجودہ مغربی جمہوریت سے یکسر مختلف ہے جس میں حزب اختلاف کا وجود نہایت ضروری ہے، جس کا کام ہی ہر وقت حکومت پر تنقید اور اس کے خلاف لوگوں کو خروج و بغاوت پر آمادہ کرنا ہے تا کہ وہ حکومت ناکام اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہو جائے اور پھر وہ خود اس کی جگہ اقتدار پر فائز ہو جائے۔ اسلام میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار کا یہ تصور نہیں ہے، سب ایک ہی امت ہیں، ایک ہی کشتی کے سوار ہیں جن کے مفادات اور مقاصد بھی ایک ہی ہیں اور حکمرانوں کی کوتاہیوں کے باوجود عوام کو ان کے خلاف خروج و بغاوت پر آمادہ کرنا جرم ہے، کیونکہ ہر چند سالوں کے بعد عام انتخابات پر قوم کے کروڑوں بلکہ اربوں روپے برباد کر دینا اور گلی گلی، کوچے کوچے بلکہ گھر گھر میں انتشار و تفریق کے بیج بونا بھی اسلامی تعلیمات سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا۔ اسلام میں حکمرانی کے لیے چند سالوں کی حد مقرر نہیں ہے اور نہ وہ جلد جلد حکمرانوں کے عزل و نصب کو پسند ہی کرتا ہے۔ ان کی کوتاہیوں کو برداشت کرنے کی تاکید میں بھی یہی حکمت ہے تا کہ ایک حکمران کو حکومت کرنے کا زیادہ سے زیادہ وقت ملے کہ اسی میں عوام کا بھی مفاد ہے اور ملک کا استحکام بھی۔ کاش لوگ مغربی جمہوریت کے اس فریب اور سراب سے نکلیں اور اسلامی ہدایات کی روشنی میں اپنا نظام حکومت ترتیب دیں۔[ جلد اول، ص : ٦١٧، طبع جدید ]

ان اقتباسات سے راقم کے اس نقطہ نظر کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جو موجودہ حکمرانوں کے بارے میں ہے۔ راقم کے جس اقتباس سے حکمرانوں کے مرتد ہونے کا مفہوم اخذ کیا گیا ہے، وہ بھی ملاحظہ فرمالیں:

مرد و عورت کے بے باکانہ اختلاط کو اسلام کس طرح گوارا کر سکتا ہے جو مغرب میں عام ہے اور یہی اخلاق باختہ ثقافت (بلکہ کثافت) ٹیلی ویژن کے ذریعے سے اسلامی ملکوں میں پھیلائی جا رہی ہے۔ مغرب زدہ حکمران اس گندگی، بے حیائی اور اخلاق باختگی کو ''ثقافت'' باور کرا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مرتد حکمرانوں سے اسلامی ملکوں کو نجات عطا فرمائے۔

[جلد دوم، ص: ۵۱۳]

ظاہر بات ہے اس سیاق میں مغرب زدہ مسلمان حکمرانوں کے لیے مرتد کا لفظ بطور فتویٰ کے نہیں ہے بلکہ ان کے ذہنی ارتداد کے اظہار کے لیے ہے اور یہ ذہنی ارتداد اس وقت بدقسمتی سے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے مالکان اور بیشتر کالم نگار اور طبقہ اشرافیہ میں بھی عام ہے جن میں حکمران طبقہ بھی شامل ہے لیکن یہ ذہنی ارتداد، وہ ارتداد نہیں ہے جس کی سزا قتل ہے۔ یہ تہدید و وعید کا ایک انداز ہے جس کی وضاحت ابتدائی سطور میں کی گئی ہے، جیسے مسلمان عوام کے اخلاق و کردار کی پستی کو منافقت سے تعبیر کر لیا جاتا ہے جس سے وہ منافقت مراد نہیں ہوتی جس کی سزا قرآن میں ﴿فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ بتلائی گئی ہے۔

قرآن کریم کی یہ آیت بھی اس مفہوم میں کتنی واضح ہے جس کی وضاحت ہم کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾ [النساء: ١٤]

''جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور اس کی حدود سے تجاوز کیا، اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ میں داخل فرمائے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔''

اس آیت میں صرف عصیان (نافرمانی) کی کتنی سخت سزا بیان ہوئی ہے اور یہ سخت وعید بھی جس سیاق میں استعمال ہوئی ہے، قابل غور ہے، اللہ تعالیٰ نے اس سے قبل وراثت کے اصول اور حصے بیان فرمائے ہیں اور انھیں ''حدود اللہ'' قرار دیا اور اس سے تجاوز کو نافرمانی قرار دے کر اس کی سزا دائمی جہنم بیان فرمائی۔

اب آپ اپنے مسلمان عوام کی اکثریت کا حال دیکھیں کہ قرآن کے بیان کردہ احکامِ وراثت کو وہ عملاً نہیں مانتے۔ بالخصوص عورتوں کو حقِ وراثت سے محروم رکھنے کی پوری کوشش کی جاتی ہے۔ کیا ان پر فتویٰ کفر عائد کر کے ان کو جہنم کی دائمی سزا کا مستحق قرار دے دیا جائے گا، یا ان کا معاملہ اللہ کی مشیت پر چھوڑا جائے گا......؟

اسی طرح مسلمان مملکتوں کے عملاً نا مسلمان حکمرانوں کا معاملہ ہے۔ ان کا معاملہ بھی اللہ کے سپرد ہی ہے۔ وہ آخرت میں ان کا فیصلہ فرمائے گا۔ ہم دنیا میں ان کے غلط اقدامات پر تنقید تو کریں گے، ان کی اصلاح کی کوشش تو کریں گے لیکن اس سے زیادہ وہ آخری فیصلہ نہیں کریں گے جس کا حق صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کو حاصل ہے اور اس کو ہمارے استعمال کرنے سے مسلمان معاشرے میں سوائے انتشار اور ابتری کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

وماعلينا إلا البلاغ المبين

إن اريد إلا الإصلاح ما استطعت وما توفيقي إلا بالله

صلاح الدین یوسف

رجب المرجب، مئی ۲۰۱۵ء

مذکورہ بالا مفصل جواب سے معلوم ہوا کہ مرجئۃ العصر کے جاہل مصنف علمائے اہل حدیث کو بدنام کرنے کی کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کر رہے اور اسی طرح اہل حدیث علماء و خطباء کو کتاب پوسٹ کر کے پروپیگنڈا کی آخری حدوں کو بھی تجاوز کر رہے ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم کے ساتھ جب ہماری مفصل کتاب آپ کے ہاتھوں میں پہنچے گی اور عصر حاضر کے ان خوارج کے اتہامات اور کذب بیانیوں کا پردہ چاک ہوگا تو قارئین کرام اور کارکنان دعوت و جہاد

کو جہاں دلی سکون میسر ہوگا وہاں وہ اہل تکفیر کے عزائم اور غلط نظریات سے بھی آگاہ ہوں گے۔

فی الوقت اس کتاب کا ایک باب طبع کیا جارہا ہے جو درج ذیل امور پر محیط ہے:

کفر کے معانی، اس کی اقسام، لفظ کفر کے اطلاقات یعنی لفظ کفر کبھی ایسے امور پر بولا جاتا ہے جو کفر اکبر شمار ہوتے ہیں اور ان کے ارتکاب سے انسان ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے اور کبھی اس کا اطلاق کفر اصغر پر ہوتا ہے جس کا مرتکب کافر نہیں ہوتا بلکہ ناقص الایمان گناہ گار مسلمان ہوتا ہے۔ اسی طرح لفظ کفر پر کبھی ظلم، شرک اور فسق کا اطلاق کیا جاتا ہے اور ہر جگہ ایک متعین معنی مراد نہیں لیا جاتا۔ پھر کفر کے بعض نتائج وعواقب کا مختصراً قرآنی آیات کی رو سے ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد کفار کی بعض صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے تاکہ ایک مسلمان اپنے اندر ایسی صفات پیدا کرنے سے مکمل اجتناب کرے، پھر کفر کی مختلف صورتیں جو ارتداد، شرک، اللہ کی راہ سے روکنا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مؤمنین سے دشمنی پر مبنی ہیں، ان کا اختصار سے بیان ہے۔

اسی طرح کسی مسلمان کو کافر قرار دینے سے قبل جن اصول وضوابط کو مدنظر رکھنا ازحد ضروری ہے، ان کو کتاب وسنت کی نصوص اور ائمہ دین کی عبارات سے تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔ تاکہ ہر مسلمان اچھی طرح جان لے کہ کسی مسلم کو کافر قرار دینے میں جلد بازی سے کام لینا کس قدر خطرناک ہے اور اس کام سے علمائے کرام کس قدر محتاط ہوتے ہیں اور فتویٰ دینے میں کتنی احتیاط ملحوظ خاطر رکھتے ہیں اور مسند افتاء پر فائز ہونا کس وناکس کا کام نہیں ہے۔

اس کتاب میں ذکر کردہ تمام حوالہ جات اصل کتب سے مراجعت کے بعد درج کیے گئے ہیں اور بعض ابحاث میں جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ کے کلیۃ الدعوۃ واصول الدین میں قسم العقیدہ کے استاذ ابراہیم بن عامر الرحیلی حفظہ اللہ کی کتاب "التکفیر وضوابطه" سے کافی معاونت لی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ شیخ ابراہیم بن عامر الرحیلی کو جزائے خیر سے نوازے، انھوں نے تکفیر کے موضوع پر بڑی محنت سے کام کیا۔

''مرجئۃ العصر'' پر ہمارا مفصل کام اللہ کی توفیق سے جاری ہے اور جوں ہی اس کی تکمیل

ہو گی، ہدیہ قارئین کر دیا جائے گا۔

اس کام میں تاخیر کا سبب راقم کی بیماری ہے، تمام دوست احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

اس کتاب کی تیاری میں میرے ساتھی ابو درداء سعید الرحمٰن اور ابو اسامہ عبدالحمید نے بھر پور تعاون کیا۔ اسی طرح میرے تلمیذ رشید حافظ عثمان شفیق نے بھی کتاب کی تیاری کے مختلف مراحل میں بڑی محنت کی۔ راقم ان تمام بھائیوں کا شکر گزار ہے جنھوں نے کسی بھی طرح کا تعاون کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو قارئین کے عقائد و اعمال کی اصلاح کا ذریعہ اور راقم کے لیے اسے صدقہ جاریہ اور توشۂ آخرت بنائے۔ آمین!

ابو الحسن مبشر احمد ربانی عفا اللہ عنہ

رئیس مرکز الحسن P/۲، ۸۸ سبزہ زار سکیم ملتان روڈ لاہور

# تمہید

کتاب و سنت کی رو سے ایمان تین چیزوں کا مرکب ہے۔ دل سے تصدیق، زبان سے اقرار اور دیگر اعضائے جسمانی کے ساتھ عمل کرنا۔ اگر دل سے تصدیق نہ ہو پھر بھی کوئی شخص دائرہ ایمان میں داخل نہیں ہوتا، جیسے یہود کو رسول اللہ ﷺ کی معرفت تھی، ہرقل اور ابو طالب نے آپ کی صداقت و حقانیت کا اظہار بھی کیا اور منافقین میں ظاہری طور پر عمل اور احکام کی پیروی موجود تھی، اس کے باوجود یہ لوگ مومن نہ تھے۔ پس تصدیق میں کوتاہی منافق کرتا ہے اور زبان کے اقرار سے پہلو تہی کافر کرتا ہے اور عمل میں کوتاہی کا مرتکب فاسق و فاجر شمار ہوتا ہے۔ مومن بننے کے لیے تین چیزوں کا ہونا حتمی اور لازمی ہے۔ جب کوئی شخص زبان سے اسلام کا کلمۂ توحید کہہ لیتا ہے تو وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے، کلمہ پڑھنے کے بعد اسے نماز، روزہ، حج، اور زکاۃ کا اہتمام کرنا پڑتا ہے۔ حج اور زکاۃ تو صاحب حیثیت پر فرض ہو جاتے ہیں، شریعت نے زکاۃ کا نصاب متعین کر دیا ہے اور اگر بیت اللہ جانے کے لیے زادِ راہ اور سواری کا انتظام ہے تو حج فرض ہو جاتا ہے۔

یہ پانچوں چیزیں اسلام کی بنیاد ہیں، جیسا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«بُنِیَ الْإِسْلَامُ عَلَی خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ»

[بخاری، کتاب الإیمان، باب دعاؤکم إیمانکم : ۸]

”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی

معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔''

جب اسلام انسان کے دل کی زینت اور بہار بن جاتا ہے اور یہ اعضائے جسمانی کے ساتھ عمل و اتباع کو لازم کر لیتا ہے تو ایسے شخص کو مومن کہا جاتا ہے۔ ایمان کی بنیاد چھ چیزوں پر رکھی گئی ہے، یعنی یہ چھ چیزیں ایمان کے ارکان ہیں، جیسا کہ حدیث جبریل میں ہے، جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے پوچھا:

« فَاَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ قَالَ أَنْ تُؤمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ » [ مسلم، كتاب الايمان، باب بيان الايمان والاسلام والاحسان ...... : ٨ ]

''آپ مجھے ایمان کے بارے میں خبر دیں۔ فرمایا: یہ کہ تو ایمان لائے اللہ پر، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور آخرت کے دن پر اور تو ایمان لائے تقدیر کی اچھائی اور برائی پر۔''

ایمان انسان کی سب سے قیمتی متاع ہے۔ اس کی حفاظت و صیانت کا خیال رکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے، کیونکہ انسان جس طرح اپنا تن ڈھانپنے کے لیے لباس پہنتا ہے اور وہ پہننے کے ساتھ ساتھ پرانا ہوتا چلا جاتا ہے بالکل اسی طرح ایمان بھی پرانا ہوتا رہتا ہے۔

## تجدید ایمان:

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّ الْإِيمَانَ لَيَخْلَقُ فِي جَوْفِ أَحَدِكُمْ كَمَا يَخْلَقُ الثَّوْبُ الْخَلِقُ، فَاسْأَلُوا اللّٰهَ أَنْ يُجَدِّدَ الْإِيمَانَ فِي قُلُوبِكُمْ » [ المستدرك على الصحيحين : ٥۔ اس کو امام حاکم اور امام ذہبی نے صحیح کہا ہے اور علامہ البانی نے سلسلہ صحیحہ (١٥٨٥) میں درج کیا ہے۔]

''بلاشبہ ایمان تم میں سے ہر ایک کے پیٹ میں پرانا ہوتا رہتا ہے جیسا کہ پرانا

کپڑا پرانا ہوتا رہتا ہے، تم اللہ سے سوال کرو کہ وہ تمھارے دلوں میں ایمان کی تجدید کرتا رہے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایمان ہر حالت میں ایک جیسا نہیں رہتا بلکہ اس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے، جیسے انسان اپنا لباس پہن پہن کر پرانا کرتا ہے اور اس کی رونق ماند پڑ جاتی ہے، بسا اوقات وہ پھٹ جاتا ہے اور اس کی مرمت کر کے اسے دوبارہ پہن لیا جاتا ہے، بالکل اسی طرح ایمان بھی کبھی اعلیٰ درجے کا ہوتا ہے اور کبھی سب سے نچلے درجے پر آ جاتا ہے اور بسا اوقات ایمان ختم بھی ہو جاتا ہے۔

اس لیے اس کی خبر گیری رکھنا اور تجدید کرتے رہنا ضروری ہے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے تجدید ایمان کا سوال کرنا بھی سکھا دیا ہے۔ ہمیں اپنی دنیا کی تمام چیزوں سے بڑھ کر ایمان کا خیال کرنا چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ایمان کی دولت ہر کسی کو نہیں دیتا، اللہ تعالیٰ صرف اپنے محبوب بندوں کو ایمان سے نوازتا ہے جبکہ دنیا کے مادی وسائل اور اسباب ہر کسی کو دیتا ہے، خواہ اس سے محبت کرے یا نہ کرے۔

## دین صرف اسے ملتا ہے جس سے اللہ محبت کرتا ہے:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّ اللّٰهَ قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَخْلَاقَكُمْ كَمَا قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَرْزَاقَكُمْ، وَإِنَّ اللّٰهَ يُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ يُحِبُّ وَمَنْ لَا يُحِبُّ، وَلَا يُعْطِي الْإِيمَانَ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ » [ المستدرك للحاكم : ٩٤۔ اسے امام حاکم اور امام ذہبی نے صحیح کہا ہے اور علامہ البانی نے سلسلہ صحیحہ (۲۷۱۴) اور غاية المرام (۱۹) میں درج کیا ہے ]

''بے شک اللہ نے تمھارے درمیان اخلاق تقسیم کیے ہیں، جیسا کہ اس نے تمھارے درمیان تمھاری روزیاں تقسیم کی ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرتا ہے اسے بھی دنیا دیتا ہے اور جس سے محبت نہیں کرتا اسے بھی دیتا ہے اور ایمان صرف اسے دیتا ہے جس سے محبت کرتا ہے۔''

لٰہذا ایمان بڑی قیمتی دولت ہے، اس کی حفاظت کرنا فرض ہے اور قیامت والے دن نجات کے لیے بنیادی اور اساسی شرط ایمان ہے، اس کے بغیر تمام نیک اعمال بھی غارت ہو جاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ﴾

[ الأنبياء : ٩٤ ]

''پس جو شخص کچھ نیک اعمال کرے اور وہ مومن ہو تو اس کی کوشش کی کوئی ناقدری نہیں اور یقیناً ہم اس کے لیے لکھنے والے ہیں۔''

اس نص قطعی سے معلوم ہوا کہ اللہ کے ہاں صرف وہی اعمال درجۂ قبولیت پر فائز ہوں گے جو ایمان کے ساتھ اللہ کی رضا کے لیے کیے جائیں گے اور جو اعمال ایمان کے بغیر کیے گئے ہوں گے، ان کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ اِۨشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ﴾

[ ابراهيم : ١٨ ]

''ان لوگوں کی مثال جنھوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا ان کے اعمال اس راکھ کی طرح ہیں جس پر آندھی آنے والے دن میں ہوا بہت سخت چلی۔ وہ اس میں سے کسی چیز پر قدرت نہ پائیں گے جو انھوں نے کمایا، یہی بہت دور کی گمراہی ہے۔''

معلوم ہوا کہ کفر کی وجہ سے انسان کے اعمال غارت اور برباد ہو جاتے ہیں۔ ان کی حیثیت ایک پر کاہ کی بھی نہیں رہتی۔ قیامت والے دن وہ راکھ کے اس ڈھیر کی طرح ہوں گے جس پر تندوتیز آندھی چلے تو وہ انھیں اڑا کر لے جائے اور ان کا وبال انھی پر رہ جائے۔ ایمان جیسی قیمتی متاع کا کفر و شرک اور ارتداد سے تحفظ ضروری ہے اور ہمیں ایسے امور کا بھی علم ہونا چاہیے جن کے باعث ایمان کی تباہی و بربادی ہوتی ہے تاکہ ہم ان سے اپنے آپ کو بچا سکیں۔

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر و بیشتر شر اور فتنوں کے بارے میں سوالات کیا کرتے تھے اور باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایمانیات اور ان اعمال کے بارے میں پوچھتے جو جنت میں لے جانے والے ہیں۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ شر کے متعلق اسی لیے سوال کرتے تھے تاکہ انھیں شر اور فتنوں کی حقیقت معلوم ہو اور وہ ان سے بچ سکیں۔

اسی فکر کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم آپ کے سامنے اس کتاب میں کفر اور اس کے عواقب و نتائج بیان کر رہے ہیں تاکہ ان سے اجتناب کر کے ایمان کا دفاع اور بچاؤ کیا جا سکے، پھر اس کے بعد کچھ اصول و ضوابط ذکر ہوں گے، جن کا ایمان کے بچاؤ میں لحاظ رکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایمانیات کو سمجھنے اور ان کے تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور کفر و شرک سے محفوظ رکھے اور مرتے دم تک توحید و سنت پر قائم و دائم رکھے۔ آمین یا رب العالمین!

## کفر کا مفہوم:

کفر کے لغوی معنی چھپانے اور ڈھانپنے کے ہیں۔

الرمانی نے اپنے کتاب "الألفاظ المترادفة" میں لفظ "کَفَرَ" کو "اَخْفَی"، "سَتَرَ" یعنی "چھپانا اور ڈھانپنا" کے مترادف لکھا ہے۔ [الفاظ المترادفة للرماني : ۲۷۶]

علامہ محمد بن ابی بکر بن عبد القادر الرازی (المتوفی ۶۶۰ھ) لکھتے ہیں:

"الكفر ضد الإيمان وقد كَفَرَ بالله من باب نصر وجمع الكافِر كُفَّارٌ و كَفَرَةٌ و كِفَارٌ بالكسر مخففا كجائع وجياع ونائم ونيام وجمع الكافرة كَوَافِرُ و الكُفْرُ أيضا جحود النعمة وهو ضد الشكر."

امام رازی نے کفر کو ایمان کی ضد میں درج کیا ہے، یعنی جو شخص اللہ کا انکار کرے۔ نیز اسے شکر کے مقابل بھی لکھا ہے، یعنی نعمتوں کا انکار کرنے والا۔

علامہ ابو الحسین احمد بن فارس بن زکریا (المتوفی ۳۹۵ھ) راقم ہیں:

"وهو الستر والتغطية ويقال للزراع كافر لانه يغطي الحب بتراب الارض قال الله تعالىٰ : ﴿أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ﴾ والكفر ضد الإيمان سمى لأنه تغطية الحق وكذلك كفران النعمة جحودها وسترها." [ معجم مقاييس اللغة : ٨٩٧ طـ دار احياء التراث العربي بيروت ]

''کفر کا مطلب چھپانا اور ڈھانپنا ہے، اسی لیے کسان کو بھی کافر کہا جاتا ہے کہ وہ دانے کو زمین میں چھپاتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے : ﴿أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ﴾ [ الحديد : ٢٠ ] اور یہ لفظ ایمان کی ضد ہے کیونکہ کافر حق کو چھپاتا ہے اسی طرح نعمتوں کا انکار کرنا بھی چھپانے کے مفہوم میں آتا ہے۔''

اور اسی مفہوم میں امام راغب اصفہانی (المتوفی ۵۰۲ھ) نے اپنی کتاب "المفردات في غريب القرآن" میں اس کا ذکر کیا ہے۔[ المفردات في غريب القرآن : ٤٣٣-٤٣٦ طـ ایران ]

## خلاصۂ قول :

اس کے مفہوم میں انکار کرنا ہے اور ایمان کے مقابل کفر کے یہی معانی بنتے ہیں، یعنی دین اسلام کی صداقتوں کا انکار کرنا۔ اس کے علاوہ کفر شکر کے مقابلے میں بھی آیا ہے کیونکہ شکر کا مطلب ہے ''کسی چیز کا ابھر کر سامنے آنا،'' لہٰذا کفران نعمت کے معنی ہیں نعمتوں کو چھپا لینا اور کفارہ کو کفارہ اس لیے کہتے ہیں کہ وہ غلط کام کے ضرر رساں نتیجہ کو ڈھانپ لیتا ہے۔

ایک بات واضح رہے کہ ہر غیر مسلم کافر ہے، سوائے اس شخص کے جس تک اللہ کا پیغام نہیں پہنچا۔ لیکن جس کے سامنے حق کو پیش کیا جائے لیکن وہ تمام دلائل و براہین کے باوجود اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دے اور پھر لاکھ کوشش کے باوجود وہ اپنی ضد پر قائم رہے تو اسے ''کافر'' کہتے ہیں۔ یعنی حق کے واضح سامنے آنے کے بعد اس کا انکار کرنا کفر کہلاتا ہے اور جن لوگوں کے سامنے حق آیا ہی نہیں وہ غلط راستہ یعنی گمراہی پر تو ہیں لیکن انھیں کافر نہیں کہا جائے گا بلکہ ان کا شمار ضالین یعنی گمراہوں میں سے ہوگا۔

## کفر کتنے طریقوں سے ممکن ہے؟

کفر بنیادی طور پر ایمان کے مقابلے میں آتا ہے، لہٰذا جتنے طریقوں سے ایمان ممکن ہے کفر بھی اتنے ہی طریقوں سے ممکن ہے۔ ایمان بنیادی طور پر تین چیزوں سے تعبیر ہے، یعنی ان تین چیزوں یا ارکان میں سے ایک رکن بھی موجود نہ ہو تو ایمان مکمل نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات ہوتا ہی نہیں، یعنی "التصديق بالقلب، الاقرار باللسان والعمل بالجوارح" دل سے تصدیق اور زبان سے اس تصدیق کا اعتراف و اقرار، پھر عمل سے اس تصدیق اور اعتراف کی گواہی ایمان ہے۔

ایمان کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وهو قول وعمل ويزيد وينقص" [بخاري، كتاب الإيمان، مع فتح الباري: ۹۳/۱ط۔ دار طيبة]

"ایمان قول اور عمل کا نام ہے اور وہ بڑھتا بھی ہے اور کم بھی ہوتا ہے۔"

قول سے مراد شہادتین کا اقرار اور عمل سے مراد دل اور جوارح کا عمل ہے تاکہ اس میں اعتقاد اور عبادات داخل ہو جائیں۔ [فتح الباري لابن حجر: ۹٤/۱]

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فالسلف قالوا: هو اعتقاد بالقلب ونطق باللسان وعمل بالأركان وأرادوا بذلك أن الأعمال شرط في كماله." [فتح الباري لابن حجر: ۹٤/۱]

"سلف صالحین نے کہا ہے کہ ایمان دل کے ساتھ اعتقاد، زبان کے ساتھ اقرار اور ارکان کے ساتھ عمل کا نام ہے اور اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ اعمال کی تکمیل ایمان کی شرط میں سے ہے۔"

امام حسین بن مسعود البغوی رحمہ اللہ (المتوفی ۵۱۶ھ) فرماتے ہیں:

"اتفقت الصحابة والتابعون، فمن بعدهم من علماء السنة على أن الاعمال من الإيمان،...... وقالوا : إن الإيمان قول وعمل وعقيدة، يزيد بالطاعة، وينقص بالمعصية علٰى ما نطق به القرآن في الزيادة، وجاء في الحديث بالنقصان في وصف النساء." [شرح السنة : ۱/ ۳۸، ۳۹ طـ المكتب الاسلامي]

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام اور ان کے بعد آنے والے علمائے سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ اعمال ایمان میں سے ہیں اور انھوں نے کہا ہے کہ ایمان قول، عمل اور عقیدہ کا نام ہے، (ایمان) اطاعت سے بڑھتا اور معصیت کے ساتھ کم ہوتا ہے۔ ایمان کے بڑھنے پر قرآن حکیم ناطق ہے اور عورتوں کے اوصاف کے بیان میں ایمان کے نقصان اور کم ہونے پر حدیث میں بیان وارد ہوا ہے۔''

نیز تمام علمائے اہل حدیث والسنہ کے ہاں ایمان تین چیزوں پر مشتمل ہے اور اس میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ تو کفر بھی تین ذرائع سے ممکن ہے:

① کفر اعتقادی ② کفر قولی ③ کفر عملی

## ① کفر اعتقادی:

یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ کے سوا کوئی اور بھی شریک یا اس کی برابری کرنے والا ہے یا اس کے حکم سے کسی اور کا حکم بہتر ہے۔ اس کی کچھ انواع یا صورتیں ہیں جو درج ذیل ہیں:

① یہ عقیدہ کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم قابلِ عمل نہیں اور ان کا مکمل انکار کرنا۔
② یہ عقیدہ کہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے انکار تو نہیں لیکن ان کے علاوہ کسی اور کے حکم کو احسن اور بہتر ماننا یا اللہ اور اس کے رسول کے کلام کی بعض جزئیات کا انکار کرنا۔
③ یہ عقیدہ کہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے انکار تو نہیں لیکن ان کے علاوہ کا حکم ان دونوں کے حکم جیسا ہی ہے تو اس میں مخلوق کی خالق سے تشبیہ کا عنصر ملتا ہے۔
④ یہ عقیدہ کہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے علاوہ کسی اور کے حکم کا جواز ہے۔

⑤ یہ عقیدہ کہ تمام معاملات اور تنازعات میں حاکم، اللہ کی شریعت کے علاوہ ملکی قانون ہے۔

⑥ یہ عقیدہ کہ معاملات اور تنازعات میں قرآن و حدیث کو چھوڑ کر اپنے معاشرتی اور خاندانی یا قبائلی رسوم و رواج کو حاکم بنانا۔

## خلاصۂ قول:

یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ یا رسول اکرم ﷺ کی ذات میں کسی قسم کا نقص، عیب یا کسی ایسے عقیدہ کی نسبت ان کی طرف کرنا جو واضح تعلیمات اسلام سے ٹکرائے، جیسے یہ عقیدہ کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں یا اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوق کی صفات جیسا سمجھنا وغیرہ۔

## ② کفر قولی:

جیسے اللہ اور اس کے رسول کو برا بھلا کہنا یا قرآن مجید یا فرشتوں اور دین اسلام کو برا بھلا کہنا اور ان میں سے کسی ایک چیز کے ساتھ استہزاء اور مذاق کرنا خواہ وہ کسی بھی نیت سے ہو۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ﴾

[التوبة : ٦٥، ٦٦]

”اور بلاشبہ اگر تو ان سے پوچھے تو ضرور ہی کہیں گے ہم تو صرف شغل کی بات کر رہے تھے اور دل لگی کر رہے تھے۔ کہہ دے کیا تم اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ مذاق کر رہے تھے؟ بہانے مت بناؤ، بے شک تم نے اپنے ایمان کے بعد کفر کیا۔“

ان آیات کا شان نزول وہ منافقین تھے جو آیات الٰہی کا مذاق اڑاتے اور مومنین سے استہزاء کرتے تھے، حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخانہ کلمات سے بھی گریز نہ کرتے اور اس کی اطلاع ملنے پر جب ان سے دریافت کیا جاتا تو صاف مکر جاتے کہ ہم تو یوں ہی آپس میں ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہنسی مذاق کے لیے کیا تمھارے

سامنے اللہ اور اس کے رسول ہی رہ گئے ہیں الخ۔ [ دیکھیے فتح القدير للشوكاني تفسير سورة توبه آيت : ٦٥، ٢/ ٣٧٧ ط۔ دار احياء التراث العربي۔ تفسير ابن كثير، سورة توبه آيت : ٦٥، ٣/ ٤٠٥ بتحقيق عبد الرزاق المهدي ]

## ③ کفر عملی:

جیسے کسی بت یا چاند، سورج یا قبر کو سجدہ کرنا وغیرہ یعنی وہ اعمال جو واضح طور پر قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ٹکرائیں اور قرآن و حدیث میں جن کی ممانعت وارد ہوئی ہے، ان کا کرنا ''کفر عملی'' ہے۔

## امام ابن القیم رحمہ اللہ اور اقسام کفر:

شیخ البانی رحمہ اللہ امام ابن القیم رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"أن الكفر نوعان : كفر عمل، وكفر جحود واعتقاد- وأن كفر العمل ينقسم إلى ما يضاد الإيمان، وإلى ما لا يضاده، فالسجود للصنم، والاستهانة بالمصحف، وقتل النبي وسبه؛ يضاد الإيمان. وأما الحكم بغير ما أنزل الله، وترك الصلاة، فهو من الكفر العملي قطعاً." [ سلسلة الاحاديث الصحيحة : ٧/ ١٣٤- القسم الاول ]

''کفر کی دو قسمیں ہیں: کفر عملی اور جحود و اعتقاد کا کفر، عمل کا کفر ایسے امور کی طرف بھی منقسم ہوتا ہے جو ایمان کے منافی ہے اور ایسے امور کی طرف بھی جو ایمان کے منافی نہیں ہے۔ پس بت کو سجدہ کرنا، قرآن پاک کی اہانت، نبی کا قتل اور اسے گالی دینا ایمان کے منافی ہے، اور حکم بغیر ما انزل اللہ اور نماز کا ترک قطعی طور پر عملی کفر میں سے ہیں۔''

ایک اور مقام پر رقمطراز ہیں:

"أن الكفر قسمان: اعتقادي وعملي فالاعتقادي مقره القلب

والعملی محله الجوارح." [ سلسلة الاحاديث الصحيحة : ۶/۱۱۲، القسم الاول ]

''کفر کی دو قسمیں ہیں: اعتقادی اور عملی، کفر اعتقادی کا محل دل ہے اور کفر عملی کا محل دیگر جوارح اور اعضاء ہیں۔''

بعض نادان لوگوں نے شیخ البانی رحمہ اللہ، ان کے تلامذہ اور پاکستان میں صحیح سلفی منہج کی داعی جماعت پر بھی ارجاء کی تہمت لگا دی ہے اور خوارج اور ان کے ہمنواؤں کا شروع ہی سے یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ اہل السنہ اہل الحدیث کو مرجیہ کہہ دیتے ہیں۔

## خوارج کا اہل السنہ کو مرجیہ کہنا:

امام حرب بن اسماعیل الکرمانی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۸۰ھ) نے لکھا ہے:

"وأما الخوارج فإنهم يسمون اهل السنة والجماعة "مرجئة" وكذبت الخوارج في قولهم بل هم المرجئة يزعمون أنهم على إيمان وحق دون الناس ومن خالفهم كفار." [ السنة رقم : ۱۱۷ ص ۶۴ ]

''خوارج اہل السنہ و الجماعہ کو مرجیہ کا نام دیتے ہیں اور خوارج اپنی بات میں جھوٹے ہیں بلکہ وہی مرجیہ ہیں جو سمجھتے ہیں کہ وہ ایمان اور حق پر ہیں اور ان کے مخالف تمام لوگ کافر ہیں۔'' العیاذ باللہ!

نوٹ: کچھ گمراہ فرقے جیسے مرجیہ وغیرہ، ان کے نزدیک ایمان صرف دلی تصدیق اور اقرار کا نام ہے، لہٰذا ان کے نزدیک صرف کفر اعتقادی ہوتا ہے جو کہ درست عقیدہ نہیں ہے۔ اس طرح تو فرعون بھی اسی زمرے میں آتا ہے کہ اس نے اللہ کی ربوبیت اور الوہیت کا دل سے انکار نہیں کیا تھا بلکہ اللہ کے حکم سے انکار کیا تھا۔ أستغفر الله من هذه العقائد الباطلة.

# لفظ کفر کا اطلاق

کتاب و سنت کی بے شمار نصوص میں لفظ ''کفر'' کبھی ''کفر اکبر'' اور کبھی ''کفر اصغر'' پر بولا گیا ہے۔

## کفر اکبر پر لفظ کفر کا اطلاق قرآن کی روشنی میں:

سب سے پہلے ہم وہ آیات درج کرتے ہیں جن میں لفظ کفر کا اطلاق کفر اکبر پر کیا گیا ہے۔

① ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا﴾ [ البقرة : ١٠٢ ]

''اور سلیمان نے کفر نہیں کیا اور لیکن شیطانوں نے کفر کیا۔''

② ﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۟ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ﴾ [ البقرة : ٢٥٣ ]

''اور اگر اللہ چاہتا تو جو لوگ ان کے بعد تھے آپس میں نہ لڑتے، اس کے بعد کہ ان کے پاس واضح نشانیاں آ چکیں اور لیکن انھوں نے اختلاف کیا تو ان میں سے کوئی تو وہ تھا جو ایمان لایا اور ان میں سے کوئی وہ تھا جس نے کفر کیا اور اگر اللہ چاہتا تو وہ آپس میں نہ لڑتے اور لیکن اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔''

③ ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾ [ المائدة : ٧٢ ]

”بلاشبہ یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنھوں نے کہا بے شک اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے۔“

④ ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوٓا إِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ﴾ [ المائدة : ٧٣ ]

”بلاشبہ یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنھوں نے کہا بے شک اللہ تین میں سے تیسرا ہے۔“

⑤ ﴿وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا﴾ [ الرعد : ٤٣ ]

”اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، کہتے ہیں تو کسی طرح رسول نہیں ہے۔“

⑥ ﴿وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيلِ﴾ [ البقرة : ١٠٨ ]

”اور جو کوئی ایمان کے بدلے کفر کو لے لے تو بے شک وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔“

⑦ ﴿وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ [ البقرة : ٢١٧ ]

”اور تم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے، پھر وہ اس حال میں مرے کہ وہ کافر ہو تو یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے۔“

⑧ ﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ﴾ [ آل عمران : ٤ ]

”بے شک جن لوگوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا ان کے لیے بہت سخت عذاب ہے۔“

⑨ ﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ﴾ [ آل عمران : ٩١ ]

”بے شک وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اور اس حال میں مر گئے کہ وہ کافر تھے، سو ان کے کسی ایک سے زمین بھرنے کے برابر سونا ہرگز قبول نہ کیا جائے گا خواہ وہ اسے فدیے میں دے۔“

⑩ ﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ﴾ [ النساء : ٧٦ ]

''اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا وہ باطل معبود کے راستے میں لڑتے ہیں۔''

یہ دس آیات بطور مثال ذکر کی ہیں، ورنہ اس معنی کی بے شمار آیات قرآن حکیم میں موجود ہیں جن میں کفر کا لفظ کفر اکبر پر بولا گیا ہے۔

## احادیث صحیحہ سے دلائل:

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ خَامَةِ الزَّرْعِ يَفِيءُ وَرَقُهُ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيحُ تُكَفِّئُهَا فَإِذَا سَكَنَتِ اعْتَدَلَتْ وَكَذَلِكَ الْمُؤْمِنُ يُكَفَّأُ بِالْبَلَاءِ وَمَثَلُ الْكَافِرِ كَمَثَلِ الْأَرْزَةِ صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً حَتَّى يَقْصِمَهَا اللّٰهُ إِذَا شَاءَ »

[ بخاري، كتاب التوحيد، باب في المشية والإرادة...... : ٧٤٦٦- مسلم : ٢٨٠٩ ]

''مومن کی مثال کھیت کے نرم پودے جیسی ہے جدھر کی ہوا چلتی ہے اس کے پتے ادھر ہی جھک جاتے ہیں اور جب ہوا رک جاتی ہے تو پتے بھی برابر ہو جاتے ہیں اور کافر کی مثال صنوبر کے درخت جیسی ہے کہ ایک حالت پر کھڑا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ جب چاہتا ہے اسے کھاڑ دیتا ہے۔''

اس حدیث میں مومن اور کافر کی مثال بیان کر کے یہ سمجھایا گیا ہے کہ مومن نرم و نازک کھیتی کی طرح ہے، جس کے پتے ہوا کے رخ پر مڑ جاتے ہیں، اسی طرح مومن ہر حکم الٰہی کے آگے سرنگوں ہو جاتا ہے اور اللہ کے ہر حکم کی اطاعت کرتا ہے، جبکہ کافر صنوبر کے درخت کی طرح ہے، جو احکام الٰہی کے آگے جھکنا اور مڑنا جانتا ہی نہیں یہاں تک کہ عذاب الٰہی آفات و بلیات اور موت و زلزلے وغیرہ کی صورت میں آتا ہے اور اسے یکدم جہنم کی طرف موڑ دیتا ہے۔

امام مہلب شارح صحیح بخاری لکھتے ہیں:

"معنى الحديث أن المؤمن حيث جاء ه أمر الله أن طاع له فإن

وقع له خير فرح به وشكر وإن وقع له مكروه صبر ورجا فيه الخير والأجر فإذا اندفع عنه اعتدل شاكرا والكافر لا يتفقده الله باختياره بل يحصل له التيسير فى الدنيا ليتعسر عليه الحال فى المعاد حتى إذا أراد الله إهلاكه قصمه فيكون موته أشد عذابا عليه وأكثر ألما فى خروج نفسه." [ فتح البارى : ١١/١٣-١٢ ط۔ دار طيبه، ١٠/١٠٧ ط سلفيه، شرح ابن بطال : ٩/٣٧٣ ]

''اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مومن کے پاس جہاں سے بھی اللہ کا حکم آتا ہے وہ اس کی اطاعت کرتا ہے، اگر اس کے لیے کوئی خیر واقع ہو تو اس پر خوش ہوتا اور شکر کرتا ہے اور اگر اس کے لیے کوئی ناپسندیدگی واقع ہوتی ہے تو صبر کرتا ہے اور اس میں خیر اور اجر کی امید رکھتا ہے، پھر جب وہ چیز اس سے زائل ہو جاتی ہے تو شکر کرتے ہوئے معتدل ہو جاتا ہے، بہرحال کافر کو اللہ امتحان کی چھلنی سے نہیں گزارتا بلکہ اس کو دنیا میں آسانی حاصل ہوتی ہے تاکہ قیامت والے دن اس پر تنگی ہو یہاں تک کہ جب اللہ اس کی ہلاکت کا ارادہ کر لیتا ہے تو اسے توڑ دیتا ہے۔ اس کی موت اس پر سخت ترین عذاب کی صورت میں واقع ہوتی ہے اور اس کی سانس نکلنے میں بہت زیادہ دردناک شکل اختیار کر لیتی ہے۔''

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے کفر اکبر کے مرتکب پر کافر کے لفظ کا اطلاق کیا ہے۔

## کافر کو نیکی کا بدلہ دنیا میں مل جاتا ہے:

④ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّ الْكَافِرَ إِذَا عَمِلَ حَسَنَةً أُطْعِمَ بِهَا طُعْمَةً مِنَ الدُّنْيَا وَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَدَّخِرُ لَهُ حَسَنَاتِهِ فِي الْآخِرَةِ وَيُعْقِبُهُ رِزْقًا فِي الدُّنْيَا عَلٰى طَاعَتِهِ » [ مسلم، كتاب الجنة والنار، باب جزاء المومن بحسناته فى الدنيا والاخرة...... : ٥٧/٢٨٠٨ ]

"بے شک کافر جب کوئی نیکی کرتا ہے اس کے بدلے میں اسے دنیا میں کھلا دیا جاتا ہے اور مومن کی نیکیاں یقیناً اللہ اس کے لیے آخرت میں ذخیرہ کر دیتا ہے اور اس کی اطاعت پر دنیا میں رزق بھی دیتا ہے۔"

## قیامت والے دن کافر کو چہرے کے بل اٹھایا جائے گا:

③ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول!

« كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَلَيْسَ الَّذِي أَمْشَاهُ عَلَى رِجْلَيْهِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلَى أَنْ يُمْشِيَهُ عَلٰى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. قَالَ قَتَادَةُ بَلَى وَعِزَّةِ رَبِّنَا » [ مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب يحشر الكافر على وجهه ٢٨٠٦/٥٤۔ بخاری : ٦٥٢٣۔٤٧٦٠ ]

"قیامت والے دن کافر کو اس کے چہرے کے بل کیسے اٹھایا جائے گا؟ فرمایا: کیا جس نے اسے دنیا میں پاؤں پر چلنے کی توفیق دی ہے وہ اسے قیامت والے دن چہرے کے بل چلانے پر قادر نہیں ہے؟" قتادہ کہتے ہیں: "کیوں نہیں، ہمارے رب کی عزت کی قسم۔"

④ معاویہ حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ تَوْبَةَ عَبْدٍ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ » [ مسند أحمد : ٢٢٢/٣٣، ح : ٢٠٠١٨۔ المعجم الكبير للطبراني، ١٩/ ح : ١٠٣٥ ]

"بے شک اللہ کسی ایسے بندے کی توبہ قبول نہیں کرتا جو اسلام لانے کے بعد کافر ہو جائے۔"

⑤ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کرتے تھے تو ان کی اچھی تعریف کرتے، کہتی ہیں: ایک دن مجھے غیرت آ گئی تو میں نے کہہ دیا کس قدر آپ اس بوڑھی کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ اللہ نے یقیناً آپ کو ان سے بہتر بدلے میں دے دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَا أَبْدَلَنِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ خَيْرًا مِنْهَا، قَدْ آمَنَتْ بِي إِذْ كَفَرَ بِي النَّاسُ، وَصَدَّقَتْنِي إِذْ كَذَّبَنِي النَّاسُ، وَوَاسَتْنِي بِمَالِهَا إِذْ حَرَمَنِي النَّاسُ، وَرَزَقَنِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَدَهَا إِذْ حَرَمَنِي أَوْلَادَ النِّسَاءِ » [ مسند أحمد: ٣٥٦/٤١، ح: ٢٤٨٦٤۔ المعجم الكبير للطبراني: ٢٢،٢١،٢٣ ]

''اللہ نے مجھے اس سے بہتر بدلے میں نہیں دی، بلاشبہ وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائی جب لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا، اور میری تصدیق کی جب مجھے لوگوں نے جھٹلایا اور اس نے اپنے مال کے ساتھ میری غم گساری کی جب لوگوں نے مجھے محروم کیا اور اللہ عزوجل نے مجھے اس سے اولاد عطا کی جبکہ مجھے دیگر عورتوں کی اولاد سے محروم رکھا۔''

احادیث مبارکہ میں کفر کا لفظ کفر اکبر کے لیے ہے، اس لیے کہ اسلام کے بعد کافر ہو جانا اور نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت کے ساتھ کفر بھی کفر اکبر ہے، جس کا مرتکب دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

⑥ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں آپ ﷺ نے آداب جنگ سکھاتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

« أُغْزُوا بِسْمِ اللهِ فِي سَبِيلِ اللهِ، قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ » [ مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب تأمير الامام الامراء على البعوث...... : ١٧٣٠/٣۔ مسند أحمد: ٧٨/٣٨، ح: ٢٢٩٧٨ ]

''اللہ کے نام کے ساتھ اللہ کی راہ میں لڑو، اس سے قتال کرو جس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا۔''

⑦ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب لشکر روانہ کرتے تو فرماتے:

« أُخْرُجُوا بِسْمِ اللهِ تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ، لَا تَغْدِرُوا، وَلَا تَغُلُّوا، وَلَا تُمَثِّلُوا، وَلَا تَقْتُلُوا الْوِلْدَانَ، وَلَا أَصْحَابَ

الصَّوَامِعِ ﴾ [ مسند أحمد : ٤/٤٦١، ح : ٢٧٢٨ـ مسند أبي يعلى، ح : ٢٥٤٩ـ السنن الكبرى للبيهقي ٩/٩٠ـ كشف الأستار عن زوائد البزار، ح : ١٦٧٧ـ ٢/٢٦٩، ح : ١٦٨٠ـ ٢/٢٧٠ ]

''اللہ کے نام کے ساتھ نکلو، اللہ کی راہ میں اس کے ساتھ قتال کرو جس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا، بدعہدی نہ کرو اور مُثلہ نہ کرو اور بچوں اور گرجا گھر والوں کو قتل نہ کرو۔''

⑧ ابو مالک الاشجعی اپنے باپ طارق بن اشیم سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے سنا نبی کریم ﷺ ایک قوم سے فرما رہے تھے:

﴿ مَنْ وَحَّدَ اللّٰهَ، وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِهِ، حَرُمَ مَالُهُ، وَدَمُهُ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴾ [ مسند أحمد : ٢٥/٢١٢، ح : ١٥٨٧٥ـ مسلم : ٣٧/٢٣ـ المعجم الكبير للطبراني، ح : ٨١٩٣ـ كتاب الإيمان لابن منده : ٣٤ـ صحيح ابن حبان : ١٧١ـ مصنف لابن أبي شيبة : ١٠/١٢، ١٢٣/٣٧٥ ]

''جس نے اللہ تعالیٰ کو ایک مانا اور اس کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے اس کے ساتھ کفر کیا اس کا مال اور خون حرام ہو گیا اور اس کا حساب اللہ عزوجل پر ہے۔''

⑨ خباب بن الارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ میں لوہار تھا اور عاص بن وائل کے لیے کام کرتا تھا۔ میرے اس کے ذمہ کئی درہم جمع ہو گئے۔ میں نے آکر اس سے تقاضا کر دیا تو اس نے کہا:

"لا أقضيك حتى تكفر بمحمد."

''میں تجھے تب تک ادا نہیں کروں گا حتی کہ تو محمد (ﷺ) کے ساتھ کفر کرے۔''

میں نے کہا:

"والله لا أكفر بمحمد صلى الله عليه و سلم حتى تموت ثم تبعث."

''اللہ کی قسم میں محمد ﷺ کے ساتھ ہرگز کفر نہیں کروں گا یہاں تک کہ تو مر جائے دوبارہ پھر اٹھایا جائے۔''

اس نے کہا: ''جب مجھے دوبارہ اٹھایا جائے گا تو میرے لیے مال اور اولاد ہو گی؟''
خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کا ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرما دیں:

﴿ اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا........ فَرْدًا﴾

[ مريم : ٧٧، ٨٠ ]

''تو کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات کا انکار کیا اور کہا مجھے ضرور ہی مال اور اولاد دی جائے گی۔ یہاں تک کہ آپ "فَرْدًا" تک پہنچے۔'' یعنی "وَ يَاْتِيْنَا فَرْدًا" آیت تک تلاوت کی۔ [ مسند أحمد: ٥٤٦/٣٤، (٢١٠٦٨)۔ تفسير عبد الرزاق : ١٣/٢۔ بخاري : ٤٧٣٣۔ صحيح ابن حبان : ٥٠١٠۔ مسلم : ٣٥، ٣٦/٢٧٩٥۔ ترمذي : ٣١٦٢۔ السنن الكبرىٰ للبيهقي : ٥٢/٦۔ دلائل النبوة : ٢٨٠/٢۔٢٨١ ]

⑩ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ الْكَافِرَ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ » [ بخاري، كتاب الأطعمة : ٥٣٩٥ ]

''بلاشبہ کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔''

⑪ نافع بیان کرتے ہیں:

"رَأَى ابْنُ عُمَرَ مِسْكِينًا، فَجَعَلَ يُدْنِيهِ وَيَضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَجَعَلَ يَأْكُلُ أَكْلًا كَثِيرًا ، فَقَالَ لِي لَا تُدْخِلَنَّ هَذَا عَلَيَّ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْكَافِرَ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ."

[ مسند أحمد : ٦/٩، ح : ٥٠٢٠۔ مسلم : ٢٠٦٠/١٨٣۔ بخاري : ٥٠٩٣۔ مسند أبي عوانة : ٤٢٦/٥ ]

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مسکین دیکھا تو اسے قریب کرنے لگے اور اس کے آگے کھانا رکھ رہے تھے، وہ بہت زیادہ کھانے لگ گیا، تو مجھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

نے کہا: اس کو ہرگز میرے پاس نہ لانا اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرما رہے تھے: بلاشبہ کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔''

⑭ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

«أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَافَهُ ضَيْفٌ وَهُوَ كَافِرٌ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَهُ ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَهُ حَتَّى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ ثُمَّ إِنَّهُ أَصْبَحَ فَأَسْلَمَ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ أَمَرَ بِأُخْرَى فَلَمْ يَسْتَتِمَّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ» [ مسلم، كتاب الاشربة : ٢٠٦٣/١٨٦ـ ترمذي : ١٨١٩ـ المؤطا للمالك : ٩٢٤/٢ـ فتح الباري : ٣١٤/١٢ ]

''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں ایک مہمان آیا وہ کافر تھا، تو اس کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، اس کا دودھ دوہا گیا تو وہ دودھ پی گیا، پھر دوسری کا حکم دیا وہ بھی پی گیا، پھر تیسری کا بھی پی گیا، حتیٰ کہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا، پھر اس نے صبح کی اور مسلمان ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے بکری کے دودھ کا حکم دیا تو وہ اس کا دودھ پی گیا، پھر دوسری کا حکم دیا وہ اس کو پورا نہ کر سکا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔''

ان تمام احادیث صحیحہ و حسنہ میں لفظ کفر یا کافر کفر اکبر کے لیے ہی استعمال کیا گیا ہے جو کہ ملت اسلامیہ کے دائرہ سے خارج کرنے والا ہے اور اس نوع کی دلیلیں کتاب و سنت میں بے شمار وارد ہوئی ہیں۔ یہ چند ایک بطور مثال ذکر کی ہیں۔

## کفر اصغر پر لفظ کفر کا اطلاق:

جس طرح کتاب وسنت کی نصوص میں کفر اکبر پر لفظ کفر کا انطباق کیا گیا ہے اسی طرح کفر اصغر پر بھی اس کا اطلاق کیا گیا ہے۔

## کفرانِ نعمت:

① ﴿فَاذْكُرُوْنِيْۤ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ﴾ [البقرة : ١٥٢]

''سو تم مجھے یاد کرو، میں تمھیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری مت کرو۔''

اس آیت کریمہ میں کفر کا اطلاق ناشکری پر کیا گیا ہے۔

② ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ﴾ [لقمان : ١٢]

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے لقمان کو دانائی عطا کی کہ اللہ کا شکر کر اور جو شکر کرے تو وہ اپنے ہی لیے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو یقیناً اللہ بہت بے پروا، بہت تعریفوں والا ہے۔''

③ ﴿قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ڐ لِيَبْلُوَنِيْۤ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ﴾ [النمل : ٤٠]

''اس نے کہا جس کے پاس کتاب کا ایک علم تھا، میں اسے تیرے پاس اس سے پہلے لے آتا ہوں کہ تیری آنکھ تیری طرف جھپکے۔ پس جب اس نے اسے اپنے پاس پڑا ہوا دیکھا تو اس نے کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے، تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں، یا ناشکری کرتا ہوں اور جس نے شکر کیا تو وہ اپنے ہی لیے شکر کرتا ہے اور جس نے ناشکری کی تو یقیناً میرا رب بہت بے پروا، بہت

کرم والا ہے۔"

④ ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ [ المائدة : ٤٤ ]

"اور جو اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہی لوگ کافر ہیں۔"

امام المفسرین محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ اس آیت کے شان نزول کے بارے میں اختلاف ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"وقال آخرون: بل عني بذلك كفر دون كفر، وظلم دون ظلم، وفسق دون فسق." [ تفسير الطبري : ٨/ ٤٦٤ ]

"دوسرے مفسرین نے کہا ہے بلکہ اس سے ایک کفر کا (اپنے درجہ میں) دوسرے کفر سے کم ہونا، ایک ظلم کا دوسرے ظلم سے کم ہونا اور ایک فسق کا دوسرے فسق سے کم ہونا مراد لیا گیا ہے۔"

اب اس پر صحابہ کرام، تابعین عظام وغیرہم کی روایات ملاحظہ کیجیے۔

## ابن عباس رضی اللہ عنہما اور آیت تحکیم:

سب سے پہلے ہم ترجمان القرآن حبر الامۃ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر درج کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

"ليس بالكفر الذى تذهبون إليه."

"یہ ہرگز وہ کفر نہیں ہے جس کی طرف تم جا رہے ہو۔"

دوسری روایت میں ہے:

"إنه ليس بالكفر الذى يذهبون إليه إنه ليس كفر ينقل عن الملة ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ كفر دون كفر."

[ الابانة لابن بطة : ١٠٢١، ٢/ ١٧٢۔ السنن الكبرىٰ للبيهقي : ٨/ ٢٠، ١٠/ ٢٠٧۔ السنة للخلال : ١٤١٩۔ سنن سعيد بن منصور : ٧٤٩، ٤/ ١٤٨٢۔ كتاب الصلاة لمحمد بن نصر المروزى : ٥٦٩، ٥٧٣۔ تفسير ابن أبى

حاتم : ٤/١١٤٣، ٦٤٣٤۔ التمهيد : ٤/٢٣٧۔ المستدرك للحاكم : ٢/٣١٣ ]

''یقیناً یہ ہرگز وہ کفر نہیں ہے جس کی طرف وہ جاتے ہیں، بلا شبہ یہ ملت اسلامیہ سے خارج کرنے والا کفر نہیں ہے ''اور جس نے اللہ کے نازل کردہ دین کے مطابق فیصلہ نہ کیا تو وہی لوگ کافر ہیں۔'' یہ کفر دون کفر ہے، یعنی یہ کفر دوسرے کفر سے درجے میں کم ہے۔''

امام حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وحقهما أن يقولا : على شرط الشيخين فإن إسناده كذلك ثم رأيت الحافظ ابن كثير نقل في تفسيره (٦/١٦٣) عن الحاكم انه قال : "صحيح على شرط الشيخين" فالظاهر ان في نسخة "المستدرك" المطبوعة سقطا."

''امام حاکم اور امام ذہبی دونوں کا حق تھا کہ وہ یوں کہتے : یہ روایت شیخین کی شرط پر صحیح ہے تو بلا شبہ اس کی سند اس طرح ہے، پھر میں نے حافظ ابن کثیر کو دیکھا۔ انھوں نے اپنی تفسیر میں امام حاکم سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں : یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے تو ظاہر یہ ہے کہ مستدرک کے مطبوعہ نسخے میں سقط ہے۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک اور روایت کے الفاظ یوں ہیں :

"هي به كفر و ليس كفرا بالله و ملائكته و كتبه و رسله."

[ تفسير الطبري : ٨/٤٦٥۔ السنة للخلال : ٤/١٥٨، ١٥٩، ١٤١٤۔ كتاب الصلاة لمحمد بن نصر المروزي : ٥٧١، ٥٧٢۔ الابانة لابن بطة : ١٠٢٠، ٢/١٧٢۔ تفسير عبد الرزاق : ٧١٣، ٢/١٩۔ تفسير سفيان ثوري، ص : ١٠١ ۔ تفسير ابن أبي حاتم : ٣/٧ ]

''یہ کفر ہے اور یہ اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر نہیں ہے۔''

ایک اور روایت میں ہے:

"لَيْسَ كَمَنْ كَفَرَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ."

"یہ اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر کی طرح نہیں ہے۔"

نیز عطاء بن ابی رباح اور طاوس وغیرہما سے بھی یہی تفسیر مروی ہے جس کی مکمل تفصیل فضیلۃ الشیخ سلیم بن عید الہلالی کی بڑی شاندار کتاب "قرة العیون" میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اس تفسیر کو امام حاکم، امام احمد ابن حنبل، امام ذہبی، امام ابن کثیر، امام طبری، امام مروزی، امام سمعانی، امام بغوی، امام ابوبکر ابن العربی، امام قرطبی، امام بقاعی، امام واحدی، امام ابوعبید قاسم بن سلام، امام ابو حیان اندلسی، امام ابن بطہ، امام ابن عبدالبر، امام خازن، علامہ جمال الدین قاسمی، علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی، امام ابن تیمیہ، امام ابن القیم، نواب صدیق الحسن خان، علامہ شنقیطی اور علامہ البانی رحمہم اللہ وغیرہم جیسے جہابذہ مفسرین و محدثین اور فقہاء نے صحیح قرار دیا ہے اور قبول کیا ہے۔ یہاں پر چند حوالے ذکر کیے جاتے ہیں۔ باقی تفسیر و تفصیل اپنے مقام پر بیان ہوگی، ان شاء اللہ۔

امام محمد بن نصر المروزی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۹۴ھ) فرماتے ہیں:

"قلنا إن ترك التصديق كفر به وإن ترك الفرائض مع تصديق الله انه اوجبها كفر ليس بكفر بالله إنما هو كفر من جهة ترك الحق كما يقول القائل كفرتني حقي ونعمتي يريد ضيعت حقي وضيعت شكر نعمتي قالوا: ولنا في هذا قدوة بمن روىٰ عنهم من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم والتابعين إذ جعلوا للكفر فروعا دون أصله لا تنقل صاحبه عن ملة الاسلام كما ثبتوا للإيمان من جهة العمل فرعا للأصل لا ينقل تركه عن ملة الإسلام من ذلك قول ابن عباس في قوله : ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾."

[كتاب الصلاة، ص: ١٦٧]

''بلاشبہ تصدیق کو ترک کرنا اس کے ساتھ کفر ہے اور اللہ کی تصدیق کے ساتھ فرائض ترک کرنا جنھیں اس نے واجب قرار دیا ہے کفر ہے اور یہ کفر اللہ کے ساتھ کفر کی طرح نہیں ہے بلکہ یہ ترکِ حق کی جہت سے کفر ہے، جیسا کہ کہنے والا کہتا ہے: ''كفرتني حقي ونعمتي'' اس سے مراد تو نے میرا حق ضائع کر دیا اور میری نعمت کا شکر برباد کر دیا، انھوں نے کہا: ہمارے لیے اس بات میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام اور تابعین عظام نمونہ ہیں، جبکہ انھوں نے اصل کے علاوہ کفر کی فروعات بنائی ہیں، جو کفر کے مرتکب کو ملت اسلامیہ سے خارج نہیں کرتیں، جیسا کہ عمل کی جہت سے انھوں نے ایمان کے لیے اصل کے علاوہ فروعات ثابت کی ہیں جو تارک عمل کو ملت اسلام سے خارج نہیں کرتیں، اسی میں سے اللہ کے اس فرمان: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ ''اور جو اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہی لوگ کافر ہیں۔'' کے بارے میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔''

اسی طرح امام ابوعبداللہ عبیداللہ بن محمد المعروف بابن بطہ (المتوفی ۳۸۷ھ) نے اپنی معروف ومشہور کتاب ''الابانة عن شريعة الفرقة الناجية'' ۲/ ۱۶۲ط۔ الفاروق الحديثية میں ایک باب یوں قائم کیا ہے ''باب ذكر الذنوب التي تصير بصاحبها إلى كفر غير خارج عن الملة '' ان گناہوں کا بیان جو ان کے مرتکب کو ایسے کفر کی طرف لے جاتے ہیں جو ملت سے خارج کرنے والے نہیں ہیں۔

پھر اس کے ضمن میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، امام طاؤس اور عطاء بن ابی رباح رحمہما اللہ کے اقوال لائے ہیں، جو ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ کی تفسیر میں مروی ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت سے انھوں نے ایسا کفر مراد لیا ہے جو ملت سے خارج کرنے والا نہیں ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وقال ابن عباس وغير واحد من السلف في قوله تعالى : ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ ، ﴿فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ و ﴿الظّٰلِمُوْنَ﴾ كفر دون كفر، وفسق دون فسق، وظلم دون ظلم، وقد ذكر ذلك أحمد والبخاري وغيرهما."

[ مجموع الفتاوى لابن تيميه : ۷/ ۵۲۲ ]

"عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور بہت سارے سلف صالحین نے اللہ کے فرمان: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ ، ﴿فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ اور ﴿الظّٰلِمُوْنَ﴾ کے بارے میں کہا ہے: یہ کفر دون کفر، فسق دون فسق اور ظلم دون ظلم ہیں اور یہ بات امام احمد ابن حنبل اور امام بخاری وغیرہما نے بیان کی ہے۔

نوٹ: ائمہ دین نے جو ان آیات کو تحکیم بغیر ما انزل اللہ کے تحت ذکر کیا ہے اس سے مراد کفر اصغر لیا ہے۔ یہ ایسے شخص کے حق میں ہے جو اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتے ہوئے یا رشوت لے کر یا کسی سے عداوت کرتے ہوئے فیصلہ کرے اور اسے پتا ہو کہ وہ اللہ کی نافرمانی کر رہا ہے، لیکن جو اللہ کے دین کے علاوہ کسی اور قانون کے ساتھ فیصلہ کرنا حلال سمجھتا ہو، یا اس کا اعتقاد ہو کہ اس کا حکم اللہ کے حکم کے مساوی یا اس سے افضل ہے تو یہ ایسا کفر ہے جو ملت سے خارج کرنے والا ہے۔

امام ابن الجوزی اپنی تفسیر "زاد المسیر" میں، امام ابن تیمیہ "منہاج السنۃ" میں، امام ابن القیم نے "مدارج السالکین" میں، علامہ محمد امین الشنقیطی نے "تفسیر اضواء البیان" میں اور کبار سعودی علماء کی فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ نے یہی موقف بیان کیا ہے۔

## احادیث نبویہ اور کفر اصغر:

اسی طرح احادیث نبویہ میں اکثر مقامات پر لفظ کفر کا اطلاق کفر اصغر پر کیا گیا ہے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أُرِيتُ النَّارَ فَإِذَا أَكْثَرُ أَهْلِهَا النِّسَاءُ يَكْفُرْنَ قِيلَ أَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ » [ بخاری، کتاب الإیمان، باب كفران العشير وكفر دون كفر : ٢٩۔ مسلم : ٩٠٧ ]

''مجھے آگ دکھلائی گئی تو اچانک دیکھا کہ اس میں اکثر عورتیں ہیں جو کفر کرتی ہیں۔'' کہا گیا : کیا اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''وہ خاوندوں اور احسان کے ساتھ کفر کرتی ہیں، اگر تو ان میں سے کسی ایک کی طرف لمبا زمانہ احسان کرتا رہے پھر وہ تجھ میں کوئی چیز دیکھ لے تو کہہ دیتی ہے کہ میں نے تجھ میں کبھی بھی خیر نہیں دیکھی۔''

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"يطلق عليها الكفر لكنه كفر لايخرج عن الملة." [ فتح الباري : ١٥٦/١ ]

''عورت کی نافرمانی پر کفر کا اطلاق کیا گیا ہے، لیکن یہ ایسا کفر ہے جو ملت اسلامیہ سے خارج نہیں کرتا۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس پر شوہروں کے ساتھ کفر اور کفر دون کفر کا باب باندھا ہے۔

صحیح مسلم کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یوں تبویب قائم کی ہے :

"باب بيان نقصان الايمان بنقص الطاعات وبيان اطلاق لفظ الكفر على غير الكفر بالله ككفر النعمة والحقوق."

[ شرح صحیح مسلم : ٦٥٢ ]

''اطاعات کی کمی کے ساتھ ایمان کی کمی کا بیان اور لفظ کفر کا اطلاق اللہ کے ساتھ کفر کے علاوہ پر کرنا جیسا کہ نعمت اور حقوق کا کفر۔''

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

"فاطلق عليهن إسم الكفر لكفرهن العشير والإحسان وقد يسمى كافر النعمة كافرا." [التمهيد لابن عبد البر : ٢٣/٢٩٥]

"(رسول اللہ ﷺ نے) ان عورتوں پر لفظ کفر کا اطلاق ان کے شوہروں اور احسان کے ساتھ کفر کرنے کی وجہ سے کیا ہے اور کبھی کفرانِ نعمت کرنے والے پر کافر ہونے کا نام لیا جاتا ہے۔"

② عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

« وَيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ، لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ » [بخاري، كتاب الأدب، باب ما جاء في قول الرجل ويلك : ٦١٦٦۔ مسلم : ٦٦]

"تمھارے لیے ویل ہے یا تم پر افسوس ہے، تم میرے بعد کافر نہ ہو جانا بعض تمھارے بعض کی گردنیں مارنے لگ جائیں۔"

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فقوله : « يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ » تفسير الكفار فى هذا الموضع، وهؤلاء يسمون كفارا تسمية مقيدة، ولا يدخلون فى الاسم المطلق إذا قيل : كافر ومؤمن." [اقتضاء الصراط المستقيم : ٢١٢/١، بتحقيق دكتور ناصر عبد الكريم العقل ط۔ مكتبة الرشد الرياض]

"نبی کریم ﷺ کا فرمان: "بعض تمھارے بعض کی گردنیں مارنے لگیں۔" اس مقام پر کفار کی تفسیر یہ ہے کہ ان لوگوں کو کفار کا نام جو دیا گیا یہ مقید نام ہے، اسم المطلق میں داخل نہیں جب کہا جاتا ہے کافر اور مومن۔

③ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

« لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ كُفْرٌ »

[بخاري، كتاب الفرائض، باب من ادعى الى غير أبيه : ٦٧٦٨۔ مسلم : ٦٢]

"اپنے باپوں سے بے رغبتی نہ کرو سو جس نے اپنے باپ سے بے رغبتی کی تو یہ کفر ہے۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے بعض علماء سے اس کی شرح نقل کی ہے:

"ليس المراد بالكفر حقيقة الكفر التي يخلد صاحبها في النار."

[ فتح الباري : ۱۵/ ۵۰۳ ]

"یہاں پر کفر سے مراد ہرگز کفر حقیقی نہیں جس کا مرتکب ہمیشہ کے لیے جہنمی ہو جاتا ہے۔"

④ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ » [ بخاري : ۴۸، ۶۰۴۴، ۷۰۷۶۔ الأدب المفرد : ۴۳۱۔ مسلم : ۱۳۳، ۱۳۴۔ سنن ابن ماجة : ۶۹، ۳۹۳۹۔ ترمذي : ۱۹۸۳، ۲۶۳۵۔ سنن الكبرىٰ للنسائي : ۳۵۶۱، ۳۵۶۲، ۳۵۶۳۔ مسند الحميدي : ۱۰۴۔ الابانة لابن بطة۔ ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰۔ مسند أحمد : ۱/ ۱۵۷، ح : ۳۶۴۷۔ مسند الشاشي : ۵۸۲، ۵۸۳۔ صحيح ابن حبان : ۵۹۳۹۔ شرح السنة للبغوي : ۳۵۴۸ ]

"مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس کے ساتھ لڑنا کفر ہے۔"

⑤ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ أَتَى حَائِضًا، أَوِ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا، أَوْ كَاهِنًا، فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ » [ ترمذي، كتاب الطهارة، باب ما جاء في كراهية اتيان الحائض : ۱۳۵۔ أبو داؤد : ۳۹۰۴ ]

"جو شخص حائضہ عورت کے پاس آیا یا عورت کی دبر میں آیا یا نجومی کے پاس آیا تو بلاشبہ یقیناً اس نے اس چیز کے ساتھ کفر کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی۔"

مذکورہ بالا احادیث میں لفظ کفر کا اطلاق کفر اصغر پر کیا گیا ہے۔ حالت حیض میں عورت کے ساتھ صحبت کرنا یا دبر میں وطی کرنا یا مسلمان کے ساتھ لڑنا ایسے گناہ ہیں جن پر لفظ کفر بولا گیا ہے اور ان افعال کا مرتکب ناقص الایمان مسلمان ہے۔ ایسا کافر نہیں جو ملت اسلامیہ سے خارج ہے۔

## لفظ کفر پر دیگر الفاظ کا اطلاق :

نصوص شرعیہ میں لفظ کفر پر کئی الفاظ بولے جاتے ہیں، کبھی لفظ کفر کی تعبیر شرک سے، کبھی ظلم سے اور کبھی فسق سے کی جاتی ہے اور پیچھے سورۃ المائدہ کی آیت (۴۴) کی تفسیر کے تحت بعض اسلاف اور کبار محدثین ومفسرین کی تصریحات گزر چکی ہیں کہ اس سے مراد کفر دون کفر، ظلم دون ظلم اور فسق دون فسق مراد ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفر، ظلم اور فسق میں سے ہر ایک دو قسموں پر مشتمل ہے۔ کفر اکبر وکفر اصغر، ظلم اکبر وظلم اصغر اور فسق اکبر وفسق اصغر۔

امام محمد بن نصر المروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"فكما كان الظلم ظلمين والفسوق فسقين كذلك الكفر كفران أحدهما ينقل عن الملة والآخر لا ينقل عنها فكذلك الشرك شر كان شرك في التوحيد ينقل عن الملة وشرك في العمل لا ينقل عن الملة وهو الرياء." [ كتاب الصلاة، ص: ۱۷۰۔ ط۔ دارالكتب العلمية ]

''پس جس طرح ظلم دو طرح کا ہے اور فسق دو طرح کا ہے، اسی طرح کفر بھی دو طرح کا ہے۔ ان میں سے ایک ملت سے خارج کر دیتا ہے اور دوسرا ملت سے خارج کرنے والا نہیں ہے، اسی طرح شرک بھی دو طرح کا ہے ایک اللہ کی توحید میں شرک جو ملت سے خارج کر دیتا ہے اور دوسرا عمل میں شرک جو ملت سے خارج نہیں کرتا، اور وہ ریا کاری ہے۔''

ہر مقام پر غور وخوض کر کے فیصلہ اخذ کرنا چاہیے کہ کونسا کفر وشرک اور ظلم وفسق ملت سے خارج کرتا ہے اور کونسا نہیں۔ کیونکہ نصوص شرعیہ میں کفر پر شرک، ظلم اور فسق کا اطلاق کیا گیا اور اس کی صحیح تعبیر کے بغیر نتیجہ درست نہیں نکل سکتا۔

ان اطلاقات کی ہر نوع پر ادلہ ملاحظہ کریں :

## لفظ ''شرک'' پر کفر کا اطلاق :

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دو باغوں کے مالک کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا :

﴿وَ اُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَاۤ اَنْفَقَ فِيْهَا وَ هِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْۤ اَحَدًا﴾ [ الكهف : ٤٢ ]

''اور اس کا سارا پھل مارا گیا تو اس نے اس حال میں صبح کی کہ اپنی ہتھیلیاں ملتا تھا اس پر جو اس میں خرچ کیا تھا اور وہ اپنی چھتوں سمیت گرا ہوا تھا اور کہتا تھا اے کاش! میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا۔''

اس آیت میں لفظ شرک کا اطلاق کفر پر کیا گیا ہے، اس لیے کہ اس باغ والے آدمی کا کام کفر کے قبیل سے تھا جیسا کہ خود اللہ عزوجل نے اس کے بارے میں خبر دی ہے:

﴿وَ دَخَلَ جَنَّتَهٗ وَ هُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖۤ اَبَدًا ۝ وَّ مَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآىِٕمَةً﴾ [ الكهف : ٣٥، ٣٦ ]

''اور وہ اپنے باغ میں اس حال میں داخل ہوا کہ وہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا تھا، کہا میں گمان نہیں کرتا کہ یہ کبھی برباد ہوگا۔ اور نہ میں قیامت کو گمان کرتا ہوں کہ قائم ہونے والی ہے۔''

اور جو کچھ اس سے صادر ہوا وہ کفر ہی تھا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا کہ اس کا ساتھی اسے کہنے لگا:

﴿اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا﴾ [ الكهف : ٣٧ ]

''کیا تو نے اس کے ساتھ کفر کیا جس نے تجھے حقیر مٹی سے پیدا کیا پھر ایک قطرے سے پھر تجھے ٹھیک ٹھاک ایک آدمی بنا دیا۔''

اسی لیے علماء نے آیت میں شرک والے لفظ کا معنی کفر بیان کیا ہے۔

امام المفسرین محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْۤ اَحَدًا﴾ [ الكهف : ٤٢ ] کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"يعني بذلك : هذا الكافر إذا هلك و زالت عنه دنياه وانفرد

بعمله، ودّ انه لم يكن كفر بالله ولا اشرك به شيئا."

[ تفسير الطبرى : ١٥/ ٢٦٨ ]

"اس سے اللہ تعالیٰ نے وہ کافر مراد لیا ہے جب وہ ہلاک ہو گیا اور اس کی دنیا اس سے زائل ہو کر رہ گئی ہے اور وہ اپنے عمل کے ساتھ منفرد ہوا، اس نے پسند کیا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کفر نہ کیا ہوتا اور نہ ہی اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک کیا ہوتا۔"

امام ابو عبداللہ محمد بن احمد القرطبی (المتوفی ۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

"أي يا ليتني عرفت نعم الله علي، وعرفت انها كانت بقدرة الله ولم أكفر به، وهذا ندم منه حين لا ينفعه الندم." [ مختصر تفسير القرطبی : ٣/ ٢٣ ط۔ دار الكتب العلميه اختصره الشيخ عرفان حسونة ]

"اے کاش! میں نے اپنے اوپر اللہ کی نعمتوں کو پہچانا ہوتا اور میں نے پہچانا ہوتا کہ وہ اللہ کی قدرت سے ہوئیں اور میں نے اس کے ساتھ کفر نہ کیا ہوتا اور یہ اس کی طرف سے ندامت تھی۔ لیکن اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔"

کتاب و سنت میں اس کی مثال نبی کریم ﷺ کی وہ حدیث بھی ہے جو جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلَاةِ » [ مسلم، كتاب الإيمان، باب اطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة : ١٣٤/ ٨٢۔ ترمذي : ٢٦١٩۔ مسند أحمد : ١٥١٨٣ ]

"بلاشبہ آدمی اور شرک و کفر کے درمیان فرق نماز کا ترک کرنا ہے۔"

اسی طرح یزید الرقاشی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں:

« لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالشِّرْكِ إِلَّا تَرْكُ الصَّلَاةِ، فَإِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ اَشْرَكَ »

[ ابن ماجة، كتاب إقامة الصلاة، باب ما جاء فيمن ترك الصلاة : ١٠٨٠۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح ابن ماجہ میں صحیح قرار دیا ہے جبکہ اس کی سند میں یزید بن ابان الرقاشی ضعیف ہے۔ یاد رہے کہ شواہد کی بناء پر یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ اوپر جابر رضی اللہ عنہ والی

حدیث اس کا قوی شاہد ہے۔]

''نہیں ہے بندے اور شرک کے درمیان فرق مگر نماز کا ترک کرنا، پھر جب وہ نماز ترک کر دیتا ہے تو یقیناً اس نے شرک کیا۔''

اس حدیث میں نبی ﷺ نے شرک کا اطلاق کفر پر کیا ہے۔ صحیح مسلم میں اس پر امام نووی نے یوں باب باندھا ہے ''باب بیان إطلاق اسم الکفر علی من ترك الصلاة'' یعنی جس شخص نے نماز ترک کی اس پر لفظ کفر کا اطلاق کرنا۔

پھر شرح میں امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''إن الشرك والكفر قد يطلقان بمعنى واحد وهو الكفر بالله تعالٰى، وقد يفرق بينهما.'' [شرح صحیح مسلم: ۷۱۲]

''بلاشبہ شرک اور کفر بسا اوقات ایک معنی میں ہوتے ہیں اور وہ اللہ کے ساتھ کفر کرنا ہے اور بسا اوقات دونوں کے درمیان فرق بھی کیا جاتا ہے۔''

## تارک نماز کے کافر ہونے میں اختلاف:

ترک نماز پر حدیث میں جو لفظ کفر وارد ہوا ہے اس میں علماء کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا یہ کفر اکبر ہے یا کفر اصغر۔ جو علماء تارک نماز کو کافر سمجھتے ہیں، ان کے نزدیک یہ کفر اکبر ہے اور جو اسے کافر نہیں سمجھتے ان کے نزدیک کفر اصغر ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''نبی ﷺ کے فرمان: «بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ» کا مطلب یہ ہے کہ جس نے نماز ترک کی اس کے اور کفر کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں جو اسے روکے، اور نہ کوئی مانع ہے جو اسے منع کرے یعنی وہ کافر ہوگیا ہے۔ اس شخص کے کافر ہونے پر اتفاق ہے جو نماز کے وجوب کا منکر ہے اور اگر نماز کے وجوب کا معترف ہے اور عملاً سُست ہے اور اسے ترک کرنے والا ہے تو جمہور کے ہاں اسے قتل کیا جائے گا جب وہ نماز کو اس کے آخری وقت سے خارج کر دے اور ادا نہ کرے۔''

پھر یہ اختلاف ہے کہ تارک نماز کو بطور کفر قتل کیا جائے گا یا بطور حد۔ جو پہلے مذہب کی طرف گئے ہیں وہ امام احمد ابن حنبل، عبد اللہ بن المبارک، اسحاق بن راہویہ اور ہمارے اصحاب میں سے عبد الملک بن حبیب ہیں اور یہ بات سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی گئی ہے۔ اور جو دوسرے مذہب کی طرف گئے ہیں (یعنی تارک نماز کو بطور کفر نہیں بلکہ بطور حد قتل کیا جائے گا) تو ان میں سے امام مالک، امام شافعی اور بہت سارے اہل علم ہیں جنھوں نے کہا:

''جب اس پر نماز پیش کی جائے اور وہ ادا نہ کرے تو بطور حد اسے قتل کیا جائے گا۔''

پھر کیا تارک نماز سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا یا نہیں؟

ہمارے اصحاب کے اس کے بارے میں دو قول ہیں اور اہل کوفہ نے کہا ہے قتل نہیں کیا جائے گا۔ نماز کی ادائیگی کا حکم دیا جائے گا اور اسے تعزیر لگائی جائے گی یہاں تک کہ وہ نماز ادا کرنے لگ جائے اور صحیح بات یہ ہے کہ وہ ہرگز کافر نہیں ہے، اس لیے کہ کفر جحود وانکار کا نام ہے جیسا کہ بحث گزر چکی ہے اور وہ ہرگز انکاری نہیں ہے اور اس لیے بھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« خَمسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ سبحانه على العِبَادِ، فَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا، كَانَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يَغْفِرَ لَهُ، وَمَنْ لَمْ يَأْتِ بِهِنَّ، فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ، وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ »
فهذا نَصٌّ على اَنَّ تركَ الصلاةِ ليس بِكُفرٍ، وانَّه مما دون الشِّرْكِ الذي قال اللّٰه تعالٰى فيه : ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ [ النساء : ٤٨ ] [ المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم : ١/ ٢٧١، ٢٧٢ ط دار ابن كثير دمشق بيروت ]

''پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے بندوں پر فرض کی ہیں جو کوئی انھیں ادا کرے گا ان میں سے کچھ بھی ضائع نہیں کرے گا اس کے لیے اللہ کے ہاں عہد ہے کہ وہ اسے بخش دے گا اور جس نے ان کی ادائیگی نہ کی تو اس کے لیے اللہ پر کوئی عہد نہیں،

اگر اللہ چاہے تو اسے بخش دے اور اگر چاہے تو اسے عذاب دے۔ یہ اس بات پر نص ہے کہ نماز کا ترک ہرگز کفر نہیں ہے اور وہ اس شرک سے چھوٹا جرم ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ جس کے لیے چاہے گا معاف کردے۔''

امام قرطبی نے جو حدیث ''خمس صلوات......'' بیان کی ہے یہ حدیث صحیح ہے۔

[ مسند أحمد : ۳٦٦/۳۷، ح : ۲۲٦۹۳۔ مصنف ابن أبي شيبة : ۲۹٦/۲، ۲۳٦،۲۳٥/۱٤۔ مسند الدارمي : ۱٥۷۷۔ مسند الشاشي : ۱۲۸۱۔ المؤطا للمالك : ۱۲۳۱۔ المصنف لعبد الرزاق : ٤٥۷٥۔ مسند الحميدى : ۳۸۸۔ سنن أبي داوٗد : ۱٤۲۰۔ سنن النسائی : ٤٦۲۔ شرح مشكل الآثار : ۳۱٦۷، ۳۱٦۸۔ مسند الشاميين : ۲۱۸۱، ۲۱۸۲، ۲۱۸۳۔ سنن ابن ماجة : ۱٤۰۱۔ صحيح ابن حبان : ۲٥۲، ۲٥۳۔ بیهقی : ۳٦۱۱، ۸۲، ٤٦۷، ۲۱۷۱۰۔ شرح السنة للبغوی : ۹۷۷۔ المعجم الكبير للطبرانی : ۲۱۸۲، ۲۱۸٤، ۲۱۸٦۔ حلية الأولياء : ۱۲٦٥۔ ان کتب میں مختلف طرق سے مروی ہے۔]

اسی طرح قاضی عیاض نے بھی ''اکمال المعلم بفوائد مسلم'' میں اہل علم کا یہ اختلاف بیان کیا ہے۔[ إكمال المعلم بفوائد مسلم : ۳٤۳/۱، ۳٤٤ ]

مزید بحث مطولات میں دیکھی جاسکتی ہے۔ لہٰذا جن کے ہاں تارک نماز کافر ہے ان کے نزدیک یہ کفرِ اکبر ہے اور جن کے نزدیک کافر نہیں ہے ان کے نزدیک کفرِ اصغر ہے۔

## لفظ ظلم کا کفر پر اطلاق:

بہت ساری آیات میں ظلم کا کفر پر اطلاق کیا گیا ہے۔

① ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا﴾

[ الفرقان : ۲۷ ]

''اور جس دن ظالم اپنے دونوں ہاتھ دانتوں سے کاٹے گا، کہے گا اے کاش! میں رسول کے ساتھ کچھ راستہ اختیار کرتا۔''

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فلا ريب أن هذا يتناول الكافر الذي لم يؤمن بالرسول وسبب نزول الآية كان في ذلك فإن "الظلم المطلق" يتناول ذلك ويتناول ما دونه بحسبه." [مجموع الفتاویٰ لابن تیمیة : ۷/۷۳]

"سو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ اس کافر کو شامل ہے جو رسول اللہ پر ایمان نہیں لایا اور آیت کا سبب نزول بھی اس کے بارے میں تھا تو بلا شبہ "الظلم المطلق" کفر اور اس کے علاوہ کو بھی اسی کے حساب سے شامل ہے۔"

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

"أن الظلم المطلق يتناول الكفر ولا يختص بالكفر، بل يتناول ما دونه أيضا وكل بحسبه كلفظ "الذنب" و "الخطيئة" و "المعصية". فإن هذا يتناول الكفر والفسوق والعصيان." [مجموع الفتاویٰ لابن تیمیة : ۷/۷۲]

"بلا شبہ ظلم مطلق کفر کو بھی شامل ہے اور کفر کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ کفر سے چھوٹے گناہوں کو بھی اسی طرح شامل ہے اور ہر کوئی اپنے حساب سے ہے جیسے لفظ "ذنب"، "خطيئة" اور "معصية" کفر، فسق اور عصیان سب کو شامل ہے۔

② ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَ اِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا﴾ [بني إسرائيل : ٤٧]

"ہم اس (نیت) کو زیادہ جاننے والے ہیں جس کے ساتھ وہ اسے غور سے سنتے ہیں جب وہ تیری طرف کان لگاتے ہیں اور جب وہ سرگوشیاں کرتے ہیں، جب وہ ظالم کہہ رہے ہوتے ہیں کہ تم پیروی نہیں کرتے مگر ایسے آدمی کی جس پر جادو کیا گیا ہے۔"

یہاں اللہ تعالیٰ نے ظلم کا اطلاق کفر پر کیا ہے، یہ آیات کفار قریش کے بارے میں

نازل ہوئیں۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''اس آیت میں ظالموں سے مراد ولید بن مغیرہ اور اس کے ساتھی ہیں۔''

[ تفسیر البغوی : ۱۱۸/۳ ]

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"یخبر تعالٰی نبیه۔ صلوات اللّٰه وسلامه علیه۔ بما تناجی به رؤساء کفار قریش، حین جاء وا یستمعون قراء ة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم سرًا من قومهم، بما قالوا من أنه رجل مسحور"

[ تفسیر ابن کثیر : ۱۵۱/٤۔ بتحقیق عبد الرزاق المهدي ]

''اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلوات اللہ وسلامہ علیہ کو اس چیز کی خبر دے رہا ہے جو قریش کے کافروں کے سردار آپس میں سرگوشی کرتے ہوئے کہتے تھے، جس وقت وہ اپنی قوم سے چھپ کر رسول اللہ ﷺ کی قراءت کان لگا کر سننے آتے تھے جس کے سبب انھوں نے کہا کہ یہ سحر زدہ شخص ہے۔''

③ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ لَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝ فَاِذَا اسْتَوَیْتَ اَنْتَ وَ مَنْ مَّعَكَ عَلَی الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾

[ المؤمنون : ۲۷، ۲۸ ]

''اور مجھ سے ان کے بارے میں بات نہ کرنا جنھوں نے ظلم کیا ہے، وہ یقیناً غرق کیے جانے والے ہیں، پھر جب تو اور جو تیرے ساتھ ہیں، کشتی پر چڑھ جاؤ تو کہہ سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں ظالم لوگوں سے نجات دی۔''

اس آیت میں بھی ظالموں سے مراد کفار ہیں۔

④ ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ [ البقرۃ : ۲٥٤ ]

''اور کافر ہی ظالم ہیں۔''

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فالكفر المطلق هو الظلم المطلق." [ مجموع الفتاوى لابن تيمية : ٧/ ٧٤ ]

''کفر مطلق ہی ظلم مطلق ہے۔''

یہ جان لینا چاہیے کہ مطلق طور پر ظلم کا اطلاق کفر اکبر پر ہوتا ہے لیکن یہ اس کے ساتھ خاص نہیں بلکہ بسا اوقات کفر اصغر اور معاصی پر بھی ظلم کا اطلاق ہوتا ہے۔

جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ﴾

[ فاطر : ٣٢ ]

''پھر ہم نے اس کتاب کے وارث اپنے وہ بندے بنائے جنھیں ہم نے چن لیا، پھر ان میں سے کوئی اپنے آپ پر ظلم کرنے والا ہے اور ان میں سے کوئی میانہ رو ہے اور ان میں سے کوئی نیکیوں میں آگے نکل جانے والا ہے، اللہ کے حکم سے۔ یہی بہت بڑا فضل ہے۔''

اس آیت میں اللہ کے مختار اور چنے ہوئے مسلمان بندوں کا ذکر ہے، جن میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والوں کا بھی ذکر ہے اور یہ ظلم اصغر ہے جو ذنوب و معاصی کو شامل ہے۔

اسی طرح کئی اور آیات کریمہ میں ظلم کا اطلاق معصیت و خطا پر ہوا ہے۔ سیدنا آدم و سیدتنا حواء علیہما السلام کے بارے میں اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا:

﴿قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا ۫ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾

[ الاعراف : ٢٣ ]

''دونوں نے کہا اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم ضرور خسارہ پانے والوں سے ہو جائیں گے۔''

اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَغَفَرَ لَهٗ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴾

[ القصص : ١٦ ]

''کہا اے میرے رب! یقیناً میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا، سو مجھے بخش دے۔ تو اس نے اسے بخش دیا، بے شک وہی تو بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَ الَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۪ وَ مَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۪۫ وَ لَمْ یُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ﴾ [ آل عمران : ١٣٥]

''اور وہ لوگ کہ جب کوئی بے حیائی کرتے ہیں، یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں، پس اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا اور کون گناہ بخشتا ہے؟ اور انھوں نے جو کیا اس پر اصرار نہیں کرتے، جب کہ وہ جانتے ہوں۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وسمي الكافر ظالما كما في قوله تعالىٰ: ﴿وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ [ البقرة : ٢٥٤ ] وسمى متعدي حدوده في النكاح والطلاق والرجعة والخلع ظالما فقال: ﴿وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ﴾ [ الطلاق: ١ ] وقال نبيه يونس: ﴿لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ [ الأنبياء : ٨٧ ] وقال صفيه آدم: ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا﴾ [ الأعراف : ٢٣ ] وقال كليمه موسىٰ: ﴿رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ﴾ [ القصص : ١٦] وليس هذا الظلم مثل ذلك الظلم."

''اور کافر کو ظالم کا نام دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں ہے ''اور کافر ہی ظالم

ہیں'' اور نکاح، طلاق، رجوع اور خلع کی حدود سے تجاوز کرنے والے کو بھی ظالم کا نام دیا، فرمایا: ''اور جس نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا تو لازماً اس نے اپنی جان پر ظلم کیا'' اور اس کے نبی یونس علیہ السلام نے فرمایا: ''نہیں کوئی معبود مگر تو ہی، تو پاک ہے بے شک میں ظلم کرنے والوں میں سے ہوں'' اور اس کے صفی آدم علیہ السلام نے کہا: ''اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا'' اور اللہ کے کلیم موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ''اے میرے رب! بلا شبہ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا تو مجھے معاف کر دے'' اور یہ ظلم اس ظلم جیسا نہیں ہے۔''

امام محمد بن نصر المروزی رحمہ اللہ نے لکھا:

"قد يسمى الكافر ظالما ويسمى العاصي من المسلمين ظالما فظلم ينقل عن ملة الاسلام وظلم لا ينقل." [ كتاب الصلاة، ص : ١٦٨ ]

''بسا اوقات وہ کافر کو ظالم کا نام دیتا ہے اور مسلمانوں میں سے عاصی و نافرمان کو بھی ظالم کا نام دیا تو ایک ظلم ملت اسلامیہ سے خارج کرنے والا ہے اور ایک ظلم ملت اسلامیہ سے خارج کرنے والا نہیں ہے۔''

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ظلم کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ظلم مطلق'' کفر کو شامل ہے، لیکن کفر کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس کے علاوہ معاصی کو بھی شامل ہے۔ پھر لکھتے ہیں:

"وأما "الظلم المقيد" فقد يختص بظلم الإنسان نفسه وظلم الناس بعضهم بعضا."

''بہر حال ظلم مقید بسا اوقات انسان کا اپنی جان کے ساتھ ظلم کرنے اور بعض لوگوں کا بعض کے ساتھ ظلم کرنے کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔''

پھر آدم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور اہل ایمان کے متعلق ظلم کے حوالے سے آیات ذکر کر کے

لکھتے ہیں:

"وذلك قد عرف ولله الحمد أنه ليس كفرا." [ مجموع الفتاوىٰ لابن تيمية : ٧/٧٢، ٧٩ ]

''اور یہ بات پہچانی جا چکی ہے کہ یہ کفر نہیں ہے اور حمد اللہ ہی کے لیے ہے۔''

لہٰذا قرآن و سنت میں وارد شدہ نصوص میں جب لفظ ظلم بولا جائے تو اچھی طرح غور و تدبر کی ضرورت ہوتی ہے کہ یہاں پر ظلم سے کون سا ظلم مراد ہے ظلم اکبر یا ظلم اصغر، کیونکہ ظلم کے اطلاقات کو پہچانے بغیر صحیح شرعی حکم واضح نہیں کیا جا سکتا۔

## لفظ ''فسق'' کا کفر پر اطلاق:

قرآن حکیم کی بعض آیات میں لفظ ''فسق'' کفر اکبر پر بھی بولا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

① ﴿وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ﴾ [ الكهف : ٥٠ ]

''اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو انھوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس، وہ جنوں میں سے تھا، سو اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔''

امام محمد بن نصر المروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وكذلك الفسق فسقان فسق ينقل عن الملة وفسق لا ينقل عن الملة فيسمى الكافر فاسقا والفاسق من المسلمين فاسقا ذكر الله ابليس فقال : ﴿فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ﴾ وكان ذلك الفسق منه كفرا."

[ كتاب الصلاة، ص : ١٦٩ ]

اور اسی طرح فسق بھی دو قسموں پر مشتمل ہے، ایک ایسا فسق ہے جو ملت سے خارج کر دیتا ہے اور ایک فسق وہ ہے جو ملت سے خارج نہیں کرتا تو اللہ نے کافر کو بھی فاسق قرار دیا اور مسلمانوں میں سے فاسق کو بھی فاسق قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ابلیس کا بیان کر کے فرمایا: ''سو اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی'' اور ابلیس کا فسق کفر تھا۔

② ﴿وَ اَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ﴾ [ السجدة : ٢٠ ]

''اور رہے وہ لوگ جنھوں نے نافرمانی کی تو ان کا ٹھکانہ آگ ہی ہے۔''

امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وقوله: ﴿وَ اَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا﴾ يقول تعالٰى ذكره : وأما الذين كفروا باللّٰه، وفارقوا طاعته." [ تفسير الطبري : ٦٢٦/١٨ ]

''اور اللہ کا فرمان: ''بہر حال وہ لوگ جنھوں نے نافرمانی کی'' کا مطلب ہے بہر حال وہ لوگ جنھوں نے اللہ کے ساتھ کفر کیا اور اس کی اطاعت سے علیحدہ ہو گئے۔''

امام محمد بن نصر المروزی رحمہ اللہ اس آیت کریمہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"يريد الكفار دل على ذلك قوله : ﴿كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَاۤ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَ قِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ﴾"

[ السجدة : ٢٠ ]

''اس آیت میں "فَسَقُوا" سے مراد کفار ہیں، اس پر اللہ کا یہ فرمان دلیل ہے ''جب کبھی اس سے نکلنا چاہیں گے اس میں لوٹا دیے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا آگ کا وہ عذاب چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔''

③ ﴿وَ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَا ذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَ مَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۙ۝ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ﴾ [ البقرة : ٢٦، ٢٧ ]

''اور رہے وہ جنھوں نے کفر کیا تو وہ کہتے ہیں اللہ نے اس کے ساتھ مثال دینے سے کیا ارادہ کیا؟ وہ اس کے ساتھ بہتوں کو گمراہ کرتا ہے اور اس کے ساتھ بہتوں کو ہدایت دیتا ہے اور وہ اس کے ساتھ فاسقوں کے سوا کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔ وہ

لوگ جو اللہ کے عہد کو، اسے پختہ کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں۔"

یہاں پر کفار کو فاسقین قرار دیا ہے۔

④ ﴿وَ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ﴾ [ البقرة : ٩٩ ]

"اور بلاشبہ یقیناً ہم نے تیری طرف واضح آیات نازل کی ہیں اور ان سے کفر نہیں کرتے مگر جو فاسق ہیں۔"

⑤ ﴿وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ﴾ [ الذاريات : ٤٦ ]

"اور اس سے پہلے نوح کی قوم کو، یقیناً وہ نافرمان لوگ تھے۔"

ان آیات میں مذکورہ لفظ فسق سے کفر مراد ہے، جس کے باعث انسان ملت اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

## معاصی اور ذنوب پر فسق کا اطلاق:

اسی طرح بہت ساری آیات میں معاصی اور ذنوب پر بھی فسق کا اطلاق ہوا ہے، جیسا کہ اہل ایمان میں سے جو ایمان والی عورتوں پر زنا کی تہمت لگا دیں ان کو بھی فاسق کہا ہے،

① ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ [ النور : ٤ ]

"اور وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ نہ لائیں تو انھیں اسی (۸۰) کوڑے مارو اور ان کی کوئی گواہی کبھی قبول نہ کرو اور وہی نافرمان لوگ ہیں۔"

② ایک مقام پر حاجی کے بارے میں فرمایا:

﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ ۙ وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ [ البقرة : ١٩٧ ]

"حج چند مہینے ہے، جو معلوم ہیں، پھر جو ان میں حج فرض کر لے تو حج کے دوران

نہ کوئی شہوانی فعل ہو اور نہ کوئی نافرمانی اور نہ کوئی جھگڑا۔"

امام محمد بن نصر المروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فقالت العلماء في تفسير الفسوق هاهنا هي المعاصي."

[ كتاب الصلاة، ص : ١٧٠ ]

"علماء نے کہا ہے کہ فسق کی تفسیر ان مقامات پر نافرمانیوں اور معاصی سے ہے۔"

③ ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ﴾ [ الحجرات : ٦ ]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تمھارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اچھی طرح تحقیق کر لو، ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو لاعلمی کی وجہ سے نقصان پہنچا دو، پھر جو تم نے کیا اس پر پشیمان ہو جاؤ۔"

یہ آیت کریمہ ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جب انھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کی طرف صدقہ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ ملاحظہ ہو

[ المعجم الكبير للطبراني : ١٨/٦-٧، رقم : ٤ـ الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم : ٤/٣٠٩-٣١٠، ح : ٢٣٣٥ـ معرفة الصحابة لابى نعيم الاصبهانى : ٤/٢١٧٥، ح : ٥٤٥٣ـ أسد الغابة : ٥/٤٢٠ـ تاريخ دمشق : ٦٦/١٦٨ـ وغيرها ]

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ولا خلاف بين أهل العلم بتاويل القرآن فيما علمت أن قوله عزوجل : ﴿إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ﴾ نزلت في الوليد بن عقبة."

[ الاستيعاب في بيان الاسباب ٤/١١٤ـ أسد الغابة : ٥/٤٢٠ ]

"میرے علم کے مطابق قرآن مجید کی اس آیت کی تفسیر میں اہل علم کے ہاں کوئی اختلاف نہیں کہ یہ ولید بن عقبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔"

اس آیت کریمہ میں فاسق کا اطلاق ایک ایمان والے پر کیا گیا ہے اور یہ ایسا فسق ہے جو اسلام سے خارج کرنے والا نہیں ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وأما الفسوق: فهو في كتاب الله نوعان مفرد مطلق ومقرون بالعصيان. والمفرد نوعان أيضا : فسوق كفر يخرج عن الإسلام وفسوق لا يخرج عن الإسلام."

''بہرحال اللہ کی کتاب میں فسق کی دو قسمیں ہیں: ① مفرد مطلق ② عصیان کے ساتھ ملا ہوا۔ اور مفرد فسق کی بھی اسی طرح دو قسمیں ہیں: ① ایسا فسق جو اسلام سے خارج کرنے والا ہے۔ ② ایسا فسق جو اسلام سے خارج نہیں کرتا۔''

پھر اس کے بعد امام ابن القیم رحمہ اللہ نے قرآن وسنت کے دلائل ہر ایک قسم پر پیش کیے ہیں جو لائق مطالعہ ہیں۔

بہرکیف یہاں صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ کتاب وسنت کی واردشدہ نصوص میں فسق دو طرح کا ہے، ایک فسق اکبر اور دوسرا فسق اصغر۔ اول الذکر کا مرتکب اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، جبکہ ثانی الذکر کا مرتکب گناہ گار اور ناقص الایمان مسلم ہے۔ واللہ اعلم

## کفر کے بعض نتائج:

اب ہم کچھ ایسی بات ذکر کر رہے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کفر کی وجہ سے کیا انجام اور نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔

① کفار کے اعمال باطل ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ﴾

[آل عمران : ٢٢]

''یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور ان کی مدد

کرنے والے کوئی نہیں۔"

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ کفار کو ان کے نیک اعمال کوئی نفع نہیں دیں گے اور قیامت والے دن ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

﴿مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾

[ آل عمران : ١١٧ ]

"اس کی مثال جو وہ اس دنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں، اس ہوا کی مثال جیسی ہے جس میں سخت سردی ہے، جو ایسے لوگوں کی کھیتی کو آپہنچی جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، تو اس نے اسے برباد کر دیا اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا اور لیکن وہ (خود) اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں۔"

اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حافظ عبدالسلام بن محمد ﷾ لکھتے ہیں:

"عام طور پر مصیبت کے وقت اولاد انسان کے کام آتی ہے، مگر اس وقت کفار کی اولاد ان کے کسی کام نہیں آئے گی۔ اوپر کی آیات میں مومن اور متقی کے نیک اعمال کا انجام ذکر فرمایا کہ ان کی ادنیٰ سے ادنیٰ نیکی بھی ضائع نہیں ہوگی، بلکہ اس کا پورا پورا بدلا ملے گا، اب اس آیت میں کافر کے صدقہ و خیرات اور رفاہی کاموں کو آخرت میں بے فائدہ اور ضائع ہونے کے اعتبار سے ان لوگوں کی کھیتی سے تشبیہ دی ہے جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، جو کھیتی دیکھنے میں سرسبز و شاداب نظر آئے لیکن یکا یک سخت سرد ہوا چلے اور اسے تباہ و برباد کر کے رکھ دے۔ یہی حال کفار کے صدقہ خیرات کا ہے، وہ چونکہ ایمان و اخلاص کی دولت سے محروم ہیں، اس لیے آخرت میں ان کے اعمال تباہ و برباد ہو جائیں گے اور انھیں ان اعمال کا کچھ بھی اجر نہیں ملے گا۔" [ تفسیر القرآن الکریم : ١/ ٢٩١، ٢٩٢ ]

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ﴾

[ الأنفال : ٣٦ ]

”بے شک جن لوگوں نے کفر کیا وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں، تاکہ اللہ کے راستے سے روکیں۔ پس عنقریب وہ انھیں خرچ کریں گے، پھر وہ ان پر افسوس کا باعث ہوں گے، پھر وہ مغلوب ہوں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ جہنم کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے۔“

حافظ عبدالسلام بن محمد ﷾ فرماتے ہیں:

”اہل مکہ کہ جن کا یہاں ذکر ہو رہا ہے وہ اپنے اموال لوگوں کو اسلام سے روکنے کے لیے ہر طرح سے خرچ کرتے ہیں مال کا لالچ دے کر بھی اور جنگ کی تیاری کے لیے خوراک، سواریاں اور اسلحہ و افراد مہیا کر کے بھی۔ انھیں اسلام سے اس قدر دشمنی اور عناد ہے کہ اس سے روکنے کے لیے وہ اپنی محبوب ترین چیز مال خرچ کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے مگر اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی خبردار کر دیا کہ آئندہ جب بھی یہ مسلمانوں کے خلاف کوئی کارروائی کریں گے انھیں اسی طرح ناکامی اور حسرت کا سامنا کرنا پڑے گا جس طرح اب بدر میں ان کا حشر ہوا ہے، چنانچہ اس کے بعد جنگ احد اور خندق میں بھی انھیں ناکامی کے ساتھ لوٹنا پڑا، نہ مدینہ پر قبضہ کر سکے، نہ مال غنیمت حاصل کر سکے اور نہ ہی کسی کو لونڈی و غلام بنا سکے اور آخرت میں ان کافروں کا انجام یہ ہے کہ وہ جہنم میں دھکیل کر اکٹھے کیے جائیں گے۔ بعد میں بھی جب تک مسلمان اللہ کے احکام پر کاربند رہے اور انھوں نے جہاد کی تیاری میں کوتاہی نہ کی، ان کے خلاف جنگ کے لیے خرچ کیے ہوئے کفار کے اموال ہمیشہ ان کے لیے باعث حسرت ہی بنے اور وہ ہمیشہ مغلوب ہی ہوئے۔[ تفسیر القرآن الکریم : ٧٤٢/١ ]

﴿وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً١ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّ وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ١ؕ وَ اللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِۙ۝۳۹ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ١ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ١ؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا١ؕ وَ مَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ﴾ [النور : ۳۹، ۴۰]

''اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، ان کے اعمال کسی چٹیل میدان میں ایک سراب کی طرح ہیں، جسے سخت پیاسا پانی خیال کرتا ہے، یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا اور اللہ کو اپنے پاس پاتا ہے تو وہ اسے اس کا حساب پورا چکا دیتا ہے اور اللہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔ یا ان اندھیروں کی طرح جو نہایت گہرے سمندر میں ہوں، جسے ایک موج ڈھانپ رہی ہو، جس کے اوپر ایک اور موج ہو، جس کے اوپر ایک بادل ہو، کئی اندھیرے ہوں، جن میں سے بعض بعض کے اوپر ہوں، جب اپنا ہاتھ نکالے تو قریب نہیں کہ اسے دیکھے اور وہ شخص جس کے لیے اللہ کوئی نور نہ بنائے تو اس کے لیے کوئی بھی نور نہیں۔''

حافظ عبد السلام بن محمد حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اس سے پہلے اہل ایمان کے دل میں ہدایت کے نور کی مثال بیان فرمائی، اب کفار کے اعمال کے لیے دو مثالیں بیان فرمائی ہیں، جیسا کہ سورۂ بقرہ میں منافقین کے لیے آگ اور پانی کی مثال بیان فرمائی اور سورۂ رعد میں اس ہدایت اور علم کی جو دلوں میں جاگزین ہو جاتے ہیں، دو مثالیں بیان فرمائیں، ایک پانی کی اور دوسری آگ کی۔ یہاں کفار کے اعمال کی دو مثالیں لفظ ''او'' کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔

بعض اہلِ علم نے سراب والی مثال کی وضاحت اس طرح فرمائی ہے کہ کافر دو قسم کے ہیں، ایک وہ جو اپنے گمان کے مطابق کچھ اچھے کام کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مرنے کے بعد کام آئیں گے، جیسا کہ بیت اللہ کی خدمت، حاجیوں کو پانی پلانا اور صدقہ و خیرات وغیرہ کرنا،

حالانکہ ان کا کوئی بھی کام، اگر چہ وہ بظاہر اچھا ہی ہو، پھر بھی کفر کی شامت سے اللہ کے ہاں قبول و معتبر نہیں۔ ان لوگوں کو ان کے اچھے اعمال کی جزا دنیا ہی میں دے دی جاتی ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ﴾ [ الاحقاف : ٢٠ ]
تم اپنی نیکیاں اپنی دنیا کی زندگی میں لے جا چکے اور تم ان سے فائدہ اٹھا چکے۔ آخرت میں ان کے اعمال : ﴿ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴾ ( بکھرا ہوا غبار ) کر دیے جائیں گے۔ (دیکھیے فرقان : ٢٣) دوسری جگہ ان کے اعمال کی مثال اس راکھ سے بیان فرمائی جس پر آندھی والے دن میں سخت ہوا چلی ہو۔ دیکھیے سورۂ ابراہیم (١٨)۔

زیر تفسیر آیت میں فرمایا کہ جن لوگوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا ان کے اعمال کی مثال اس طرح ہے جیسے دوپہر کے وقت ایک سخت پیاسے شخص کو دور سے پانی دکھائی دے، جو دراصل سراب ہو، وہ سخت پیاس کی وجہ سے اسے پانی سمجھ کر وہاں پہنچے، تو وہاں پانی وغیرہ کچھ نہ ہو، بلکہ وہاں اس سے حساب کا تقاضا کرنے والے ہوں جو اسے پکڑ کر اپنے حساب میں باندھ لیں۔ اسی طرح کافر اپنے گمان میں اپنے اچھے کاموں کو قیامت کے دن فائدہ پہنچانے والے گمان کرتا ہے، مگر قیامت کے دن وہ سراب کی طرح بے حقیقت ہو جائیں گے اور جزا ملنے کے بجائے اسے اللہ تعالیٰ سے سابقہ پیش آئے گا، جو اس سے اپنا حساب پورا لے گا۔'' [ تفسیر القرآن الکریم : ١٣٥/٣، ١٣٦ ]

مزید لکھتے ہیں :

''دوسری قسم کے کافر وہ ہیں جنھیں آخرت کی فکر ہی نہیں کہ اس کی وجہ سے وہ کوئی اچھا کام کریں، وہ سر سے پاؤں تک دنیا کی لذتوں میں غرق ہیں اور کفر و ضلالت، ظلم و جہل، خواہش پرستی اور اللہ کی نافرمانی میں غوطے کھا رہے ہیں۔ ان کی مثال آگے بیان فرمائی کہ ان کے پاس روشنی کی اتنی چمک بھی نہیں جتنی سراب پر دھوکا کھانے والے کو نظر آتی تھی۔ یہ لوگ خالص اندھیروں اور تہ بہ تہ ظلمات میں بند ہیں، روشنی کی کوئی شعاع کسی طرف سے ان تک نہیں پہنچتی۔'' [ تفسیر القرآن الکریم : ١٣٦/٣ ]

مزید کہا:

''اس مثال کی وضاحت یہ ہے کہ گہرے پانیوں والے سمندر کی گہرائی پانی کی موٹائی کی وجہ سے نہایت تاریک ہوتی ہے۔ جدید تحقیقات بھی یہی ہیں کہ سمندر کی گہرائی میں ایک حد کے بعد روشنی کا گزر بالکل نہیں ہوتا، پھر جب اس پر تہ بہ تہ موجیں ہوں تو تاریکی اور بڑھ جاتی ہے اور جب ان موجوں کے اوپر بادل بھی ہوں تو تاریکی اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے، تو جو شخص ایسے سمندر کی گہرائی میں ہو وہ اتنی تہ بہ تہ تاریکیوں میں ہوگا کہ اپنے ہاتھ کو دیکھنا چاہے تو قریب نہیں کہ دیکھ پائے، حالانکہ آدمی اپنے جسم کا جو حصہ آنکھوں کے سب سے زیادہ قریب لے جا کر دیکھ سکتا ہے وہ اس کا ہاتھ ہے۔

آیت میں کافر کے عمل کی ایسے شخص کے ساتھ تشبیہ کی کیفیت اہلِ علم نے کئی طرح بیان فرمائی ہے۔ امام طبری نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے معتبر سند کے ساتھ نقل فرمایا ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''کافر پانچ ظلمتوں میں پھرتا رہتا ہے، چنانچہ اس کا کلام ظلمت ہے، اس کا عمل ظلمت ہے، وہ ظلمت میں داخل ہوتا ہے اور ظلمت ہی میں سے نکلتا ہے اور قیامت کے دن آگ کی طرف جاتے ہوئے اس کا لوٹنا بھی ظلمتوں میں ہوگا۔'' [ الطبري : ٢٦٣٧١ ] یہ سید القراء کی تفسیر ہے، بعض اہلِ علم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تین طرح کی ظلمتیں بیان فرمائی ہیں، سمندر کی ظلمت، امواج کی ظلمت اور بادلوں کی ظلمت۔ اسی طرح کافر بھی تین ظلمتوں میں گرفتار ہے، عقیدے کی ظلمت، قول کی ظلمت اور عمل کی ظلمت۔'' [ تفسیر القرآن الکریم : ٣/ ١٣٧ ]

② کفار کی عقلوں پر پردہ پڑ چکا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَ عَلٰۤى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ٘ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ [ البقرة : ٧ ]

''اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی اور ان کی نگاہوں

پر بھاری پردہ ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔‘‘

حافظ صاحب فرماتے ہیں:

’’ان کے کفر اور اعمال بد کے نتیجے میں ان کے ضمیر مردہ ہو چکے ہیں اور قبول حق کی استعداد جو فطرتاً ہر شخص میں رکھی گئی ہے، ان سے چھن چکی ہے۔ یہ مہر اگرچہ اللہ تعالیٰ نے لگائی ہے، مگر اس کا باعث ان کا عمل ہے، فرمایا: ﴿بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ﴾ [ النساء : ١٥٥ ] ’’بلکہ اللہ نے ان پر ان کے کفر کی وجہ سے مہر کر دی۔‘‘ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے، پھر جب وہ باز آ جائے، استغفار کرے اور توبہ کرے تو اس کا دل چمک جاتا ہے اور اگر دوبارہ گناہ کرے تو نکتہ بڑھا دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کے دل پر چھا جاتا ہے، یہی وہ زنگ ہے جو اللہ نے ذکر فرمایا ہے: ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ [ المطففین : ١٤ ] ’’ہرگز نہیں، بلکہ زنگ بن کر چھا گیا ہے ان کے دلوں پر جو وہ کماتے ہیں۔‘‘ [ ترمذي، كتاب تفسير القرآن، باب و من سورة ويل للمطففين...... : ٣٣٣٤ عن أبي هريرة رضى الله عنه وحسنه الألباني [ تفسير القرآن الكريم : ١/ ٥١ ]

﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ﴾ [ البقرة : ١٧٠ ]

’’اور جب ان سے کہا جاتا ہے اس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے ہوں اور نہ ہدایت پاتے ہوں۔‘‘

اس آیت کریمہ سے بھی معلوم ہوا کہ کفار اور ان کے آباء و اجداد عقل سے کام نہیں لیتے تھے، ان کی عقلیں ناکارہ ہو چکی تھیں۔

جیسا کہ فرمایا:

﴿وَ لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ

بِهَا ۡ وَ لَهُمۡ اَعۡيُنٌ لَّا يُبۡصِرُوۡنَ بِهَا ۡ وَ لَهُمۡ اٰذَانٌ لَّا يَسۡمَعُوۡنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡغٰفِلُوۡنَ ﴾ [ الأعراف : ١٧٩ ]

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے بہت سے جن اور انسان جہنم ہی کے لیے پیدا کیے ہیں، ان کے دل ہیں جن کے ساتھ وہ سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں جن کے ساتھ وہ دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں جن کے ساتھ وہ سنتے نہیں، یہ لوگ چوپاؤں جیسے ہیں، بلکہ یہ زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں، یہی ہیں جو بالکل بے خبر ہیں۔''

اور فرمایا:

﴿ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنۡدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الۡبُكۡمُ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡقِلُوۡنَ ﴿۲۲﴾ وَ لَوۡ عَلِمَ اللّٰهُ فِيۡهِمۡ خَيۡرًا لَّاَسۡمَعَهُمۡ ؕ وَ لَوۡ اَسۡمَعَهُمۡ لَتَوَلَّوۡا وَّ هُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ ﴾

[ الأنفال : ٢٢، ٢٣ ]

''بے شک تمام جانوروں سے برے اللہ کے نزدیک وہ بہرے، گونگے ہیں، جو سمجھتے نہیں۔ اور اگر اللہ ان میں کوئی بھلائی جانتا تو انھیں ضرور سنوا دیتا اور اگر وہ انھیں سنوا دیتا تو بھی وہ منہ پھیر جاتے، اس حال میں کہ وہ بے رخی کرنے والے ہوتے۔''

ایک جگہ فرمایا:

﴿ اَمۡ تَحۡسَبُ اَنَّ اَكۡثَرَهُمۡ يَسۡمَعُوۡنَ اَوۡ يَعۡقِلُوۡنَ ؕ اِنۡ هُمۡ اِلَّا كَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ سَبِيۡلًا ﴾ [ الفرقان : ٤٤ ]

''یا تو گمان کرتا ہے کہ ان کے اکثر سنتے ہیں یا سمجھتے ہیں، وہ نہیں ہیں مگر چوپاؤں کی طرح، بلکہ وہ راستے کے اعتبار سے زیادہ گمراہ ہیں۔''

ان تینوں آیات میں بھی ان کی غفلت اور عقل سے محرومی کا ذکر ہے اور ان کا عقل سے کام نہ لینا ذکر کر کے انھیں جانوروں سے برا قرار دے دیا ہے۔

③ کفار کا آخری ٹھکانہ جہنم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ۬ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْۤ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ [ الرعد : ٥ ]

”اور اگر تو تعجب کرے تو ان کا یہ کہنا بہت عجیب ہے کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیا واقعی ہم یقیناً ایک نئی پیدائش میں ہوں گے۔ یہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کا انکار کیا اور یہی ہیں جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔“

حافظ صاحب لکھتے ہیں:

”مطلب یہ ہے کہ اگر آپ اتنی نشانیاں دیکھ کر بھی ان کے ایمان نہ لانے پر تعجب کریں تو بہت ہی عجیب بات ان کا دوبارہ نئے سرے سے پیدا ہونے کو ناممکن قرار دینا ہے، حالانکہ جو شخص معمولی علم اور معمولی عقل رکھتا ہے بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ اتنی قدرتوں کے مالک اور پہلی دفعہ انھیں پیدا کرنے والے کے لیے انھیں دوبارہ نئے سرے سے پیدا کرنا کیوں مشکل ہے۔“ [ تفسير القرآن الكريم : ٢٤٨/٢ ]

نیز فرمایا:

﴿وَ تَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ﴾ [ إبراهيم : ٤٩ ]

”اور تو مجرموں کو اس دن زنجیروں میں ایک دوسرے کے ساتھ جکڑے ہوئے دیکھے گا۔“

معلوم ہوا کہ کفار ومشرکین قیامت والے دن ایک دوسرے کے ساتھ زنجیروں میں بندھے ہوئے ہوں گے۔

ایک مقام پر فرمایا:

﴿هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ؗ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ

نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿۱۹﴾ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَ الْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ وَ لَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ﴾ [ الحج : ۱۹ تا ۲۱ ]

''یہ دو جھگڑنے والے ہیں، جنھوں نے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کیا، تو وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، ان کے لیے آگ کے کپڑے کاٹے جا چکے، ان کے سروں کے اوپر سے کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔ اس کے ساتھ پگھلا دیا جائے گا جو کچھ ان کے پیٹوں میں ہے اور چمڑے بھی۔ اور انھی کے لیے لوہے کے ہتھوڑے ہیں۔''

اس آیت میں کفار کے لیے جہنم کا عذاب، آگ کے کپڑوں، گرم کھولتے ہوئے پانی، اور لوہے کے ہتھوڑوں کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔

اہل جہنم کی حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ جِايْٓءَ يَوْمَىٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ۬ يَوْمَىٕذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَ اَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿۲۴﴾ فَيَوْمَىٕذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّ لَا يُوْثِقُ وَ ثَاقَهٗۤ اَحَدٌ﴾ [ الفجر : ۲۳ تا ۲۶ ]

''اس دن جہنم کو لایا جائے گا، اس دن انسان نصیحت حاصل کرے گا اور (اس وقت) اس کے لیے نصیحت کہاں۔ کہے گا اے کاش! میں نے اپنی زندگی کے لیے آگے بھیجا ہوتا۔ پس اس دن اس کے عذاب جیسا عذاب کوئی نہیں کرے گا۔ اور نہ اس کے باندھنے جیسا کوئی باندھے گا۔''

حافظ صاحب لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُوْنَ أَلْفَ زِمَامٍ، مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّوْنَهَا )) [ مسلم، الجنة وصفة نعيمها، باب جهنم أعاذنا الله منها : ۲۸٤۲ ]

''اس دن جہنم اس حال میں لائی جائے گی کہ اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی،

ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچ کر لائیں گے۔''

[ تفسیر القرآن الکریم : ۹۵۱/٤ ]

④ کفار اللہ تعالیٰ کی محبت سے محروم رہیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ﴾

[ البقرۃ : ۲۷٦ ]

''اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ایسے شخص سے محبت نہیں رکھتا جو سخت ناشکرا، سخت گنہگار ہو۔''

اسی طرح فرمایا:

﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ﴾

[ آل عمران : ۳۲ ]

''کہہ دیجیے اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو، پھر اگر وہ منہ پھیر لیں تو بے شک اللہ کافروں سے محبت نہیں رکھتا۔''

نیز فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ﴾

[ الحج : ۳۸ ]

''بے شک اللہ ان لوگوں کی طرف سے دفاع کرتا ہے جو ایمان لائے، بے شک اللہ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو بے حد خیانت کرنے والا، بہت ناشکرا ہو۔''

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ﴾

[ الروم : ٤٥ ]

''تاکہ وہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے، اپنے فضل سے جزا دے۔ بے شک وہ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔''

⑤ کفار کا آپس میں ایک دوسرے پر طعن کرنا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَ رَاَوُا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ۝ وَ قَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ﴾

[ البقرة : ١٦٦، ١٦٧ ]

”جب وہ لوگ جن کی پیروی کی گئی تھی، ان لوگوں سے بالکل بے تعلق ہو جائیں گے جنھوں نے پیروی کی اور وہ عذاب کو دیکھ لیں گے اور ان کے آپس کے تعلقات بالکل منقطع ہو جائیں گے۔ اور جن لوگوں نے پیروی کی تھی کہیں گے کاش! ہمارے لیے ایک بار دوبارہ جانا ہو تو ہم ان سے بالکل بے تعلق ہو جائیں، جیسے یہ ہم سے بالکل بے تعلق ہو گئے۔ اس طرح اللہ انھیں ان کے اعمال ان پر حسرتیں بنا کر دکھائے گا اور وہ کسی صورت آگ سے نکلنے والے نہیں۔“

حافظ صاحب فرماتے ہیں:

”ان آیات میں قیامت کے دن ان مشرکوں کی حالت زار کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ کاش! وہ دنیا میں اللہ کی بات پر یقین کر کے اس انجام سے بچ جائیں۔ [تفسیر القرآن الکریم: ١/ ١٣٦]

اور فرمایا:

﴿وَ يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَ شُرَكَآؤُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَ قَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ۝ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ﴾ [ يونس : ٢٨، ٢٩ ]

”اور جس دن ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے، پھر ہم ان لوگوں سے جنھوں نے شریک بنائے تھے، کہیں گے اپنی جگہ ٹھہرے رہو، تم اور تمھارے شریک بھی، پھر ہم ان کے درمیان علیحدگی کر دیں گے اور ان کے شریک کہیں گے تم ہماری تو

عبادت نہیں کیا کرتے تھے۔ سو اللہ ہمارے درمیان اور تمھارے درمیان کافی گواہ ہے کہ بے شک ہم تمھاری عبادت سے یقیناً بے خبر تھے۔''

حافظ صاحب لکھتے ہیں:

''اس آیت میں بھی کفار کی ایک رسوائی بیان کی گئی ہے کہ جس دن ہم شروع سے آخر تک کے تمام جن و انس، مسلم و کافر اور نیک و بد کو اکٹھا کریں گے۔''
[ تفسیر القرآن الکریم : ۲/۲۲ ]

اور فرمایا:

﴿ وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ۝۲۱ وَ قَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَ وَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ وَ مَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَ لُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَ مَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ [ إبراهيم : ۲۱، ۲۲ ]

''اور وہ سب کے سب اللہ کے سامنے پیش ہوں گے، تو کمزور لوگ ان لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بنے تھے کہ بے شک ہم تمھارے تابع تھے، تو کیا تم ہمیں اللہ کے عذاب سے بچانے میں کچھ بھی کام آنے والے ہو؟ وہ کہیں گے اگر اللہ ہمیں ہدایت دیتا تو ہم تمھیں ضرور ہدایت کرتے، ہم پر برابر ہے کہ ہم گھبرائیں، یا ہم صبر کریں، ہمارے لیے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔ اور شیطان کہے گا، جب سارے کام کا فیصلہ کر دیا جائے گا کہ بے شک اللہ نے تم سے وعدہ کیا، سچا وعدہ اور میں نے تم سے وعدہ کیا تو میں نے تم سے خلاف ورزی کی اور میرا تم پر کوئی غلبہ نہ تھا، سوائے اس کے کہ میں نے تمھیں بلایا تو تم نے فوراً میرا کہنا مان لیا،

اب مجھے ملامت نہ کرو اور اپنے آپ کو ملامت کرو، نہ میں تمھاری فریاد کو پہنچنے والا ہوں اور نہ تم میری فریاد کو پہنچنے والے ہو، بے شک میں اس کا انکار کرتا ہوں جو تم نے مجھے اس سے پہلے شریک بنایا۔ یقیناً جو لوگ ظالم ہیں انھی کے لیے دردناک عذاب ہے۔"

ایک جگہ فرمایا:

﴿وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ لَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖۚ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ اِۨلْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْ لَاۤ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْۤا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَاۤ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَ نَجْعَلَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ وَ اَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ؕ وَ جَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْۤ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ [ سبا : ۳۱ تا ۳۳ ]

"اور ان لوگوں نے کہا جنھوں نے کفر کیا ہم ہرگز نہ اس قرآن پر ایمان لائیں گے اور نہ اس پر جو اس سے پہلے ہے، اور کاش! تو دیکھے جب یہ ظالم اپنے رب کے پاس کھڑے کیے ہوئے ہوں گے، ان میں سے ایک دوسرے کی بات رد کر رہا ہوگا، جو لوگ کمزور سمجھے گئے تھے ان لوگوں سے جو بڑے بنے تھے، کہہ رہے ہوں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لانے والے ہوتے۔ وہ لوگ جو بڑے بنے تھے، ان لوگوں سے جو کمزور سمجھے گئے، کہیں گے کیا ہم نے تمھیں ہدایت سے روکا تھا، اس کے بعد کہ وہ تمھارے پاس آئی؟ بلکہ تم مجرم تھے۔ اور وہ لوگ جو کمزور سمجھے گئے، ان لوگوں سے جو بڑے بنے تھے، کہیں گے بلکہ (تمھاری) رات اور دن کی چال بازی نے (ہمیں روکا) جب تم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ

ہم اللہ کے ساتھ کفر کریں اور اس کے لیے شریک ٹھہرائیں۔ اور وہ ندامت کو چھپائیں گے جب عذاب دیکھیں گے اور ہم ان لوگوں کی گردنوں میں جنھوں نے کفر کیا، طوق ڈال دیں گے۔ انھیں بدلا نہیں دیا جائے گا مگر اسی کا جو وہ کیا کرتے تھے۔''

## قرآن مجید کی روشنی میں کفار کی صفات:

قرآن حکیم نے کافروں کی بہت ساری ایسی صفات ذکر کی ہیں جن سے مسلمانوں کو اجتناب کی ضرورت ہے اور ان سے اپنے آپ کو بھی اور اپنے اہل وعیال اور دوست احباب کو بھی بچانا لازمی ہے۔ ہم کفار کی چند ایک صفتیں آیات کریمہ کی رو سے ذیل میں بیان کرتے ہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ جس مسلم میں ان میں سے کوئی ایک یا کئی صفات پائی گئیں تو اس میں کفر کی صفتیں ہوں گی اور وہ ناقص الایمان ہو جائے گا، جبکہ ایسی صفات دیکھ کر ہم اس کے کافر ہونے کا حکم نہیں لگائیں گے جب تک دیگر شروط وموانع نہ پائے جائیں۔

### ① باطل کی اتباع:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَ اَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ﴾ [ محمد : ۳ ]

''یہ اس لیے کہ جن لوگوں نے کفر کیا انھوں نے باطل کی پیروی کی اور جو لوگ ایمان لائے وہ اپنے رب کی طرف سے حق کے پیچھے چلے۔ اسی طرح اللہ لوگوں کے لیے ان کے حالات بیان کرتا ہے۔''

حافظ صاحب اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں:

''یعنی کفار کے اعمال برباد کرنے اور ایمان والوں کے گناہ دور کرنے اور ان کا حال درست کرنے کی وجہ یہ ہے کہ کفار نے باطل کی پیروی اختیار کی اور اس کے

پیچھے چل پڑے، جبکہ ایمان والے اس حق پر چلتے رہے جو ان کا اپنا طے کردہ نہیں تھا، بلکہ ان کے رب کی طرف سے نازل کیا ہوا تھا۔ دونوں کے راستے مختلف تھے، اس لیے ان کا انجام بھی مختلف ہوا۔" [ تفسير القرآن الكريم : ٣٠١/٤، ٣٠٢ ]

## ② خواہشات نفسانی کی پیروی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَ لٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾

[ الاعراف : ١٧٦ ]

"اور اگر ہم چاہتے تو اسے ان کے ذریعے بلند کر دیتے، مگر وہ زمین کی طرف چمٹ گیا اور اپنی خواہش کے پیچھے لگ گیا، تو اس کی مثال کتے کی مثال کی طرح ہے کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکالے ہانپتا ہے، یا اسے چھوڑ دے تو بھی زبان نکالے ہانپتا ہے، یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا۔ سو تو یہ بیان سنا دے، تاکہ وہ غور و فکر کریں۔"

حافظ صاحب لکھتے ہیں:

"اگر ہم چاہتے تو اسے ان آیات پر عمل کی توفیق دے کر صالحین و ابرار کے آسمان پر بلند کر دیتے، مگر وہ زمین اور پستی (دنیا کے حقیر ساز و سامان) کی طرف چمٹ ہی گیا اور اپنی خواہش نفس کے پیچھے لگ کر ہر وقت دنیا کی طلب میں لگ گیا، تو اس کی مثال ہر وقت زبان نکال کر ہانپتے ہوئے کتے کے ساتھ دی گئی۔"

[ تفسير القرآن الكريم : ٧٠٣/١ ]

اور فرمایا:

﴿اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا﴾ [ الفرقان : ٤٣ ]

''کیا تو نے وہ شخص دیکھا جس نے اپنا معبود اپنی خواہش ہی کو بنا لیا، تو کیا تو اس کا ذمہ دار ہوگا۔''

حافظ صاحب امام زمخشری کی تفسیر الکشاف سے نقل کرتے ہیں:

''جو شخص اپنے دین میں خواہش ہی کا حکم مانے، کوئی بھی کام کرنے یا نہ کرنے میں اسی کے پیچھے چلے تو یہ شخص اپنی خواہش کی عبادت کرنے والا اور اسے اپنا معبود بنانے والا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ شخص جو اپنی خواہش کے سوا کسی اور کو اپنا معبود ہی نہیں سمجھتا آپ اسے ہدایت کی طرف کیسے لا سکتے ہیں؟ کیا آپ اس کے ذمہ دار ہیں، یا اسے اسلام لانے پر مجبور کر سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ تمھیں ہر حال میں اسلام قبول کرنا ہوگا، چاہو یا نہ چاہو، جب کہ دین میں (قبول اسلام کے معاملہ میں) زبردستی ہے ہی نہیں، فرمایا: ﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ﴾ [ البقرة : ٢٥٦ ] ''دین میں کوئی زبردستی نہیں۔'' اور فرمایا: ﴿وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ﴾ [ ق : ٤٥ ] ''اور تو ان پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں۔'' اور فرمایا: ﴿لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ﴾ [ الغاشية : ٢٢ ] ''تو ہرگز ان پر کوئی مسلط کیا ہوا نہیں ہے۔''

[ تفسير القرآن الكريم : ٣/ ١٨٩ ]

اسی طرح فرمایا:

﴿بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ﴾ [ الروم : ٢٩ ]

''بلکہ وہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا وہ جانے بغیر اپنی خواہشوں کے پیچھے چل پڑے، پھر اسے کون راہ پر لائے گا جسے اللہ نے گمراہ کر دیا ہو اور ان کے لیے کوئی مدد کرنے والے نہیں ہیں۔''

حافظ صاحب فرماتے ہیں:

''یعنی آیات کو کھول کر بیان کرنے کا فائدہ ان لوگوں کو ہے جو عقل کے پیچھے

چلیں، مگر یہ لوگ جنھوں نے شرک کے ارتکاب کا ظلم کیا، جس سے بڑا کوئی ظلم نہیں، یہ عقل کے پیچھے چلنے کے بجائے اپنی خواہشوں کے پیچھے چل رہے ہیں اور شرک کا اصل وہ خواہشیں اور آرزوئیں ہی ہیں جو شیطان اپنے پیچھے چلنے والوں کے دلوں میں پیدا کر دیتا ہے۔ جن کا نہ انھیں علم ہوتا ہے اور نہ حقیقت میں کہیں ان کا وجود ہوتا ہے۔ دیکھیے سورۂ نساء: ۱۱۲ تا ۱۲۰ اور سورۂ نجم: ۲۳ تا ۲۵۔"

[ تفسیر القرآن الکریم : ۳/ ۴۹۴ ]

## ③ حد سے گزرنا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَ لَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَ اَبْقٰى﴾ [ طٰهٰ : ۱۲۷ ]

"اور اسی طرح ہم اس شخص کو جزا دیتے ہیں جو حد سے گزرے اور اپنے رب کی آیات پر ایمان نہ لائے اور یقیناً آخرت کا عذاب زیادہ سخت اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔"

حافظ صاحب لکھتے ہیں:

"حد سے گزرنے والا سب سے بڑھ کر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات میں کسی کو اس کا شریک ٹھہرائے، پھر وہ ہے جو عبودیت (بندگی) کے مقام سے بڑھ کر اتنا بڑا (متکبر) بنے کہ اپنی خواہش نفس کے پیچھے لگ کر اپنے خالق و مالک کی کوئی بات نہ مانے۔" [ تفسیر القرآن الکریم : ۲/ ۶۹۵ ]

## ④ اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖۤ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَا ذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ وَ مَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ﴾

[ البقرة : ٢٦ ]

''بے شک اللہ اس سے نہیں شرماتا کہ کوئی بھی مثال بیان کرے، مچھر کی ہو، پھر اس کی جو اس سے اوپر ہے، پس لیکن وہ لوگ جو ایمان لائے سو جانتے ہیں کہ وہی ان کے رب کی طرف سے حق ہے اور رہے وہ جنھوں نے کفر کیا تو وہ کہتے ہیں اللہ نے اس کے ساتھ مثال دینے سے کیا ارادہ کیا؟ وہ اس کے ساتھ بہتوں کو گمراہ کرتا ہے اور اس کے ساتھ بہتوں کو ہدایت دیتا ہے اور وہ اس کے ساتھ فاسقوں کے سوا کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔''

کفار اور منافقین جب قرآن کا جواب نہ دے سکے تو اللہ کی ذات کے بارے میں طرح طرح کے اعتراض کرنے لگے کہ اللہ کو ایسی مثالیں بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ کافر اور منافق اپنے پیدا کرنے والے خالق و مالک پر بھی اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں۔

## ⑤ حق سے منہ پھیرنا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ مَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۭ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴾

[ الانعام : ٤، ٥ ]

''اور ان کے پاس ان کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی نہیں آتی مگر وہ اس سے منہ پھیرنے والے ہوتے ہیں۔ پس بے شک انھوں نے حق کو جھٹلا دیا، جب وہ ان کے پاس آیا، تو عنقریب ان کے پاس اس کی خبریں آ جائیں گی جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے ہیں۔''

معلوم ہوا کہ کافر اللہ کی قدرت کی نشانیاں دیکھ کر بھی حق قبول نہیں کرتا بلکہ حق سے اعراض کرتا ہے۔

مزید فرمایا:

﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ اَبْصَارَكُمْ وَ خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ﴾

[ الأنعام : ٤٦ ]

''کہہ کیا تم نے دیکھا اگر اللہ تمھاری سماعت اور تمھاری نگاہوں کو لے لے اور تمھارے دلوں پر مہر کر دے تو اللہ کے سوا کون سا معبود ہے جو تمھیں یہ چیزیں لا دے؟ دیکھ ہم کیسے آیات کو پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں، پھر وہ منہ موڑ لیتے ہیں۔''

حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ مختلف طریقوں سے حقائق بیان کرتا ہے، تاکہ لوگ حقائق سے آگاہ ہو جائیں لیکن اس کے باوجود وہ اپنی روش سے باز نہیں آتے اور اللہ کی آیات سے بے رخی پر قائم رہتے ہیں۔'' [ تفسير القرآن الكريم : ١/ ٥٤٥ ]

اسی طرح فرمایا:

﴿اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَ هُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۚ۝۱ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَ هُمْ يَلْعَبُوْنَ ۙ۝۲ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ اَسَرُّوا النَّجْوَى ۖۗ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖۗ هَلْ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ﴾ [ الأنبياء : ١ تا ٣ ]

''لوگوں کے لیے ان کا حساب بہت قریب آ گیا اور وہ بڑی غفلت میں منہ موڑنے والے ہیں۔ ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے کوئی نصیحت نہیں آتی جو نئی ہو مگر وہ اسے مشکل سے سنتے ہیں اور وہ کھیل رہے ہوتے ہیں۔ اس حال میں کہ ان کے دل غافل ہوتے ہیں۔ اور ان لوگوں نے خفیہ سرگوشی کی

جنھوں نے ظلم کیا تھا، یہ تم جیسے ایک بشر کے سوا ہے کیا؟ تو کیا تم جادو کے پاس آتے ہو، حالانکہ تم دیکھ رہے ہو؟

حافظ صاحب لکھتے ہیں:

''یعنی لوگوں کا حال یہ ہے کہ اپنا حساب نہایت قریب آنے کے باوجود ایسی بھاری غفلت میں پڑے ہیں کہ ہر نصیحت سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ ''اَلنَّاسُ'' کے لفظ سے تمام لوگوں کو حساب کے بہت قریب آنے سے ڈرایا مگر آئندہ آیات میں کفار و مشرکین کی غفلت اور اعراض کو زیادہ اجاگر فرمایا ہے۔ اس آدمی کی غفلت و اعراض میں کیا شک ہے جو یہ جانتے ہوئے بھی خبردار نہیں ہوتا کہ مجھے یقیناً مرنا ہے، صرف اس لیے کہ موت یا قیامت کا دن اسے متعین کر کے نہیں بتایا گیا۔ اس کی مثال اس نکمّے طالب علم کی سی ہے جسے معلوم ہے کہ امتحان یقیناً ہونا ہے مگر وہ اس لیے بے پروا ہے کہ ابھی امتحان کی تاریخ کا اعلان نہیں ہوا۔ ابن کثیر نے یہاں ابوالعتاہیہ کا ایک شعر نقل فرمایا ہے ؎

اَلنَّاسُ فِیْ غَفَلَاتِهِمْ
وَ رَحَی الْمَنِيَّةِ تَطْحَنُ

''لوگ اپنی غفلتوں میں پڑے ہوئے ہیں، جب کہ موت کی چکی پیستی چلی جا رہی ہے۔'' [ تفسیر القرآن الکریم : ٢/ ٧٠٤ ]

نیز فرمایا:

﴿ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَ ذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴾ [ الأنبياء : ٢٤ ]

''یا انھوں نے اس کے سوا کوئی معبود بنا لیے ہیں؟ کہہ دے لاؤ اپنی دلیل۔ یہی ان کی نصیحت ہے جو میرے ساتھ ہیں اور ان کی نصیحت بھی جو مجھ سے پہلے تھے، بلکہ ان کے اکثر حق کو نہیں جانتے، سو وہ منہ پھیرنے والے ہیں۔''

حافظ عبد السلام بن محمد ﷾ فرماتے ہیں:

''اس آیت میں ان کے جہل کا سبب بیان فرمایا کہ وہ حق معلوم کرنے کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے اور نہ کسی دلیل پر غور کرتے ہیں، جیسے فرمایا: ﴿وَ كَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَ هُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ﴾ [يوسف : ١٠٥]

اور آسمانوں اور زمین میں کتنی ہی نشانیاں ہیں جن پر سے گزرتے ہیں اور وہ ان سے بے دھیان ہوتے ہیں۔'' [تفسير القرآن الكريم : ٧١٧/٢]

## ⑥ فساد پھیلانا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَ لُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا وَ اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ﴾ [المائدة : ٦٤]

''اور یہود نے کہا اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے، ان کے ہاتھ باندھے گئے اور ان پر لعنت کی گئی، اس کی وجہ سے جو انھوں نے کہا، بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں، خرچ کرتا ہے جیسے چاہتا ہے، اور یقیناً جو کچھ تیری طرف تیرے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے وہ ان میں سے بہت سے لوگوں کو سرکشی اور کفر میں ضرور بڑھا دے گا، اور ہم نے ان کے درمیان قیامت کے دن تک دشمنی اور بغض ڈال دیا۔ جب کبھی وہ لڑائی کی کوئی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے اور وہ زمین میں فساد کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اللہ فساد کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔''

معلوم ہوا کہ یہود کی ساری زندگی فساد پھیلانے میں گزر جاتی ہے۔

حافظ عبدالسلام بن محمد ﷾ فرماتے ہیں:

''ان (کافروں) کی ساری تگ و دو دنیا میں فساد پھیلانے کی ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں فرماتا۔ یہودیوں کی تاریخ اور ان کے موجودہ حالات جاننے والا ہر شخص جانتا ہے کہ کس طرح ہر لڑائی کے پیچھے یہودیوں کا خفیہ ہاتھ ہوتا ہے، یہ تو اللہ کا فضل ہے کہ وہ ان کے منصوبے پورے نہیں ہونے دیتا۔''

[ تفسیر القرآن الکریم : ۱/ ۴۸۹ ]

## ⑦ بخل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ يَكْتُمُوْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾ [ النساء : ۳۷ ]

''وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل کا حکم دیتے ہیں اور اسے چھپاتے ہیں جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دیا ہے اور ہم نے کافروں کے لیے رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

حافظ عبدالسلام بن محمد ﷾ تفسیر ابن کثیر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''بعض سلف نے اس آیت میں بخل کے لفظ کو یہودیوں کے بخل پر محمول کیا ہے، جو رسول اللہ ﷺ کی صفات اور علامات کو لوگوں سے چھپاتے تھے۔ غرض بخل مال کا ہو یا علم کا شدید مذموم ہے۔'' [ تفسیر القرآن الکریم : ۱/ ۳۶۴ ]

## ⑧ اختلاف اور تفرقہ بازی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَ اخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۰۵ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ

وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ﴾

[ آل عمران : ١٠٥، ١٠٦ ]

''اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو الگ الگ ہو گئے اور ایک دوسرے کے خلاف ہو گئے، اس کے بعد کہ ان کے پاس واضح احکام آ چکے اور یہی لوگ ہیں جن کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔ جس دن کچھ چہرے سفید ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے، تو وہ لوگ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے، کیا تم نے اپنے ایمان کے بعد کفر کیا؟ تو عذاب چکھو، اس وجہ سے کہ تم کفر کیا کرتے تھے۔''

حافظ عبدالسلام بن محمد ﷾ فرماتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ یہود و نصاریٰ کے باہمی اختلاف اور فرقہ بندی کی وجہ یہ نہ تھی کہ انھیں حق کا پتا نہ تھا اور وہ اس کے دلائل سے بے خبر تھے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے سب کچھ جانتے ہوئے محض اپنے دنیاوی مفاد اور نفسانی اغراض کے لیے اختلاف اور فرقہ بندی کا راستہ اختیار کیا تھا اور اس پر جمے ہوئے تھے۔ قرآن مجید نے مختلف طریقوں سے بار بار یہ حقیقت واضح فرمائی اور اس سے دور رہنے کی تاکید فرمائی۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''یہود اکہتر (۷۱) یا بہتر (۷۲) فرقوں میں جدا جدا ہو گئے، اسی طرح نصاریٰ بھی اور میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔'' [ ترمذي، الإيمان، باب ما جاء في افتراق هذه الأمة : ٢٦٤٠ ] دوسری حدیث میں وضاحت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سب (فرقے) آگ میں جائیں گے مگر ایک۔'' پوچھنے پر بتایا: (( مَا أَنَا عَلَيْهِ وَ أَصْحَابِي )) ''جس طریقے پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔''

[ ترمذي، الإيمان، باب ما جاء في افتراق هذه الأمة : ٢٦٤١، و حسنه الالباني ]

افسوس! امت مسلمہ کے تفرقہ بازوں نے بھی وہی روش اختیار کی کہ حق اور اس کے

روشن دلائل قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی صورت میں انھیں خوب اچھی طرح معلوم ہیں، مگر وہ اپنی فرقہ بندیوں پر جمے ہوئے ہیں اور اپنی عقل و ذہانت کا سارا زور پہلی امتوں کی طرح تاویل وتحریف کے مکروہ شغل میں ضائع کررہے ہیں۔[ تفسیر القرآن الکریم : ١/ ٢٨٦ ]

## ⑨ غرور اور تکبر:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ يَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ﴾ [ احقاف : ٢٠ ]

"اور جس دن وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، آگ پر پیش کیے جائیں گے، تم اپنی نیکیاں اپنی دنیا کی زندگی میں لے جا چکے اور تم ان سے فائدہ اٹھا چکے، سو آج تمھیں ذلت کے عذاب کا بدلہ دیا جائے گا، اس لیے کہ تم زمین میں کسی حق کے بغیر تکبر کرتے تھے اور اس لیے کہ تم نافرمانی کیا کرتے تھے۔"

حافظ عبد السلام بن محمد حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر نیکی کی جزا اور ہر بدی کی سزا اس نیکی یا بدی کی مناسبت سے دی جائے گی، جیسا کہ روزہ داروں کے لیے باب الریان سے داخلہ ہوگا۔ تو کفار کو ذلیل کرنے والا عذاب اس تکبر کی مناسبت سے ہوگا جو انھوں نے کیا، وہ اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھتے تھے، ان کی عزت انھیں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے کی اجازت نہیں دیتی تھی، لامحالہ انھیں ایسا عذاب دیا جائے گا جو ان کے تکبر کا بدلا ہو۔ قیامت کے بعض مواقع میں ان کی ذلت کا نقشہ اس حدیث میں بیان ہوا جو عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْثَالَ الذَّرِّ فِي صُوَرِ الرِّجَالِ

يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ، فَيُسَاقُوْنَ إِلَى سِجْنٍ فِيْ جَهَنَّمَ يُسَمَّى بُولَسَ تَعْلُوهُمْ نَارُ الْأَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ طِيْنَةَ الْخَبَالِ ﴾ [ ترمذي، كتاب صفة القيامة، باب ما جاء في شدة الوعيد للمتكبرين : ٢٤٩٢، قال الألباني حسن ]

''متکبر لوگ قیامت کے دن آدمیوں کی شکل میں چیونٹیوں کی طرح اٹھائے جائیں گے، ہر جگہ سے ذلت انھیں ڈھانپ رہی ہوگی۔ پھر انھیں ہانک کر جہنم کے ایک قید خانے کی طرف لے جایا جائے گا جس کا نام ''بولس'' ہے۔ ان پر آگوں کی آگ چڑھ رہی ہوگی، انھیں جہنمیوں کا نچوڑ پلایا جائے گا، جو تباہ کن کیچڑ ہوگا۔''

رہی یہ بات کہ تکبر کیا ہے؟ تو اس کی تفصیل عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ قَالَ رَجُلٌ إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً قَالَ إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ ﴾ [ مسلم، كتاب الإيمان، باب تحريم الكبر و بيانه : ٩١ ]

''وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا۔ ایک آدمی نے کہا: آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کا جوتا اچھا ہو (تو کیا یہ تکبر ہے)؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ جمیل ہے، جمال کو پسند کرتا ہے، تکبر تو حق کو ٹھکرا دینے اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔''

## ⑩ خسارہ اور نقصان:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَ طَعَامُكُمْ

حِلٌّ لَّهُمْ ۫ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَ لَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۫ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ [المائدة: ٥]

''آج تمھارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں اور ان لوگوں کا کھانا تمھارے لیے حلال ہے جنھیں کتاب دی گئی اور تمھارا کھانا ان کے لیے حلال ہے اور مومن عورتوں میں سے پاک دامن عورتیں اور ان لوگوں کی پاک دامن عورتیں جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی، جب تم انھیں ان کے مہر دے دو، اس حال میں کہ تم قید نکاح میں لانے والے ہو، بدکاری کرنے والے نہیں اور نہ چھپی آشنائیں بنانے والے اور جو ایمان سے انکار کرے تو یقیناً اس کا عمل ضائع ہو گیا اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں سے ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَ هُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ﴾ [الأنعام: ٣١]

''یقیناً خسارے میں رہے وہ لوگ جنھوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا، یہاں تک کہ جب ان کے پاس قیامت اچانک آ پہنچے گی کہیں گے ہائے ہمارا افسوس! اس پر جو ہم نے اس میں کوتاہی کی اور وہ اپنے بوجھ اپنی پشتوں پر اٹھائیں گے سن لو برا ہے جو وہ بوجھ اٹھائیں گے۔''

اسی طرح فرمایا:

﴿لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَ يَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ [الأنفال: ٣٧]

”تا کہ اللہ ناپاک کو پاک سے جدا کر دے اور ناپاک کو، اس کے بعض کو بعض پر رکھے پس اسے اکٹھا ڈھیر بنا دے، پھر اسے جہنم میں ڈال دے۔ یہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔“

ایک جگہ فرمایا:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا﴾ [الكهف : ١٠٣، ١٠٤]

”کہہ دیجیے کیا ہم تمھیں وہ لوگ بتائیں جو اعمال میں سب سے زیادہ خسارے والے ہیں۔ وہ لوگ جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں ضائع ہو گئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ بے شک وہ ایک اچھا کام کر رہے ہیں۔“

مذکورہ بالا آیات بینات سے واضح ہو گیا کہ اخروی خسارہ اور نقصان کافروں کے لیے ہے اور اللہ کی آیات اور اس کے انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کا بوجھ وہ قیامت والے دن اپنی پشتوں پر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

### ⑪ خیانت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ﴾ [الأنفال : ٥٨]

”اور اگر کبھی تو کسی قوم کی جانب سے کسی خیانت سے فی الواقع ڈرے تو (ان کا عہد) ان کی طرف مساوی طور پر پھینک دے۔ بے شک اللہ خیانت کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔“

معلوم ہوا کہ عہد توڑنا خیانت ہے اور اس قسم کی خیانت کا ارتکاب کفار و مشرکین کرتے رہتے ہیں جیسا کہ کشمیر کے حوالے سے ہندوؤں نے بارہا مرتبہ عہد کی خلاف ورزی کی۔

مزید فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ﴾

[ الحج : ۳۸ ]

''بلاشبہ اللہ ان لوگوں کی طرف سے دفاع کرتا ہے جو ایمان لائے، بے شک اللہ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو بے حد خیانت کرنے والا، بہت ناشکرا ہو۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ نے کافروں کی مقابلے میں مسلمانوں کے دفاع کا سبب بیان کیا ہے کہ اللہ بے حد خائن اور بہت زیادہ ناشکرے کو پسند نہیں کرتا اور مسلمان ان رذیل صفتوں سے اپنے آپ کو بچاتا ہے جبکہ کفار میں یہ دونوں صفتیں پائی جاتی ہیں۔

### ⑫ ذلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ﴾

[ آل عمران : ۱۱۲ ]

''ان پر ذلت مسلط کر دی گئی جہاں کہیں وہ پائے جائیں مگر اللہ کی پناہ اور لوگوں کی پناہ کے ساتھ اور وہ اللہ کے بھاری غضب کے ساتھ لوٹے اور ان پر محتاجی مسلط کر دی گئی، یہ اس لیے کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو کسی حق کے بغیر قتل کرتے تھے، یہ اس لیے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے گزرتے تھے۔''

اور فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ مَّا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۖ كَأَنَّمَا أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

النَّارِ ۚ هُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ﴾ [ يونس : ٢٧ ]

''اور جن لوگوں نے برائیاں کمائیں، کسی بھی برائی کا بدلا اس جیسا ہوگا اور انھیں بڑی ذلت ڈھانپے گی، انھیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا، گویا ان کے چہروں پر رات کے بہت سے ٹکڑے اوڑھا دیے گئے ہیں، جب کہ وہ اندھیری ہے۔ یہی لوگ آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔''

مذکورہ بالا آیات میں یہود اور دیگر کفار کی ذلت و پستی کا ذکر ہے اور اس کے اسباب بیان فرمائے گئے ہیں اور سب سے زیادہ ذلیل اور مغضوب یہود ہیں جو اللہ کی آیات کا انکار اور انبیاء کرام کو ناحق قتل کرتے تھے۔

## ⑬ استہزا اور مذاق:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ [ الأنعام : ١٠ ]

''اور بلاشبہ یقیناً تجھ سے پہلے کئی رسولوں کا مذاق اڑایا گیا، تو ان لوگوں کو جنھوں نے ان میں سے مذاق اڑایا تھا، اسی چیز نے گھیر لیا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔''

نیز فرمایا:

﴿وَ اِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَ هُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ﴾ [ الأنبياء : ٣٦ ]

''اور جب تجھے وہ لوگ دیکھتے ہیں جنھوں نے کفر کیا تو تجھے مذاق ہی بناتے ہیں، کیا یہی ہے جو تمھارے معبودوں کا ذکر کرتا ہے، اور وہ خود رحمان کے ذکر ہی سے منکر ہیں۔''

اسی طرح فرمایا:

﴿يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ﴾

[ يس : ۳۰ ]

''ہائے افسوس ان بندوں پر! ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا رہا مگر وہ اس کے ساتھ ٹھٹھا کیا کرتے تھے۔''

مذکورہ بالا آیات بینات واضح کر رہی ہیں کہ کفار و مشرکین کا یہ وتیرہ ہے کہ وہ انبیاء و رسل علیہم السلام اور اللہ کی آیات کا استہزا اور مذاق کرتے رہتے ہیں، جیسا کہ عصر حاضر میں یہود و نصاریٰ اور کفار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے بنائے اور قرآن کریم کی آیات کو جلا کر ٹھٹھا اور مذاق کیا۔

## ⑭ حدود اللہ سے تجاوز:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ﴾ [ المائدة : ۷۸ ]

''وہ لوگ جنھوں نے بنی اسرائیل میں سے کفر کیا، ان پر داود اور مسیح ابن مریم کی زبان پر لعنت کی گئی۔ یہ اس لیے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے گزرتے تھے۔''

اس آیت کریمہ میں بنی اسرائیل کے کافروں کی صفت بیان کی جا رہی ہے کہ وہ عداوت کی وجہ سے نافرمان تھے۔

## ⑮ تحریف:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُّؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ [ البقرة : ۷۵ ]

''تو کیا تم طمع رکھتے ہو کہ وہ تمھارے لیے ایمان لے آئیں گے، حالانکہ یقیناً ان

میں سے کچھ لوگ ہمیشہ ایسے چلے آئے ہیں جو اللہ کا کلام سنتے ہیں، پھر اسے بدل ڈالتے ہیں، اس کے بعد کہ اسے سمجھ چکے ہوتے ہیں اور وہ جانتے ہیں۔''

حافظ عبدالسلام بن محمد ﷾ تفسیر ابن کثیر اور قرطبی سے نقل کرتے ہیں:

''اس جگہ لفظ تحریف لفظی اور معنوی دونوں قسم کی تحریف کو شامل ہے۔ انھوں نے تورات کے الفاظ بھی بدل ڈالے تھے، مگر زیادہ تر غلط تاویلوں سے معانی تبدیل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ موجودہ یہود نے تورات کی ان آیات کو بدل ڈالا جن میں رسول اللہ ﷺ کے اوصاف کا ذکر تھا اور اپنے دل سے حرام کو حلال اور حلال کو حرام ٹھہرا لیا۔'' [ تفسیر القرآن الكريم : ١/٨٥ ]

## ⑯ غفلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَ سَمْعِهِمْ وَ أَبْصَارِهِمْ ۖ وَ أُولَٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُونَ ﴾ [ النحل : ١٠٨ ]

''یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں اور ان کے کانوں اور ان کی آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور یہی لوگ ہیں جو بالکل غافل ہیں۔''

## ⑰ اہل ایمان کے ساتھ غیظ و غضب:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ هٰٓأَنْتُمْ أُولَآءِ تُحِبُّونَهُمْ وَ لَا يُحِبُّونَكُمْ وَ تُؤْمِنُونَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَ إِذَا لَقُوكُمْ قَالُوٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَ إِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۚ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴾ [ آل عمران : ١١٩ ]

''دیکھو! تم وہ لوگ ہو کہ تم ان سے محبت رکھتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے اور تم ساری کتاب پر ایمان رکھتے ہو اور وہ جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم

ایمان لائے اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو تم پر غصے سے انگلیوں کی پوریں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں۔ کہہ دے اپنے غصے میں مر جاؤ، بے شک اللہ سینوں کی بات کو خوب جاننے والا ہے۔''

ان آیات میں منافقین کی اہل اسلام کے ساتھ دشمنی بیان کی جا رہی ہے اور ان کے غیظ وغضب کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

## ⑱ فسق و فجور:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اَمَّا الَّذِیْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَاۤ اُعِیْدُوْا فِیْهَا وَ قِیْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ﴾

[ السجدة : ٢٠ ]

''اور رہے وہ لوگ جنھوں نے نافرمانی کی تو ان کا ٹھکانا آگ ہی ہے، جب کبھی چاہیں گے کہ اس سے نکلیں اس میں لوٹا دیے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا آگ کا وہ عذاب چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔''

یہاں پر ''فَسَقُوْا'' سے مراد کفار ہیں اور اللہ ان کے فسق و فجور اور اطاعت سے خروج کو بیان کر رہا ہے اور بتایا جا رہا ہے کہ کفار فساق و فجار ہیں۔

## ⑲ کتمانِ علم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِۨلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَ یَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا﴾ [ النساء : ٣٧ ]

''وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل کا حکم دیتے ہیں اور اسے چھپاتے ہیں جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دیا ہے اور ہم نے کافروں کے لیے رسوا

کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

اس آیت میں بخیل کے لیے کافر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور کتمان اس کا وصف ذکر کیا گیا ہے۔ یہود رسول اللہ ﷺ کی صفات و علامات لوگوں سے چھپاتے تھے اور کتمان علم کسی طرح بھی درست نہیں۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَ اِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَ قَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَ هُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ﴾ [ المائدة : ٦١ ]

"اور جب وہ تمھارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے، حالانکہ یقیناً وہ کفر کے ساتھ داخل ہوئے اور یقیناً اسی کے ساتھ وہ نکل گئے اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے جو وہ چھپاتے تھے۔"

یہاں پر بھی ان کے کتمان علم کا ذکر کیا گیا ہے حق بات کو چھپانا، یہ ان کا وصف ہے۔

## ⑳ حق سے کراہت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَ يُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ [ الأنفال : ٨ ]

"تاکہ وہ حق کو سچا کر دے اور باطل کو جھوٹا کر دے، خواہ مجرم ناپسند ہی کریں۔"

نیز فرمایا:

﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ يَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾ [ التوبة : ٣٢، ٣٣ ]

"وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ نہیں مانتا مگر یہ کہ اپنے نور کو پورا کرے، خواہ کافر لوگ برا جانیں۔ وہی ہے جس نے اپنا رسول

ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا، تا کہ اسے ہر دین پر غالب کر دے، خواہ مشرک لوگ برا جانیں۔''

معلوم ہوا کہ مجرمین اور کفار ومشرکین حق بات کو کبھی پسند نہ کرتے تھے اور اللہ کے دین کے نور کو بجھانے کی فکر میں رہتے تھے اور آج بھی قرآن مجید اور رسول کریم ﷺ کی اہانت کا فر اسی فکر کے ساتھ کرتے ہیں کہ اس کا دنیا میں پھیلاؤ ان کی طبیعتوں پر ناگوار گزرتا ہے اور حق سے کراہت ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔

## ⑳ اہل ایمان کے خلاف خفیہ سازشیں :

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۖ وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا ۖ وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ۗ إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ﴾

[ آل عمران : ١٢٠ ]

''اگر تمھیں کوئی بھلائی پہنچے تو انھیں بری لگتی ہے اور اگر تمھیں کوئی تکلیف پہنچے تو اس پر خوش ہوتے ہیں اور اگر تم صبر کرو اور ڈرتے رہو تو ان کی خفیہ تدبیر تمھیں کچھ نقصان نہیں پہنچائے گی۔ بے شک اللہ، وہ جو کچھ کرتے ہیں اس کا احاطہ کرنے والا ہے۔''

جہاں اس آیت میں مسلمانوں کو کفار کے مکر وفریب اور ان کی خفیہ سازشوں سے بچاؤ کا درس دیا جا رہا ہے وہاں پر کافروں کی یہ صفت بھی عیاں ہو رہی ہے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف خفیہ حربے استعمال کرتے ہیں اور ان کی خفیہ ایجنسیاں متحرک رہتی ہیں اور اس وقت بھی یہ بات کسی ذی شعور سے مخفی نہیں ہے جو کچھ ''را''، ''موساد'' اور ''سی آئی اے'' وغیرہ کفار کی ایجنسیاں کرتوت کر رہی ہیں۔

## ㉒ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی معصیت :

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّى بِهِمُ الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ اللّٰهَ حَدِيثًا﴾ [ النساء : ٤٢ ]

''اس دن وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اور رسول کی نافرمانی کی، چاہیں گے کاش! ان پر زمین برابر کر دی جائے اور وہ اللہ سے کوئی بات نہیں چھپائیں گے۔''

اور فرمایا:

﴿لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ﴾ [ المائدة : ٧٨ ]

''وہ لوگ جنھوں نے بنی اسرائیل میں سے کفر کیا، ان پر داود اور مسیح ابن مریم کی زبان پر لعنت کی گئی۔ یہ اس لیے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے گزرتے تھے۔''

معلوم ہوا کفار و مشرکین اللہ اور اس کے رسولوں کی معصیت اور نافرمانی شروع سے کرتے چلے آ رہے ہیں۔

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ [ الأنفال : ١٣ ]

''یہ اس لیے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے تو بے شک اللہ بہت سخت عذاب والا ہے۔''

## ㉓ مکر و فریب:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ أَكَابِرَ مُجْرِمِيهَا لِيَمْكُرُوا فِيهَا وَمَا يَمْكُرُونَ إِلَّا بِأَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝ وَإِذَا جَاءَتْهُمْ آيَةٌ قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ

مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ﴾ [ الأنعام : ۱۲۳، ۱۲۴ ]

''اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں سب سے بڑے اس کے مجرموں کو بنا دیا، تاکہ وہ اس میں مکروفریب کریں اور وہ مکروفریب نہیں کرتے مگر اپنے ساتھ ہی اور وہ شعور نہیں رکھتے۔ اور جب ان کے پاس کوئی نشانی آتی ہے تو کہتے ہیں ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے، یہاں تک کہ ہمیں اس جیسا دیا جائے جو اللہ کے رسولوں کو دیا گیا، اللہ زیادہ جاننے والا ہے جہاں وہ اپنی رسالت رکھتا ہے۔ عنقریب ان لوگوں کو جنھوں نے جرم کیے، اللہ کے ہاں بڑی ذلت پہنچے گی اور بہت سخت عذاب، اس وجہ سے کہ وہ فریب کیا کرتے تھے۔''

اسی طرح فرمایا:

﴿وَ اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَ يَمْكُرُوْنَ وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ﴾ [ الأنفال : ۳۰ ]

''اور جب وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، تیرے خلاف خفیہ تدبیریں کر رہے تھے، تاکہ تجھے قید کر دیں، یا تجھے قتل کر دیں، یا تجھے نکال دیں اور وہ خفیہ تدبیر کر رہے تھے اور اللہ بھی خفیہ تدبیر کر رہا تھا اور اللہ سب خفیہ تدبیر کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَ اِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْۤ اٰيَاتِنَا ؕ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ؕ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ﴾ [ يونس : ۲۱ ]

''اور جب ہم لوگوں کو کوئی رحمت چکھاتے ہیں، کسی تکلیف کے بعد، جو انھیں پہنچی ہو، تو اچانک ان کے لیے ہماری آیات کے بارے میں کوئی نہ کوئی چال ہوتی ہے۔ کہہ دے اللہ چال میں زیادہ تیز ہے۔ بے شک ہمارے بھیجے ہوئے لکھ

رہے ہیں جو تم چال چلتے ہو۔''

مذکورہ بالا آیات بینات میں کافروں کی ایک صفت مکر وفریب بیان ہو رہی ہے وہ اپنی خفیہ مجلسوں میں مسلمانوں کے خلاف مکر وفریب کی چالیں چلنے میں لگے رہتے ہیں جیسے کفار مکہ دار الندوہ میں رسول اللہ ﷺ کو قید یا قتل کرنے یا مکہ سے نکالنے کی سازش کرتے رہے۔

## ۲۴ خیر سے منع کرنا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيبٍ﴾ [ ق : ٢٥ ]

''جو خیر کو بہت روکنے والا، حد سے گزرنے والا، شک کرنے والا ہے۔''

اور فرمایا:

﴿مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ﴾ [ القلم : ١٢ ]

''خیر کو بہت روکنے والا، حد سے بڑھنے والا سخت گناہ گار ہے۔''

معلوم ہوا کفار ومشرکین خیر کے کاموں میں رکاوٹ کھڑی کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔ عصر حاضر میں بھی یہ لوگ کوشش کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی این جی اوز اور فلاحی اداروں کو کام سے روکا جائے اور ان کے راستے میں طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کی جائیں اور ان پر پابندیاں لگوائی جائیں۔

## ۲۵ کفرانِ نعمت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ﴾

[ إبراهيم : ٢٨ ]

''کیا تم نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جنھوں نے اللہ کی نعمت کو ناشکری سے

بدل دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں لا اتارا۔"

اور فرمایا:

﴿يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَ اَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ [ النحل : ٨٣ ]

"وہ اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہیں، پھر اس کا انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر ناشکرے ہیں۔"

ایک مقام پر فرمایا:

﴿وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىِٕنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ﴾ [ النحل : ١١٢ ]

"اور اللہ نے ایک بستی کی مثال بیان کی جو امن والی، اطمینان والی تھی، اس کے پاس اس کا رزق کھلا ہر جگہ سے آتا تھا، تو اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے اسے بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا، اس کے بدلے جو وہ کیا کرتے تھے۔"

اللہ تعالیٰ کفار کو بھی دنیا کے اموال و متاع سے نوازتا ہے اور ان کی نیکیوں کا بدلا انھیں دنیا میں دیتا ہے لیکن پھر بھی وہ اللہ کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتے اور کفرانِ نعمت پر ڈٹے رہتے ہیں۔

## ۲۶ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗۤ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [ البقرة : ٨٠ ]

"اور انھوں نے کہا ہمیں آگ ہرگز نہیں چھوئے گی مگر گنے ہوئے چند دن۔ کہہ دے کیا تم نے اللہ کے پاس کوئی عہد لے رکھا ہے تو اللہ کبھی اپنے عہد کے خلاف

نہیں کرے گا، یا تم اللہ پر وہ بات کہتے ہو جو تم نہیں جانتے۔"

اور فرمایا:

﴿وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَ لَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ وَّ مَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ تَرٰۤی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ﴾

[الأنعام : ٩٣]

"اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے، یا کہے میری طرف وحی کی گئی ہے، حالانکہ اس کی طرف کوئی چیز وحی نہیں کی گئی اور جو کہے میں (بھی) ضرور اس جیسا نازل کروں گا جو اللہ نے نازل کیا۔ اور کاش! تو دیکھے جب ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوتے ہیں اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں، نکالو اپنی جانیں، آج تمھیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا، اس کے بدلے جو تم اللہ پر ناحق (باتیں) کہتے تھے اور تم اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے۔"

مزید فرمایا:

﴿وَ كَذٰلِكَ زَیَّنَ لِكَثِیْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِیُرْدُوْهُمْ وَ لِیَلْبِسُوْا عَلَیْهِمْ دِیْنَهُمْ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَ مَا یَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَ قَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ ۖۗ لَّا یَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَ اَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَ اَنْعَامٌ لَّا یَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهَا افْتِرَآءً عَلَیْهِ ؕ سَیَجْزِیْهِمْ بِمَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَ قَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَ مُحَرَّمٌ عَلٰۤی اَزْوَاجِنَا ۚ وَ اِنْ یَّكُنْ مَّیْتَةً فَهُمْ فِیْهِ شُرَكَآءُ ؕ سَیَجْزِیْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۳۹﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَی اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ﴾

[الأنعام : ١٣٧ تا ١٤٠]

”اور اسی طرح بہت سے مشرکوں کے لیے اپنی اولاد کو مار ڈالنا ان کے شریکوں نے خوش نما بنا دیا، تاکہ وہ انھیں ہلاک کریں اور تاکہ وہ ان پر ان کا دین خلط ملط کریں اور اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے۔ پس چھوڑ انھیں اور جو وہ جھوٹ باندھتے ہیں۔ اور انھوں نے کہا یہ چوپائے اور کھیتی ممنوع ہیں، انھیں اس کے سوا کوئی نہیں کھائے گا جسے ہم چاہیں گے، ان کے خیال کے مطابق اور کچھ چوپائے ہیں جن کی پیٹھیں حرام کی گئی ہیں اور کچھ چوپائے ہیں جن پر وہ اللہ کا نام نہیں لیتے، اس پر جھوٹ باندھتے ہوئے۔ عنقریب وہ انھیں اس کی جزا دے گا جو وہ جھوٹ باندھتے تھے۔ اور انھوں نے کہا جو ان چوپاؤں کے پیٹ میں ہے وہ خالص ہمارے مردوں کے لیے ہے اور ہماری بیویوں پر حرام کیا ہوا ہے اور اگر وہ مردہ ہو تو وہ سب اس میں شریک ہیں۔ عنقریب وہ انھیں ان کے کہنے کی جزا دے گا۔ بے شک وہ کمال حکمت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ بے شک ان لوگوں نے خسارہ اٹھایا جنھوں نے اپنی اولاد کو بے وقوفی سے کچھ جانے بغیر قتل کیا اور اللہ نے انھیں جو کچھ دیا تھا اسے اللہ پر جھوٹ باندھتے ہوئے حرام ٹھہرا لیا۔ یقیناً وہ گمراہ ہو گئے اور ہدایت پانے والے نہ ہوئے۔“

اسی طرح فرمایا:

﴿فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَ شَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ﴾ [الأعراف : ٣٧]

”پھر اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے، یا اس کی آیات کو جھٹلائے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھیں لکھے ہوئے میں سے ان کا حصہ ملے گا، یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے آئیں گے، جو انھیں قبض کریں

گے تو کہیں گے کہاں ہیں وہ جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے تھے؟ کہیں گے وہ ہم سے گم ہو گئے اور وہ اپنے آپ پر شہادت دیں گے کہ وہ کافر تھے۔''

اور فرمایا:

﴿قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِیُّ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ۝ مَتَاعٌ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِیْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِیْدَ بِمَا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ﴾ [ یونس : ٦٨ تا ٧٠ ]

''انھوں نے کہا اللہ نے کوئی اولاد بنا رکھی ہے وہ پاک ہے وہی بے پروا ہے، اسی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے تمھارے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں کیا تم اللہ پر وہ کہتے ہو جو نہیں جانتے۔ کہہ دیجیے بے شک جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پائیں گے۔ دنیا میں تھوڑا سا فائدہ ہے پھر ہماری ہی طرف ان کا لوٹنا ہے پھر ہم انھیں بہت سخت عذاب چکھائیں گے اس کی وجہ سے جو وہ کفر کرتے تھے۔''

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے کفار کے اللہ پر جھوٹ باندھنے کو تفصیلاً بیان کر دیا ہے کہ وہ لوگ اللہ کی مخلوق کو اس کی اولاد بنا کر اس کے ذمے ایسی باتیں لگاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لائق نہیں ہیں۔ معلوم ہوا کہ کفار اللہ پر جھوٹ باندھنے میں بھی کس قدر دیدہ دلیری سے کام لیتے ہیں۔

## ﴿٢٧﴾ اللہ کے حکم کے بغیر تحکیم کرنا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًی وَّ نُوْرٌ ۚ یَحْكُمُ بِهَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ هَادُوْا وَ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا عَلَیْهِ

شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ اخْشَوْنِ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَ الْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَ الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَ الْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ [ المائدة : ٤٤، ٤٥ ]

''بے شک ہم نے تورات اتاری جس میں ہدایت اور روشنی تھی اس کے مطابق فیصلہ کرتے تھے انبیاء جو فرماں بردار تھے، ان لوگوں کے لیے جو یہودی بنے اور رب والے اور علماء اس لیے کہ وہ اللہ کی کتاب کے محافظ بنائے گئے تھے اور وہ اس پر گواہ تھے تو تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیات کے بدلے تھوڑی قیمت نہ لو اور جو اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہی لوگ کافر ہیں۔ اور ہم نے اس میں ان پر لکھ دیا کہ جان کے بدلے جان ہے اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور سب زخموں میں برابر بدلا ہے، پھر جو اس (قصاص) کا صدقہ کر دے تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے اور جو اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔''

مزید فرمایا:

﴿وَ لْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ [ المائدة : ٤٧ ]

''اور لازم ہے کہ انجیل والے اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے اس میں نازل کیا ہے اور جو اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہی لوگ نافرمان ہیں۔''

معلوم ہوا کہ اللہ کے نازل کردہ احکام کے خلاف فیصلے کرنا بھی کفر کی ایک صورت ہے اور اس کی مختلف شکلیں ہیں، جن کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی اور تکفیریوں کے استدلال اور ان کی فکر کی بھی توضیح ہوگی۔ ان شاء اللہ

## کفر کی مختلف صورتیں:

کتاب وسنت کی نصوص پر غور و خوض کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کفر کئی صورتوں میں رونما ہوتا ہے جس کی مختصر سی جھلک درج ذیل نکات کی صورت میں کی جا رہی ہے:

① **ارتداد:**

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۭ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۭ وَ صَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌۢ بِهٖ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۤ وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَ الْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۭ وَ لَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ۭ وَ مَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ [ البقرة : ٢١٧ ]

”وہ تجھ سے حرمت والے مہینے کے متعلق اس میں لڑنے کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دے اس میں لڑنا بہت بڑا ہے اور اللہ کے راستے سے روکنا اور اس سے کفر کرنا اور مسجد حرام سے (روکنا) اور اس کے رہنے والوں کو اس سے نکالنا، اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ بڑا ہے۔ اور فتنہ قتل سے زیادہ بڑا ہے اور وہ تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تمھیں تمھارے دین سے پھیر دیں، اگر کر سکیں، اور تم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے، پھر اس حال میں مرے کہ وہ کافر ہو تو یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور یہی

لوگ آگ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔"

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا ۚ وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا ۚ وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ خَيْرًا لَهُمْ ۖ وَإِنْ يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ﴾ [التوبة : ٧٤]

"وہ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے بات نہیں کہی، حالانکہ بلاشبہ یقیناً انھوں نے کفر کی بات کہی اور اپنے اسلام کے بعد کفر کیا اور اس چیز کا ارادہ کیا جو انھوں نے نہیں پائی اور انھوں نے انتقام نہیں لیا مگر اس کا کہ اللہ اور اس کے رسول نے انھیں اپنے فضل سے غنی کر دیا پس اگر وہ توبہ کر لیں تو ان کے لیے بہتر ہو گا اور اگر منہ پھیر لیں تو اللہ انھیں دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب دے گا اور ان کے لیے زمین میں نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی مددگار۔"

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ﴾ [النحل : ١٠٦، ١٠٧]

"جو شخص اللہ کے ساتھ کفر کرے اپنے ایمان کے بعد، سوائے اس کے جسے مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو اور لیکن جو کفر کے لیے سینہ کھول دے تو ان لوگوں پر اللہ کا بڑا غضب ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔ یہ اس لیے کہ بے شک انھوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں محبوب رکھا اور اس لیے کہ بے شک اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

② شرک:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ﴾ [ الأنعام : ١ ]

''سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیروں اور روشنی کو بنایا، پھر (بھی) وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، اپنے رب کے ساتھ برابر ٹھہراتے ہیں۔''

اس کی مزید تفصیل راقم کی کتاب ''کلمہ گو مشرک'' میں ملاحظہ کریں۔

③ اللہ کی راہ سے روکنا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَ سَعٰى فِيْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَاۤ اِلَّا خَآئِفِيْنَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ [ البقرة : ١١٤ ]

''اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں سے منع کرے کہ ان میں اس کا نام لیا جائے اور ان کی بربادی کی کوشش کرے؟ یہ لوگ، ان کا حق نہ تھا کہ ان میں داخل ہوتے مگر ڈرتے ہوئے۔ ان کے لیے دنیا ہی میں ایک رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔''

اسی طرح فرمایا:

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَ صَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌۢ بِهٖ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ الْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ وَ لَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ

الْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَ لَا یَزَالُوْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰی یَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِیْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَ مَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَیَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ وَ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ [ البقرة : ٢١٧ ]

''وہ تجھ سے حرمت والے مہینے کے متعلق اس میں لڑنے کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دے اس میں لڑنا بہت بڑا ہے اور اللہ کے راستے سے روکنا اور اس سے کفر کرنا اور مسجد حرام سے (روکنا) اور اس کے رہنے والوں کو اس سے نکالنا اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ بڑا ہے اور فتنہ قتل سے زیادہ بڑا ہے۔ اور وہ تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تمھیں تمھارے دین سے پھیر دیں، اگر کر سکیں، اور تم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے، پھر اس حال میں مرے کہ وہ کافر ہو تو یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور یہی لوگ آگ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔''

ایک مقام پر فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَیُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَیْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ ۬ؕ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰی جَهَنَّمَ یُحْشَرُوْنَ﴾

[ الأنفال : ٣٦ ]

''بے شک جن لوگوں نے کفر کیا وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں تا کہ اللہ کے راستے سے روکیں، پس عنقریب وہ انھیں خرچ کریں گے، پھر وہ ان پر افسوس کا باعث ہوں گے پھر وہ مغلوب ہوں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ جہنم کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے۔''

مزید فرمایا:

﴿وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بَطَرًا وَّ رِئَآءَ النَّاسِ وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ

سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴾ [ الأنفال : ٤٧ ]

''اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے اکڑتے ہوئے اور لوگوں کو دکھاوا کرتے ہوئے نکلے اور وہ اللہ کے راستے سے روکتے تھے اور اللہ اس کا جو وہ کر رہے تھے، احاطہ کرنے والا تھا۔''

اور فرمایا:

﴿ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴾

[ هود : ١٨، ١٩ ]

''اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر کوئی جھوٹ باندھے؟ یہ لوگ اپنے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور گواہ کہیں گے یہ ہیں وہ لوگ جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا۔ سن لو! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی تلاش کرتے ہیں اور آخرت کے ساتھ کفر کرنے والے بھی وہی ہیں۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴾ [ محمد : ١ ]

''وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستے سے روکا، اس نے ان کے اعمال برباد کر دیے۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ؕ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴾ [ محمد : ٣٢ ]

''بے شک وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اور رسول کی مخالفت

کی، اس کے بعد کہ ان کے لیے سیدھا راستہ صاف ظاہر ہو گیا وہ ہرگز اللہ کا کچھ نقصان نہ کریں گے اور عنقریب وہ ان کے اعمال ضائع کر دے گا۔"

④ اللہ تعالیٰ سے محاربت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِى ٱلْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓا۟ أَوْ يُصَلَّبُوٓا۟ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَٰفٍ أَوْ يُنفَوْا۟ مِنَ ٱلْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْىٌ فِى ٱلدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِى ٱلْءَاخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾

[ المائدة : ٣٣ ]

"ان لوگوں کی جزا جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد کی کوشش کرتے ہیں، یہی ہے کہ انھیں بری طرح قتل کیا جائے، یا انھیں بری طرح سولی دی جائے، یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مختلف سمتوں سے بری طرح کاٹے جائیں، یا انھیں اس سرزمین سے نکال دیا جائے۔ یہ ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔"

اور فرمایا:

﴿إِذْ يُوحِى رَبُّكَ إِلَى ٱلْمَلَٰٓئِكَةِ أَنِّى مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا۟ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ۚ سَأُلْقِى فِى قُلُوبِ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ٱلرُّعْبَ فَٱضْرِبُوا۟ فَوْقَ ٱلْأَعْنَاقِ وَٱضْرِبُوا۟ مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿١٢﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَآقُّوا۟ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ ۚ وَمَن يُشَاقِقِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَإِنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلْعِقَابِ ﴿١٣﴾ ذَٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكَٰفِرِينَ عَذَابَ ٱلنَّارِ﴾ [ الأنفال : ١٢ تا ١٤ ]

"جب تیرا رب فرشتوں کی طرف وحی کر رہا تھا کہ بے شک میں تمھارے ساتھ ہوں، پس تم ان لوگوں کو جمائے رکھو جو ایمان لائے ہیں عنقریب میں ان لوگوں کے دلوں میں جنھوں نے کفر کیا، رعب ڈال دوں گا۔ پس ان کی گردنوں کے اوپر ضرب لگاؤ اور ان کے ہر ہر پور پر ضرب لگاؤ۔ یہ اس لیے کہ بے شک انھوں

نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے تو بے شک اللہ بہت سخت عذاب والا ہے۔ یہ ہے! سو اسے چکھو اور (جان لو) کہ بے شک کافروں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔''

ایک مقام پر فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ كُبِتُوا كَمَا كُبِتَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ قَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۚ وَ لِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ﴾ [المجادلة : ٥]

''بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں، وہ ذلیل کیے جائیں گے، جیسے وہ لوگ ذلیل کیے گئے جو ان سے پہلے تھے اور بلاشبہ ہم نے واضح آیات نازل کی ہیں اور کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔''

مزید فرمایا:

﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَ رَسُولَهُ ۖ وَ مَنْ يُشَاقِّ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾
[الحشر : ٤]

''یہ اس لیے کہ بے شک انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ کی مخالفت کرے تو بے شک اللہ بہت سخت عذاب والا ہے۔''

⑤ رسول اللہ ﷺ سے محاربت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَ نُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَ سَاءَتْ مَصِيرًا﴾ [النساء : ١١٥]

''اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے اس کے بعد کہ اس کے لیے ہدایت خوب واضح ہو چکی اور مومنوں کے راستے کے سوا (کسی اور) کی پیروی کرے ہم اسے جہنم میں جھونکیں گے اور وہ بری لوٹنے کی جگہ ہے۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾

[ المائدة : ٣٣ ]

''ان لوگوں کی جزا جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد کی کوشش کرتے ہیں یہی ہے کہ انھیں بری طرح قتل کیا جائے یا انھیں بری طرح سولی دی جائے، یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مختلف سمتوں سے بری طرح کاٹے جائیں یا انھیں اس سرزمین سے نکال دیا جائے، یہ ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔''

اور فرمایا:

﴿ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓىِٕكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَ اضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ مَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَ اَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ﴾ [ الأنفال : ١٤ ]

''جب تیرا رب فرشتوں کی طرف وحی کر رہا تھا کہ بے شک میں تمھارے ساتھ ہوں، پس تم ان لوگوں کو جمائے رکھو جو ایمان لائے ہیں عنقریب میں ان لوگوں کے دلوں میں جنھوں نے کفر کیا، رعب ڈال دوں گا۔ پس ان کی گردنوں کے اوپر ضرب لگاؤ اور ان کے ہر ہر پور پر ضرب لگاؤ۔ یہ اس لیے کہ بے شک انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے تو بے شک اللہ بہت سخت عذاب والا ہے۔ یہ ہے! سو اسے چکھو اور (جان لو) کہ بے شک کافروں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ﴾ [ التوبة : ٦٣ ]

''کیا انھوں نے نہیں جانا کہ بے شک حقیقت یہ ہے کہ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرے تو بے شک اس کے لیے جہنم کی آگ ہے، اس میں ہمیشہ رہنے والا ہے، یہی بہت بڑی رسوائی ہے۔''

ایک مقام پر فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ شَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا وَ سَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ﴾ [ محمد : ٣٢ ]

''بے شک وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اور رسول کی مخالفت کی، اس کے بعد کہ ان کے لیے سیدھا راستہ صاف ظاہر ہو گیا، وہ ہرگز اللہ کا کچھ نقصان نہ کریں گے اور عنقریب وہ ان کے اعمال ضائع کر دے گا۔''

معلوم ہوا کہ کفر کبھی ارتداد کی صورت میں اور کبھی کفر شرک کی صورت میں اور کبھی اللہ، اس کے رسول اور اہل ایمان کے ساتھ محاربت کی صورت میں رونما ہوتا ہے۔

## حکم کے اعتبار سے کفر کی انواع:

کفر اپنے مزاج کے اعتبار سے دو بڑی قسموں میں تقسیم ہوتا ہے:

① کفر اکبر، جس کا مرتکب دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

② کفر اصغر، جس کا مرتکب دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوتا ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ راقم ہیں:

''فأما الكفر فنوعان : كفر أكبر وكفر أصغر فالكفر الأكبر : هو الموجب للخلود في النار والأصغر : موجب لاستحقاق الوعيد دون الخلود.'' [ مدارج السالكين، ص : ٢١١ ط دار الكتب العلمية بيروت، ص : ٢/ ٩٠٠، ٩٠١ ط دار الصميعي ]

''بہر حال کفر کی دو انواع ہیں: کفر اکبر اور کفر اصغر۔ کفر اکبر جہنم میں ہمیشگی کو واجب کر دیتا ہے اور کفر اصغر وعید کو واجب کرتا ہے جہنم میں دوام اور ہمیشگی کو نہیں۔''

پھر کفر اصغر کی مثالوں میں یہ احادیث بیان کیں:

《لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَإِنَّهُ كُفْرٌ بِكُمْ》

''تم اپنے آباؤ اجداد سے منہ نہ پھیرو، یقیناً یہ تمھارا کفر ہے۔''

《اِثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةُ》

''دو چیزیں میری امت میں ایسی ہیں جو کفر ہیں: حسب ونسب میں طعن کرنا اور نوحہ کرنا۔''

《مَنْ أَتَى امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ》

''جس شخص نے اپنی بیوی کی دبر میں جماع کیا، تحقیق اس نے جو محمد ﷺ پر نازل کیا گیا اس کے ساتھ کفر کیا۔''

《مَنْ أَتَى عَرَّافًا أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ》

''جو شخص کسی کاہن یا نجومی کے پاس آیا پھر جو اس نے کہا اس کی تصدیق بھی کی تو بلاشبہ اس شخص نے جو محمد ﷺ پر نازل کیا گیا اس کے ساتھ کفر کیا۔''

《لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ》

''تم میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔''

پھر لکھتے ہیں:

"وهذا تأويل ابن عباس وعامة الصحابة في قوله تعالٰى: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ [ المائدة : ٤٤ ] قال ابن عباس: "ليس بكفر ينقل عن الملة بل إذا فعله فهو به كفر وليس

كمن كفر بالله واليوم الآخر." وكذلك قال طاؤس وقال عطاء :
"هو كفر دون كفر وظلم دون ظلم وفسق دون فسق."

[ مدارج السالكين، ص : ٢١١ ط۔ دار الكتب العلمية : ٩٠٣،٩٠١/٢ ط۔ دار الصميعي، نیز دیکھیں "كتاب الصلاة وحكم تاركها" لابن قيم، ص : ٤٨، ٤٩ ط۔ دار ابن كثير بيروت اور "التحذير من فتنة التكفير" للشيخ الامام الالباني، ص : ٦١ ]

''اس آیت کریمہ کے بارے میں یہ ابن عباس اور عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تفسیر ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ ایسا کفر نہیں ہے جو ملت سے خارج کر دے بلکہ وہ تو ایک کفریہ عمل کرتا ہے نہ کہ اس شخص کی طرح جو اللہ اور یوم آخرت کا انکاری ہے۔ اسی طرح طاؤس اور عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے مراد کفر دون کفر، ظلم دون ظلم اور فسق دون فسق ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وأما الكفر الأكبر فخمسة أنواع: كفر تكذيب وكفر استكبار وإباء مع التصديق وكفر إعراض وكفر شك وكفر نفاق."

[ مدارج السالكين، ص : ٢١٢ و ٢/ ٩٠٦ ط۔ دار الصميعي ]

''کفر اکبر کی پانچ انواع ہیں: کفر تکذیب، کفر استکبار اور تصدیق کے باوجود انکار، کفر اعراض، کفر شک اور کفر نفاق۔

پھر لکھتے ہیں:

"فأما كفر التكذيب : فهو اعتقاد كذب الرسل وهذا القسم قليل في الكفار فإن الله تعالى أيد رسله وأعطاهم من البراهين والآيات على صدقهم ما أقام به الحجة وأزال به المعذرة قال الله تعالى عن فرعون وقومه: ﴿وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا﴾

[ النمل : ١٤ ] وقال لرسوله : ﴿ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ﴾ [ الأنعام : ٣٣ ] وإن سمى هذا كفر تكذيب أيضا فصحيح إذ هو تكذيب باللسان."

"بہرحال کفر تکذیب رسولوں کی تکذیب کا عقیدہ رکھنا ہے اور یہ قسم کفار میں بہت تھوڑی ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کی تائید کی اور ان کی سچائی پر انھیں براہین ومعجزات عطا کیے جن کے ساتھ حجت قائم کی اور عذر دور کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کے بارے میں فرمایا: "اور انھوں نے ظلم اور تکبر کی وجہ سے انکار کر دیا حالانکہ ان کے دل ان کا اچھی طرح یقین کر چکے تھے، پس دیکھ فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا۔"

اور اپنے رسول ﷺ سے فرمایا:

"تو بے شک وہ تجھے نہیں جھٹلاتے اور لیکن ظالم اللہ کی آیات ہی کا انکار کرتے ہیں۔" اگر اس قسم کا نام کفر تکذیب ہی رکھا جائے تو صحیح ہوگا جبکہ یہ زبان کے ساتھ تکذیب ہے۔"

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے جسے کفر تکذیب کہا ہے اسے دیگر کئی علماء کفر انکار بھی کہتے ہیں۔

امام بغوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"والكفر على أربعة أنحاء: كفر إنكار، وكفر جحود، وكفر عناد، وكفر نفاق. فكفر الإنكار: أن لا يعرف الله أصلا ولا يعترف به، وكفر به." [ معالم التنزيل المعروف بتفسير البغوي : ٤٨١ تحت آيت البقرة : ٦ ]

"کفر چار اقسام پر مشتمل ہے: اول: کفر انکار، دوم: کفر جحود، سوم: کفر عناد، چہارم: کفر نفاق۔ تو کفر انکار یہ ہے کہ آدمی اصلاً اللہ تعالیٰ کی پہچان ہی نہ کرے اور نہ اس کا اقرار کرے اور اس کا انکار کر دے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ کے ہاں کفر تکذیب انبیاء و رسل علیہم السلام کے جھوٹے ہونے کا عقیدہ رکھنا ہے۔ تکذیب کا مرجع انکار قلب اور رسولوں کی صداقت کی معرفت نہ رکھنا ہے اور زبان کی تکذیب معرفت قلبی نہ ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔

امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وسبب الإنكار باللسان هوالإنكار بالقلب."

''زبان کے ساتھ انکار کا سبب انکار قلبی ہے۔''

تمام علماء کی تعبیرات ایک اصل کی طرف لوٹتی ہیں اور وہ کفر کی اس نوع کی حقیقت ہے، یعنی کافر کی جہالت اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے بارے اس کی عدم معرفت، جس نے اس کے کفر کی وجہ اور سبب کی طرف دیکھا تو اس نے اسے جہل کا نام دیا، جس نے اس کے دل کے ساتھ قائم ہونے کی طرف نظر کی اس نے اسے کفر انکار کا نام دیا اور جس نے اس کے زبان کے ساتھ قائم ہونے کو دیکھا اس نے اسے تکذیب سے تعبیر کر دیا۔

چونکہ ہماری یہ تحریر کفر کی اس قسم سے متعلق ہے جس پر ہمارے تکفیری مسائل کا دارومدار ہے، لہٰذا ہم اس کے بارے میں ہی تفصیل سے بات کریں گے۔ اس کفر اکبر کی چھ مختلف صورتیں ہیں اور اس تقسیم کی بنیاد ہمارے معاشرے میں پائے جانے والے لوگوں کے مختلف رویوں پر ہے کہ وہ اسلام کی تعلیمات کے مقابلہ میں کس قسم کا طرز عمل اختیار کرتے ہیں اسی اعتبار سے کفر کا تعین ہوتا ہے۔ یعنی کہیں ہم مکمل انکار دیکھتے ہیں اور کہیں جزوی اور کہیں بعض مسائل کا انکار، تو ہر انکار کی ایک الگ کیفیت سامنے آتی ہے۔ اسی اعتبار سے وہ کفر کی قسم متصور ہوگی، لہٰذا وہ چھ صورتیں مندرجہ ذیل ہیں:

① کفر تکذیب ② کفر جحود ③ عناد ④ نفاق
⑤ کفر اعراض ⑥ کفر شک

## ① کفر تکذیب:

کفر تکذیب کا مفہوم یہ ہے کہ زبان اور دل سے حق کا انکار کیا جائے اور جو تعلیمات اسلام ہم تک نبی کریم ﷺ کے واسطے سے پہنچیں، انھیں قبول کرنے سے انکار کرنا کفر متصور ہوگا اور اس پر دونوں جہاں میں کفر کے احکام جاری و ساری ہوں گے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَ يَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَ لَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾

[ النمل : ۸۳، ۸٤ ]

”اور جس دن ہم ہر امت میں سے ایک جماعت اکٹھی کریں گے، ان لوگوں سے جو ہماری آیات کو جھٹلاتے تھے، پھر ان کی قسمیں بنائی جائیں گی۔ یہاں تک کہ جب وہ آجائیں گے تو فرمائے گا کیا تم نے میری آیات کو جھٹلا دیا، حالانکہ تم نے ان کا پورا علم حاصل نہ کیا تھا، یا کیا تھا جو تم کیا کرتے تھے؟“

یعنی مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیے جائیں گے، مثلاً زانیوں کا ٹولہ، شرابیوں کا ٹولہ وغیرہ، یا یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ ان کو روکا جائے گا یعنی ان کو ادھر ادھر اور آگے پیچھے ہونے سے روکا جائے گا اور سب کو ترتیب وار جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اور حجت کیا قائم ہوگی اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تم نے میری توحید اور دعوت کے دلائل کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی اور اس کے بغیر ہی میری آیات کو جھٹلاتے رہے اور آخر ایسا کون سا سبب تھا جس کی بنا پر تمھیں میری باتوں پر غور کرنے کا موقع ہی نہ ملا۔ [ تفسیر فتح القدیر للشوکاني، تفسیر سورة نمل، تحت آیة۔ تفسیر ابن کثیر، النمل : ۸۱ ۸٤، ٤/ ۱٥٤ ط۔ احیاء التراث العربی بیروت ]

اور ایک جگہ واضح فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾

[ البقرة : ٣٩ ]

''اور جنھوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا یہ لوگ آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔''

تکذیب کے مختلف پہلو اور صورتیں ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔ تفصیل کے لیے قرآن مجید کی درج ذیل آیات ملاحظہ کریں:

## اللہ کی آیات سے انکار اور اس کی جزا:

① ﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾

[ البقرة : ٣٩ ]

''اور جنھوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا یہ لوگ آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔''

② ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ۭ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ﴾

[ الأعراف : ٤٠ ]

''بے شک جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور انھیں قبول کرنے سے تکبر کیا، ان کے لیے نہ آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے، یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے اور ہم مجرموں کو اسی طرح بدلا دیتے ہیں۔''

③ ﴿سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ وَ اِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَ اِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَ اِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ كَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝ وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ لِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ [ الاعراف : ١٤٦، ١٤٧ ]

''عنقریب میں اپنی آیات سے ان لوگوں کو پھیر دوں گا جو زمین میں حق کے بغیر بڑے بنتے ہیں اور اگر ہر نشانی دیکھ لیں تو بھی اس پر ایمان نہیں لاتے اور اگر بھلائی کا راستہ دیکھ لیں تو اسے راستہ نہیں بناتے اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھیں تو اسے راستہ بنا لیتے ہیں، یہ اس لیے کہ انھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور وہ ان سے غافل تھے۔اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا ان کے اعمال ضائع ہوگئے، وہ اسی کا بدلا دیے جائیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔''

④ ﴿وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿١٠٣﴾ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿١٠٤﴾ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ﴾ [ المومنون : ١٠٣ تا ١٠٥ ]

''اور وہ شخص جس کے پلڑے ہلکے ہوگئے تو وہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنی جانوں کا نقصان کیا، جہنم ہی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ ان کے چہروں کو آگ جھلسائے گی اور وہ اس میں تیوری چڑھانے والے ہوں گے۔کیا میری آیتیں تم پر پڑھی نہ جاتی تھیں، تو تم انھیں جھٹلایا کرتے تھے؟''

⑤ ﴿اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿٢١﴾ لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًا ﴿٢٢﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿٢٣﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿٢٤﴾ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿٢٥﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿٢٦﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا﴾ [ النبا : ٢١ تا ٢٧ ]

''یقیناً جہنم ہمیشہ سے ایک گھات کی جگہ ہے۔ سرکشوں کے لیے ٹھکانہ ہے۔ وہ مدتوں اسی میں رہنے والے ہیں۔ نہ اس میں کوئی ٹھنڈ چکھیں گے اور نہ کوئی پینے کی چیز۔ مگر گرم پانی اور بہتی پیپ۔ پورا پورا بدلا دینے کے لیے۔ بلاشبہ وہ کسی حساب کی امید نہیں رکھتے تھے۔''

## آخرت سے انکار اور اس کی جزا:

① ﴿وَ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَ اَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَ يَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ﴾ [المومنون : ۳۳]

''اور اس کی قوم میں سے ان سرداروں نے جنھوں نے کفر کیا اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا اور ہم نے انھیں دنیا کی زندگی میں خوشحال رکھا تھا، کہا یہ نہیں ہے مگر تمھارے جیسا ایک بشر، جو اس میں سے کھاتا ہے جس میں سے تم کھاتے ہو اور اس میں سے پیتا ہے جو تم پیتے ہو۔''

② ﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَ هُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ﴾ [الأنعام : ۳۱]

''یقیناً خسارے میں رہے وہ لوگ جنھوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا، یہاں تک کہ جب ان کے پاس قیامت اچانک آ پہنچے گی، کہیں گے ہائے ہمارا افسوس! اس پر جو ہم نے اس میں کوتاہی کی اور وہ اپنے بوجھ اپنی پشتوں پر اٹھائیں گے، سن لو! برا ہے جو وہ بوجھ اٹھائیں گے۔''

③ ﴿وَ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ لِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ﴾ [الروم : ۱۶]

''اور رہ گئے وہ جنھوں نے کفر کیا اور ہماری آیات اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا تو وہ لوگ عذاب میں حاضر رکھے جائیں گے۔''

④ ﴿كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَ عَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ۝ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۝ وَ اَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ

حُسُوۡمًا ۙ فَتَرَى الۡقَوۡمَ فِيۡهَا صَرۡعٰى ۙ كَاَنَّهُمۡ اَعۡجَازُ نَخۡلٍ خَاوِيَةٍ ۚ فَهَلۡ تَرٰى لَهُمۡ مِّنۡۢ بَاقِيَةٍ﴾ [ الحاقة : ٤ تا ٨ ]

''ثمود اور عاد نے اس کھٹکھٹانے والی (قیامت) کو جھٹلا دیا۔ سو جو ثمود تھے وہ حد سے بڑھی ہوئی (آواز) کے ساتھ ہلاک کر دیے گئے۔ اور جو عاد تھے وہ سخت ٹھنڈی، تند آندھی کے ساتھ ہلاک کر دیے گئے، جو قابو سے باہر ہونے والی تھی۔ اس نے اسے ان پر سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل چلائے رکھا۔ سو تو ان لوگوں کو اس میں اس طرح (زمین پر) گرے ہوئے دیکھے گا جیسے وہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہوں۔ تو کیا تو ان کا کوئی بھی باقی رہنے والا دیکھتا ہے؟''

⑤ ﴿مَا سَلَكَكُمۡ فِىۡ سَقَرَ ۝ قَالُوۡا لَمۡ نَكُ مِنَ الۡمُصَلِّيۡنَ ۝ وَ لَمۡ نَكُ نُطۡعِمُ الۡمِسۡكِيۡنَ ۝ وَ كُنَّا نَخُوۡضُ مَعَ الۡخَآئِضِيۡنَ ۝ وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوۡمِ الدِّيۡنِ﴾

[ المدثر : ٤٢ تا ٤٦ ]

''تمھیں کس چیز نے سقر میں داخل کر دیا؟ وہ کہیں گے ہم نماز ادا کرنے والوں میں نہیں تھے۔ اور نہ ہم مسکین کو کھانا کھلاتے تھے۔ اور ہم بے ہودہ بحث کرنے والوں کے ساتھ مل کر فضول بحث کیا کرتے تھے۔ اور ہم جزا کے دن کو جھٹلایا کرتے تھے۔''

## رسولوں کا انکار اور اس کی جزا:

① ﴿وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ﴾

[ البقرة : ٣٩ ]

''اور جنھوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا یہ لوگ آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔''

② ﴿فَكَذَّبُوۡهُ فَنَجَّيۡنٰهُ وَمَنۡ مَّعَهٗ فِى الۡفُلۡكِ وَجَعَلۡنٰهُمۡ خَلٰٓئِفَ وَاَغۡرَقۡنَا الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانۡظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُنۡذَرِيۡنَ ۝ ثُمَّ بَعَثۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ

رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ [ يونس : ٧٣، ٧٤ ]

''پس انھوں نے اسے جھٹلا دیا تو ہم نے اسے نجات دی، اور ان کو بھی جو اس کے ساتھ تھے کشتی میں اور انھیں جانشین بنایا اور ان لوگوں کو غرق کر دیا جنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تھا، سو دیکھ ان لوگوں کا انجام کیسا ہوا جنھیں ڈرایا گیا تھا۔ پھر اس کے بعد ہم نے کئی پیغمبر ان کی قوم کی طرف بھیجے تو وہ ان کے پاس واضح دلائل لے کر آئے۔ سو وہ ہرگز ایسے نہ تھے کہ اس پر ایمان لاتے جسے اس سے پہلے جھٹلا چکے تھے، اسی طرح ہم حد سے گزرنے والوں کے دلوں پر مہر کر دیتے ہیں۔''

③ ﴿وَ لَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ۝۸۰ وَ اٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۙ۝۸۱ وَ كَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ۝۸۲ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ﴾ [ الحجر : ٨٠ تا ٨٣ ]

''اور بلا شبہ یقیناً حجر والوں نے رسولوں کو جھٹلا دیا۔ اور ہم نے انھیں اپنی نشانیاں دیں تو وہ ان سے منہ پھیرنے والے تھے۔ اور وہ پہاڑوں سے مکان تراشتے تھے اس حال میں کہ بے خوف تھے۔ پس انھیں صبح ہوتے ہی چیخ نے پکڑ لیا۔''

④ ﴿قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝۲۶ فَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَ وَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَ اَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَ لَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ﴾ [ المومنون : ٢٦، ٢٧ ]

''اس نے کہا اے میرے رب! میری مدد کر، اس لیے کہ انھوں نے مجھے جھٹلا دیا ہے۔ تو ہم نے اس کی طرف وحی کی کہ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بنا، پھر جب ہمارا حکم آ جائے اور تنور ابل پڑے تو ہر چیز میں سے

دو قسمیں (نر و مادہ) دونوں کو اور اپنے گھر والوں کو اس میں داخل کر لے، مگر ان میں سے وہ جس پر پہلے بات طے ہو چکی اور مجھ سے ان کے بارے میں بات چیت نہ کرنا جنھوں نے ظلم کیا، وہ یقیناً غرق کیے جانے والے ہیں۔"

## حق کا انکار اور اس کی جزا:

① ﴿فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ [ الأنعام : ٥ ]

"بے شک انھوں نے حق کو جھٹلا دیا، جب وہ ان کے پاس آیا، تو عنقریب ان کے پاس اس کی خبریں آ جائیں گی جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔"

② ﴿وَ كَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَ هُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ﴾ [ الأنعام : ٦٦ ]

"اور اسے تیری قوم نے جھٹلا دیا، حالانکہ وہی حق ہے، کہہ دے میں ہرگز تم پر کوئی نگہبان نہیں۔"

③ ﴿فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ [ الشعراء : ٦ ]

بے شک وہ جھٹلا چکے، سو ان کے پاس جلد ہی اس چیز کی خبریں آ جائیں گی جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔

④ ﴿وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ وَ لٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ [ الأعراف : ٩٦ ]

"اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور بچ کر چلتے تو ہم ضرور ان پر آسمان اور زمین سے بہت سی برکتیں کھول دیتے اور لیکن انھوں نے جھٹلایا تو ہم نے انھیں اس کی وجہ سے پکڑ لیا جو وہ کمایا کرتے تھے۔"

⑤ ﴿وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ﴾ [ العنكبوت : ٦٨ ]

”اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے، یا حق کو جھٹلا دے جب وہ اس کے پاس آئے، کیا ان کافروں کے لیے جہنم میں رہنے کی کوئی جگہ نہیں۔“

﴿فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَ كَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ﴾ [ الزمر : ٣٢ ]

”پھر اس سے زیادہ کون ظالم ہے جس نے اللہ پر جھوٹ بولا اور سچ کو جھٹلایا جب وہ اس کے پاس آیا، کیا ان کافروں کے لیے جہنم میں کوئی ٹھکانہ نہیں؟“

## نعمتوں کی تکذیب:

① ﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾ [ الرحمن : ١٣ ]

”تو تم اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟“

② ﴿وَ ذَرْنِيْ وَ الْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَ مَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا﴾ [ المزمل : ١١ ]

”اور چھوڑ مجھے اور ان جھٹلانے والوں کو جو خوشحال ہیں اور انھیں تھوڑی سی مہلت دے۔“

## قرآن مجید کی تکذیب:

① ﴿بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَ لَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [ يونس : ٣٩ ]

”بلکہ انھوں نے اس چیز کو جھٹلا دیا جس کے علم کا انھوں نے احاطہ نہیں کیا، حالانکہ اس کی اصل حقیقت ابھی ان کے پاس نہیں آئی تھی۔ اسی طرح ان لوگوں نے جھٹلایا جو ان سے پہلے تھے۔ سو دیکھ ظالموں کا انجام کیسا ہوا۔“

② ﴿فَذَرْنِيْ وَ مَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ [ القلم : ٤٤ ]

”کو جو اس بات کو جھٹلاتا ہے، ہم ضرور انھیں آہستہ آہستہ (ہلاکت کی طرف) اس

طرح سے لے جائیں گے کہ وہ نہیں جانیں گے۔"

③ ﴿وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ۩ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُكَذِّبُونَ﴾
[ الانشقاق : ۲۱، ۲۲ ]

"اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدہ نہیں کرتے۔ بلکہ وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا جھٹلاتے ہیں۔"

## ② کفر جحود:

کفر تکذیب میں دل اور زبان دونوں سے انکار تھا یہاں صرف زبان سے انکار ہے، یعنی دل سے تو اعتراف ہے لیکن زبان اس کی نفی کرتی ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وكفر الجحود هو أن يعرف الله تعالى بقلبه ولا يقر بلسانه."
[ معالم التنزيل : ۱/ ۴۸ ]

"کفر جحود یہ ہے کہ اللہ کو دل سے پہچانتا ہے اور اپنی زبان سے اقرار نہیں کرتا۔"

حافظ الحکمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وإن كتم الحق مع العلم بصدقه، فكفر الجحود والكتمان."
[ معارج القبول : ۲/ ۵۹۳ ]

"اور حق کی صداقت کو جانتے بوجھتے چھپائے تو کفر جحود و کتمان ہے۔"

علامہ ابن اثیر الجزری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"هو أن يعرف الله تعالى ولا يقر بلسانه." [ النهاية، ص : ۸۰۶ ]

"آدمی اللہ تعالیٰ کی پہچان کرے اور زبان سے اس کا اقرار نہ کرے۔"

بعض اوقات یہ نفی عمل تک بھی پہنچ جاتی ہے، یعنی زبان اور عمل دونوں ہی نفی میں شریک ہوتے ہیں۔ جیسے فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کفر اور یہود کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر اور قرآن مجید نے اسی کفر کو واضح کرتے ہوئے بیان کیا ہے:

﴿وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا﴾ [ النمل : ١٤ ]

''اور انھوں نے انکار کر دیا حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے صرف ظلم اور تکبر کی بنا پر۔''

یہ تھا کفر جحود کا مرکزی خیال کہ اعتراف قلبی کے باوجود انکار کر دیا صرف اور صرف تعصب اور غرور و تکبر کی وجہ سے۔ نیز اس سے اس بات کا بھی علم ہوا کہ ہمارے معاشرے میں برائیوں اور جرائم کے اہم اسباب میں سے تعصب اور ظلم بھی ہے بلکہ ہر برائی ظلم ہے، کیونکہ ظلم ہر چیز کو اس کے مناسب مکان پر نہ رکھنا ہے اور کفر سے بڑی برائی کون سی ہوگی کہ ہم اللہ تعالیٰ کا حق کسی اور کو دے دیں۔ [ اعاذنا اللّٰہ من ھذا ]

### ③ کفر عناد :

کفر عناد سے مراد حق کو ظاہری اور باطنی طور پر پہچاننا لیکن اس پر لبیک کہنے سے عار محسوس کرنا اور اس کی وجہ بغض، حسد وغیرہ ہوسکتی ہے کہ باوجود اس کے کہ حق کی تصدیق کی جارہی ہے لیکن زبانی تصدیق کرنا اور اس کا عملی مظہر اس کی مخالفت میں ہو تو یہ عملی مظہر اس کی تصدیق کی نفی کرتا ہے، جیسا کہ ابلیس ملعون ورجیم کا کفر تھا۔

قرآن مجید میں ہے :

﴿اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ [ البقرة : ٣٤ ]

''سوائے ابلیس کے اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور کافروں میں داخل ہوگیا۔''

ایک اور جگہ فرمایا :

﴿قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا﴾ [ الاسراء : ٦١ ]

''کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا۔''

اور فرمایا :

﴿قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ﴾

[ الحجر : ٣٣ ]

’’میں ایسا نہیں کہ اس انسان کو سجدہ کروں جسے تو نے کالی اور سڑی اور کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا ہے۔‘‘

یعنی شیطان نے انکار کیا تو اس کی وجہ حق کو تسلیم نہ کرنا نہیں تھی بلکہ وجہ انکار تخلیق آدم کا خاک سے ہونا، ان کا بشر ہونا بتایا جس سے ہم یہ بھی اخذ کر سکتے ہیں کہ انسان اور بشر کو اس کی بشریت کی بنا پر حقیر اور کم تر سمجھنا شیطان کا فلسفہ ہے، جو اہل حق کا عقیدہ نہیں ہو سکتا، کیونکہ اہل حق انبیاء علیہم السلام کی بشریت کے منکر نہیں، اس لیے ان کی بشریت کو خود قرآن مجید نے وضاحت سے بیان فرمایا اور اس سے ان کی عظمت اور شان میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

کفر جحود کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ’’الصارم المسلول‘‘ میں لکھتے ہیں:

”أن العبد إذا فعل الذنب مع اعتقاد أن الله حرمه عليه واعتقاد انقياده لله فيما حرمه وأوجبه فهذا ليس بكافر فأما إن اعتقد أن الله لم يحرمه أو أنه حرمه لكن امتنع من قبول هذا التحريم وأبى أن يذعن لله وينقاد فهو إما جاحد أو معاند ولهذا قالوا : من عصى مستكبرا كإبليس كفر بالاتفاق ومن عصى مشتهيا لم يكفر عند أهل السنة والجماعة وإنما يكفره الخوارج فإن العاصي المستكبر وإن كان مصدقا بأن الله ربه فإن معاندته له ومحادته تنافي هذا التصديق. وبيان هذا أن من فعل المحارم مستحلا لها فهو كافر بالإتفاق فإنه ما آمن بالقرآن من استحل محارمه.“

[ الصارم المسلول لابن تيمية، ص : ٥٦١ طـ نشر السنة ملتان، ٩٧٠/٣ طـ دار ابن حزم ]

’’بندہ جب اس عقیدے کے ساتھ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے کہ اللہ نے اسے مجھ پر حرام ٹھہرایا ہے اور اللہ کی منہیات و محرمات اور اس کے واجبات کی تعمیل مجھ پر فرض ہے تو ایسا شخص ہرگز کافر نہیں ہوتا۔ اور اگر اس کا عقیدہ یہ ہو کہ اس پر اللہ

نے اسے حرام نہیں کیا یا یہ کہ اس نے حرام تو کیا لیکن میں اس تحریم کی تعمیل نہیں کرسکتا اور اللہ کی اطاعت و انقیاد سے انکار کرے تو ایسا شخص یا تو منکر ہے یا معاند۔ اسی لیے علماء کہتے ہیں کہ جس شخص نے تکبر کی بنا پر ابلیس کی طرح اللہ کی نافرمانی کی، وہ اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک کافر نہیں ہوتا، البتہ خوارج اس کی تکفیر کرتے ہیں اس لیے کہ تکبر کی بنا پر نافرمانی کرنے والا اگرچہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ اللہ اس کا رب ہے مگر اس کی ضد اور عناد اس تصدیق کے منافی ہے تو اس کی توضیح یہ ہے کہ جو شخص حلال سمجھ کر محرمات کا ارتکاب کرتا ہے وہ بالاتفاق کافر ہے، کیونکہ جس نے قرآن کی محرمات کو حلال ٹھہرایا اس کا قرآن پر ایمان نہیں ہے۔ اور وہ شخص بھی اسی طرح ہے جو محرمات کو حلال سمجھتا ہے مگر ان کا ارتکاب نہیں کرتا۔ استحلال کے معنی اس عقیدے کے ہیں کہ اللہ نے ان کو حرام نہیں ٹھہرایا یا یہ کہ میں ان کی تحریم کا عقیدہ نہیں رکھتا۔ [الصارم المسلول اردو، ص : ٦٦٥،٦٦٦ ط۔ مكتبه قدوسيه ٢٠١١م]

کفر عناد بعض اوقات کھل کر سامنے نہیں آتا اس لیے اس کی مزید وضاحت کے لیے ہم آپ کے سامنے شیخ الاسلام کی ایک کتاب ''مجموع الفتاویٰ'' سے اقتباس پیش کرتے ہیں۔ شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ان لا يجحد وجوبها لكنه ممتنع من التزام فعلها كبرا أو حسدا أو بغضا لله ورسوله فيقول أعلم أن الله أوجبها على المسلمين والرسول صادق في تبليغ القرآن ولكنه ممتنع عن التزام الفعل استكبارا أو حسدا للرسول أو عصبية لدينه أو بغضا لما جاء به الرسول فهذا أيضا كافر بالاتفاق فان إبليس لما ترك السجود المأمور به لم يكن جاحدا للإيجاب فإن الله تعالىٰ باشره بالخطاب وإنما أبى واستكبر وكان من الكافرين وكذلك أبو

طالب كان مصدقا للرسول فيما بلغه لكنه ترك اتباعه حمية لدينه وخوفا من عار الانقياد." [مجموع الفتاوی لابن تیمیة : ۲۰/۹۷، ۹۸]

''یعنی وہ نماز کے وجوب کا انکار نہیں کرتا لیکن اس کے نزدیک اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ تکبر، حسد اور اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ بغض ہے، پس وہ کہتا ہے کہ میں جانتا ہوں اس کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر واجب کیا ہے اور رسول کریم ﷺ قرآن کی تبلیغ میں صادق ہیں، لیکن اس پر عمل کرنے کے لیے اس کے پاس ممانعت کی صورت میں تکبر اور رسول اللہ ﷺ سے حسد ہے یا اپنے دین کی عصبیت ہے یا رسول اللہ ﷺ جو دین لائے، اس کے ساتھ بغض ہے۔ تو یہ بالاتفاق کافر ہے، جیسا کہ ابلیس نے جب سجدہ ترک کیا جس کا اسے حکم دیا گیا تھا تو وہ سجدہ کے وجوب سے انکار نہیں کر رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو ﴿اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ کا مرتکب ٹھہرایا اور اسے کفار میں شمار کیا، اسی طرح ابوطالب کا معاملہ ہے، وہ رسول کریم ﷺ کی اس کام میں تصدیق کرنے والا تھا جو اسے پہنچا لیکن اتباع رسول کو اپنی دینی حمیت اور اطاعت کے طعنہ کا خوف کھاتے ہوئے ترک کر دیا۔ دیکھیں: [سورۂ ہود: ۵۹، ابراہیم: ۱۵، ق: ۲۴ اور سورۂ مدثر: ۱۶]

## ④ کفر نفاق:

لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو ظاہری طور پر تو اسلام قبول کرتے ہیں لیکن باطن سے اس کے مخالف ہوتے ہیں صرف اور صرف ریاکاری یعنی لوگوں کو دکھانے کے لیے یا پھر اپنے دنیاوی مصالح و فوائد کی خاطر یہ بھیس بدلتے ہیں اور یہی لوگ قرآنی اصطلاح میں منافقین کہلاتے ہیں۔

ان کی واضح صفات مندرجہ ذیل ہیں:

بخل، بغض، تذبذب، ایمان کو ظاہری قبول کرنا، لڑائی جھگڑے، ریا کاری، گمراہی، طغیانی، غرور، غیظ، فسق، کذب، عبادات میں سستی، دلوں میں بیماری، فتنہ کو پسند کرنا، خواہشات نفسانی کی پیروی، وعدہ کی خلاف ورزی، سب وشتم، منکرات کا حکم دینا، جماعت سے علیحدگی، جہاد سے پیچھے رہنا، تکبر، جھوٹی قسمیں کھانا، دھوکا دینا، اطاعت سے خروج، موت سے ڈرنا، ظلم، کفار سے دلی دوستیاں اور تعلقات اور معروف سے منع کرنا وغیرہ۔

یہ وہ صفات ہیں جو قرآن مجید اور احادیث میں مذکور ہیں۔ أعاذنا اللّٰہ من ھذہ الجمیع آمین!

امام ابن القیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وأما النفاق فالداء العضال الباطن الذی یکون الرجل ممتلئا منه وهو لا یشعر فإنه أمر خفي علی الناس وكثيرا ما يخفى على من تلبس به فيزعم أنه مصلح وهو مفسد." [مدارج السالکین، ص: ۲۱۸]

''نفاق باطنی لاعلاج بیماری ہے، جس سے آدمی لاشعوری طور پر بھرا ہوتا ہے، یہ لوگوں پر ایک مخفی امر ہے اور اس شخص پر بھی بہت زیادہ مخفی ہوتا ہے جو اس بیماری میں ملوث ہوتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ میں مُصلح ہوں حالانکہ وہ مُفسد ہوتا ہے۔''

اس کی دو قسمیں ہیں: نفاق اکبر اور نفاق اصغر، یا یوں کہہ لیں کہ نفاق اعتقادی اور نفاق عملی۔ [تفصیل کے لیے دیکھیں امام ابن القیم کی کتاب "مدارج السالکین" ص: ۲۱۸۔ ۲۲۸ ط۔ دار الکتب العلمیة بیروت ۲/ ۹۳۱۔ ۹۵۷ ط۔ دار الصمیعي]

## ⑤ کفر اعراض:

جو شخص تعلیمات اسلام سے منہ پھیرتا ہے، یعنی نہ تو ان کی تصدیق کرتا ہے اور نہ ہی تکذیب اور نہ ان پر غور وفکر کرتا ہے۔ جیسا کہ کتاب مقدس میں ہے:

﴿ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ

أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ﴾ [ فصلت : ٣، ٤ ]

''ایسی کتاب جس کی آیات کی واضح تفصیل کی گئی ہے اور اس حال میں کہ قرآن عربی زبان میں ہے اور اس قوم کے لیے جو جانتی ہے خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا پھر بھی ان کی اکثریت نے منہ پھیر لیا اور وہ سنتے ہی نہیں۔''

یعنی اس کے باوجود کہ اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے اور اس میں حلال اور حرام کو کھول کھول کر بیان کر دیا گیا ہے اور طاعات کیا ہیں، معاصی کیا ہیں، ثواب والے کام کون سے ہیں اور عقاب والے کام کون سے ہیں، سب کی وضاحت ہے، لیکن اس کے باوجود وہ لوگ اس پر غور وفکر اور تدبر وتعقل کی نیت سے نہیں سنتے کہ جس سے انھیں فائدہ ہو اس لیے ان کی اکثریت ہدایت سے محروم ہے۔ [ تفسیر أبی مسعود، تفسیر سورۃ فصلت آیت : ٣-٤، ٦/ ٣٤ ط۔ دار الفکر بیروت ]

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَ فِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّ مِنْۢ بَيْنِنَا وَ بَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ﴾ [ فصلت : ٥ ]

''اور انھوں نے کہا کہ تو نے جس کی طرف ہمیں بلایا ہے، ہمارے دل تو اس سے پردے میں ہیں اور ہمیں اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے اور ہم میں اور تجھ میں ایک حجاب ہے، اچھا تو اب اپنا کام کیے جا، ہم بھی اپنا کام کرنے والے ہیں۔''

اس آیت میں بات واضح ہوگئی کہ ہمارے دل اس بات سے پردوں میں ہیں کہ ہم تیری توحید اور ایمان کی دعوت کو سمجھ سکیں اور ہمارے کانوں میں بہرا پن ہے جو حق بات سننے سے مانع ہے اور ہمارے تمھارے درمیان ایسا پردہ ہے کہ تو جو کہتا ہے ہم سن نہیں سکتے اور جو کرتا ہے اسے دیکھ نہیں سکتے، اس لیے تو ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دے اور ہم تجھے تیرے حال پر چھوڑ دیں، تو ہمارے دین پر عمل نہیں کرتا، لہٰذا ہم تیرے دین پر عمل نہیں کر سکتے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ کفر اعراض کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فأن يعرض بسمعه وقلبه عن الرسول لا يصدقه ولا يكذبه ولا يواليه ولا يعاديه ولا يصغي إلى ما جاء به البتة كما قال أحد بني عبد ياليل للنبي: والله أقول لك كلمة إن كنت صادقا فانت أجل في عيني من أن أرد عليك وإن كنت كاذبا فانت أحقر من أن أكلمك."

[ مدارج السالكين لابن القيم، ص : ٢١٢ ط۔ دار الكتب العلمية، ٢/٩٠٧۔٩٠٨ ط۔ دار الصميعي ]

"پس معرض اپنی سماعت اور اپنے قلب کو نبی کریم ﷺ کی تعلیمات سے پھیر لیتا ہے، نہ تو ان کی تصدیق کرتا ہے اور نہ ہی تکذیب اور نہ تو ان سے دوستی کرتا ہے اور نہ ہی دشمنی اور آپ ﷺ کی تعلیمات پر قطعی طور پر کان نہیں دھرتا جیسا کہ عبد یالیل کی اولاد میں سے ایک نے نبی کریم ﷺ سے کہا: اللہ کی قسم! میں تجھے ایک بات کہتا ہوں اگر تو سچا ہے تو میری آنکھ میں اس بات سے بڑھ کر ہے کہ میں تیرا رد کروں اور اگر تو جھوٹا ہے تو تُو اس بات سے زیادہ حقیر ہے کہ میں تجھ سے کلام کروں۔"

امام ابن قیم رحمہ اللہ ایک جگہ رقم طراز ہیں:

"کفرِ اعراض صرف یہ نہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیم سے صرفِ نظر کرتا ہے نہ تو محبت کرتا ہے اور نہ ہی بغض رکھتا ہے، نہ پسندیدگی کے معیار پر رکھتا ہے اور نہ ہی ناپسندیدگی کے، بلکہ وہ اس کی اتباع سے بھی صرف نظر کرتا ہے۔"

[ مفتاح دار السعادة لابن القيم : ١/٩٤ ]

اسی طرح شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"کفر، تکذیب سے زیادہ عمومیت رکھتا ہے، پس ہر وہ انسان جس نے رسول کریم ﷺ کی تعلیمات کو جھٹلایا وہ کافر ہے جبکہ تمام کافر جھٹلانے والے یا تکذیب کرنے والے نہیں ہوتے بلکہ وہ شخص جو دین اسلام کی صداقت کا علم رکھتا ہے اور اس کا

اقرار کرتا ہے لیکن اس علم اور اقرار کے باوجود وہ اس سے بغض رکھتا یا نفرت کرتا ہے وہ کافر ہے یا جو صرف نظر کرتا ہے نہ تو تصدیق کرتا ہے اور نہ ہی تکذیب تو وہ کافر متصور ہو گا جبکہ وہ جھٹلاتا نہیں ہے۔'' [التسعينية لابن تيمية : ١٦٦]

دین میں اعراض کی مزید تفصیلات درج ذیل آیات اور ان کی تفسیر میں ملاحظہ کریں۔

## اللہ تعالیٰ کی آیات اور نشانیوں سے اعراض اور اس کی مذمت:

① ﴿اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَ اَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّ جَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ﴾ [الأنعام : ٦]

''کیا انھوں نے نہیں دیکھا ہم نے ان سے پہلے کتنے زمانوں کے لوگ ہلاک کر دیے، جنھیں ہم نے زمین میں وہ اقتدار دیا تھا جو تمھیں نہیں دیا اور ہم نے ان پر موسلا دھار بارش برسائی اور ہم نے نہریں بنائیں، جو ان کے نیچے سے بہتی تھیں، پھر ہم نے انھیں ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کر دیا اور ان کے بعد دوسرے زمانے کے لوگ پیدا کر دیے۔''

② ﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ اَبْصَارَكُمْ وَ خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ﴾

[الأنعام : ٤٦]

''کہہ دیجیے کیا تم نے دیکھا اگر اللہ تمھاری سماعت اور تمھاری نگاہوں کو لے لے اور تمھارے دلوں پر مہر کر دے تو اللہ کے سوا کون سا معبود ہے جو تمھیں یہ چیزیں لا دے؟ دیکھ ہم کیسے آیات کو پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں، پھر وہ منہ موڑ لیتے ہیں۔''

③ ﴿اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّاۤ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّاۤ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ صَدَفَ

عَنْهَا ۭ سَنَجْزِي الَّذِينَ يَصْدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَا سُوءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يَصْدِفُونَ ﴾
[ الأنعام : ١٥٧ ]

''یا یہ کہو کہ اگر ہم پر کتاب اتاری جاتی تو ہم ان سے زیادہ ہدایت والے ہوتے۔ پس بے شک تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل اور ہدایت اور رحمت آچکی ہے، پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ کی آیات کو جھٹلائے اور ان سے کنارہ کرے۔ عنقریب ہم ان لوگوں کو جو ہماری آیات سے کنارا کرتے ہیں، برے عذاب کی جزا دیں گے، اس کے بدلے جو وہ کنارا کرتے تھے۔''

④ ﴿ وَكَأَيِّنْ مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ ﴾
[ يوسف : ١٠٥ ]

''اور آسمانوں اور زمین میں کتنی ہی نشانیاں ہیں جن پر سے گزرتے ہیں اور وہ ان سے بے دھیان ہوتے ہیں۔''

⑤ ﴿ وَآتَيْنَاهُمْ آيَاتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴾ [ الحجر : ٨١ ]

''اور ہم نے انھیں اپنی نشانیاں دیں تو وہ ان سے منہ پھیرنے والے تھے۔''

⑥ ﴿ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ ۚ إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۖ وَإِنْ تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ فَلَنْ يَهْتَدُوا إِذًا أَبَدًا ﴾ [ الكهف : ٥٧ ]

''اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اس کے رب کی آیات کے ساتھ نصیحت کی گئی تو اس نے ان سے منہ پھیر لیا اور اسے بھول گیا جو اس کے دونوں ہاتھوں نے آگے بھیجا تھا، بے شک ہم نے ان کے دلوں پر پردے بنا دیے ہیں، اس سے کہ اسے سمجھیں اور ان کے کانوں پر بوجھ رکھ دیا ہے اور اگر تو انھیں سیدھی راہ کی طرف بلائے تو اس وقت وہ ہرگز کبھی راہ پر نہ آئیں گے۔''

⑦ ﴿وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ﴾ [ السجدة : ٢٢ ]

''اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جسے اس کے رب کی آیات کے ساتھ نصیحت کی گئی، پھر اس نے ان سے منہ پھیر لیا، یقیناً ہم ان مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔''

⑧ ﴿وَ اِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَ يَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ﴾ [ القمر : ٢ ]

''اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ (یہ) ایک جادو ہے جو گزر جانے والا ہے۔''

## حق سے اعراض اور اس کی مذمت:

① ﴿وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۫ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ﴾ [ البقرة : ٨٣ ]

''اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو گے اور ماں باپ اور قرابت والے اور یتیموں اور مسکینوں سے احسان کرو گے اور لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دو، پھر تم پھر گئے مگر تم میں سے تھوڑے اور تم منہ پھیرنے والے تھے۔''

② ﴿وَ مَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَ لَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَ اِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ [ البقرة : ١٣٠ ]

''اور کون ہے جو ابراہیم کی ملت سے بے رغبتی کرے گا، سوائے اس کے جس نے اپنے آپ کو بے وقوف بنالیا، اور بے شک ہم نے اسے دنیا میں چن لیا اور بلاشبہ وہ آخرت میں یقیناً صالح لوگوں سے ہے۔''

③ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ

الْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَ اِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا﴾

[ النساء : ١٣٥ ]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! انصاف پر پوری طرح قائم رہنے والے، اللہ کے لیے شہادت دینے والے بن جاؤ، خواہ تمھاری ذاتوں یا والدین اور زیادہ قرابت والوں کے خلاف ہو، اگر کوئی غنی ہے یا فقیر تو اللہ ان دونوں پر زیادہ حق رکھنے والا ہے۔ پس اس میں خواہش کی پیروی نہ کرو کہ عدل کرو اور اگر تم زبان کو پیچ دو، یا پہلو بچاؤ تو بے شک اللہ اس سے جو تم کرتے ہو، ہمیشہ سے پوری طرح باخبر ہے۔''

④ ﴿وَ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ﴾ [ الأنعام : ٣٥ ]

''اور اگر تجھ پر ان کا منہ پھیرنا بھاری گزرا ہے تو اگر تو کر سکے کہ زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی ڈھونڈ نکالے، پھر ان کے پاس کوئی نشانی لے آئے (تو لے آ) اور اگر اللہ چاہتا تو یقیناً انھیں ہدایت پر جمع کر دیتا، پس تو جاہلوں میں سے ہرگز نہ ہو۔''

⑤ ﴿وَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَ اِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ۝ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾

[ النور : ٤٨ تا ٥٠ ]

''اور جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جاتے ہیں، تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو اچانک ان میں سے کچھ لوگ منہ موڑنے والے ہوتے ہیں۔ اور اگر ان کے لیے حق ہو تو مطیع ہو کر اس کی طرف چلے آتے ہیں۔ کیا ان

کے دلوں میں کوئی مرض ہے یا وہ شک میں پڑ گئے ہیں یا ڈرتے ہیں کہ ان پر اللہ اور اس کا رسول ظلم کریں گے؟ بلکہ وہ خود ہی ظالم ہیں۔''

⑥ ﴿مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ﴾ [ الاحقاف : ۳ ]

''ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو ان دونوں کے درمیان ہے، حق اور مقررہ میعاد ہی کے ساتھ پیدا کیا ہے اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اس چیز سے جس سے وہ ڈرائے گئے، منہ پھیرنے والے ہیں۔''

## اللہ کے ذکر سے اعراض اور اس کی مذمت:

① ﴿وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى﴾ [ طٰہٰ : ۱۲٤ ]

''اور جس نے میری نصیحت سے منہ موڑا تو بے شک اس کے لیے تنگ گزران ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے۔''

② ﴿قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ﴾ [ الأنبياء : ٤٢ ]

''کہہ دیجیے کون ہے جو رات اور دن میں رحمان سے تمھاری حفاظت کرتا ہے، بلکہ وہ اپنے رب کے ذکر سے منہ پھیرنے والے ہیں۔''

③ ﴿وَ لَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ﴾ [المؤمنون : ۷۱ ]

''اور اگر حق ان کی خواہشوں کے پیچھے چلے تو یقیناً سب آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے، بگڑ جائیں بلکہ ہم ان کے پاس ان کی نصیحت لے کر آئے ہیں تو وہ اپنی نصیحت سے منہ موڑنے والے ہیں۔''

④ ﴿وَمَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ مُحْدَثٍ إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ﴾
[ الشعراء : ٥ ]

''ان کے پاس رحمان کی طرف سے کوئی نصیحت نہیں آتی جو نئی ہو، مگر وہ اس سے منہ موڑنے والے ہوتے ہیں۔''

## قرآن مجید سے اعراض اور اس کی مذمت:

① ﴿كَذَٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِن لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿٩٩﴾ مَّنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِزْرًا﴾ [ طٰه : ٩٩، ١٠٠ ]

''اسی طرح ہم تجھ سے کچھ وہ خبریں بیان کرتے ہیں جو گزر چکیں اور یقیناً ہم نے تجھے اپنے پاس سے ایک نصیحت عطا کی ہے۔ جو اس سے منہ پھیرے گا تو یقیناً وہ قیامت کے دن ایک بڑا بوجھ اٹھائے گا۔''

② ﴿كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٣﴾ بَشِيرًا وَنَذِيرًا فَأَعْرَضَ أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ﴾ [ فصلت : ٣، ٤ ]

''ایسی کتاب جس کی آیات کھول کر بیان کر دی گئی ہیں، عربی قرآن ہے، ان لوگوں کے لیے جو جانتے ہیں۔ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا، تو ان کے اکثر نے منہ موڑ لیا، سو وہ نہیں سنتے۔''

جن اشیاء سے اعراض کا ہمیں حکم ملا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

## جاہلوں سے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

① ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ [ الأعراف : ١٩٩ ]

''درگزر اختیار کر اور نیکی کا حکم دے اور جاہلوں سے کنارہ کر۔''

② ﴿وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ

عَلَيْكُمْ ۡ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ﴾ [ القصص : ٥٥ ]

''اور جب وہ لغو بات سنتے ہیں تو اس سے کنارہ کرتے ہیں، اور کہتے ہیں ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمھارے لیے تمھارے اعمال۔ سلام ہے تم پر، ہم جاہلوں کو نہیں چاہتے۔''

## جھگڑے سے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَ اِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ﴾ [ هود : ٧٦ ]

''اے ابراہیم! اسے رہنے دو، بے شک حقیقت یہ ہے کہ تیرے رب کا حکم آ چکا اور یقیناً یہ لوگ! ان پر وہ عذاب آنے والا ہے جو ہٹایا جانے والا نہیں۔''

## مشرکین سے:

فرمان باری تعالیٰ ہے:

① ﴿ وَ اِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۚ وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [ الأنعام : ٦٨ ]

''اور جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات کے بارے میں (فضول) بحث کرتے ہیں تو ان سے کنارہ کر، یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ بات میں مشغول ہو جائیں اور اگر کبھی شیطان تجھے ضرور ہی بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ایسے ظالموں کے ساتھ مت بیٹھ۔''

② ﴿ اِتَّبِعْ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ [ الأنعام : ١٠٦ ]

''اس کی پیروی کر جو تیری طرف تیرے رب کی جانب سے وحی کی گئی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور مشرکوں سے کنارہ کر۔''

③ ﴿فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِكِيۡنَ﴾ [ الحجر : ٩٤ ]

''پس اس کا صاف اعلان کر دے جس کا تجھے حکم دیا جاتا ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لے۔''

④ ﴿وَاِمَّا تُعۡرِضَنَّ عَنۡهُمُ ابۡتِغَآءَ رَحۡمَةٍ مِّنۡ رَّبِّكَ تَرۡجُوۡهَا فَقُلۡ لَّهُمۡ قَوۡلًا مَّيۡسُوۡرًا﴾

[ بني إسرائيل : ٢٨ ]

''اور اگر کبھی تو ان سے بے توجہی کر ہی لے، اپنے رب کی کسی رحمت کی تلاش کی وجہ سے جس کی تو امید رکھتا ہو تو ان سے وہ بات کہہ جس میں آسانی ہو۔''

⑤ ﴿فَاَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ وَانۡتَظِرۡ اِنَّهُمۡ مُّنۡتَظِرُوۡنَ﴾ [ السجدة : ٣٠ ]

''پس تو ان سے منہ پھیر لے اور انتظار کر یقیناً وہ (بھی) انتظار کرنے والے ہیں۔''

⑥ ﴿فَاَعۡرِضۡ عَنۡ مَّنۡ تَوَلّٰى ۙ عَنۡ ذِكۡرِنَا وَلَمۡ يُرِدۡ اِلَّا الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا﴾

[ النجم : ٢٩ ]

سو اس سے منہ پھیر لے جس نے ہماری نصیحت سے منہ موڑا اور جس نے دنیا کی زندگی کے سوا کچھ نہ چاہا۔

## منافقین سے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

① ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ يَعۡلَمُ اللّٰهُ مَا فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ ۚ فَاَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ وَعِظۡهُمۡ وَقُلۡ لَّهُمۡ فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ قَوۡلًاۢ بَلِيۡغًا﴾ [ النساء : ٦٣ ]

''یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے، سو تو ان سے دھیان ہٹا لے اور انھیں نصیحت کر اور ان سے ایسی بات کہہ جو ان کے دلوں میں

بہت اثر کرنے والی ہو۔''

② ﴿وَ يَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ١٠ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ١ؕ وَ اللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ١ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ١ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا﴾ [النساء : ٨١]

''اور وہ کہتے ہیں اطاعت ہوگی، پھر جب تیرے پاس سے نکلتے ہیں تو ان میں سے ایک گروہ رات کو اس کے خلاف مشورے کرتا ہے جو وہ کہہ رہا تھا اور اللہ لکھ رہا ہے جو وہ رات کو مشورے کرتے ہیں۔ پس ان سے منہ موڑ لے اور اللہ پر بھروسا کر اور اللہ کافی وکیل ہے۔''

③ ﴿سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ١ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ١ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ١ٞ وَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ١ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾

[التوبة : ٩٥]

''عنقریب وہ تمھارے لیے اللہ کی قسم کھائیں گے جب تم ان کے پاس واپس آؤ گے، تاکہ تم ان سے توجہ ہٹا لو، سو ان سے بے توجہی کرو بے شک وہ گندے ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے، اس کے بدلے جو وہ کماتے رہے ہیں۔''

**یہود سے :**

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ مَا ذَاۤ اُحِلَّ لَهُمْ١ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ١ۙ وَ مَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ١ٞ فَكُلُوْا مِمَّاۤ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ١۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ١ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴾ [المائدة : ٤]

''تجھ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا حلال کیا گیا ہے؟ کہہ دے تمھارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں اور شکاری جانوروں میں سے جو تم نے سدھائے ہیں، (جنھیں تم) شکاری بنانے والے ہو، انھیں اس میں سے سکھاتے

ہو جو اللہ نے تمھیں سکھایا ہے تو اس میں سے کھاؤ جو وہ تمھاری خاطر روک رکھیں اور اس پر اللہ کا نام ذکر کرو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔"

## ⑥ کفر شک:

کفر کی چھٹی قسم ان لوگوں کے بارے میں ہے کہ جو ہمیشہ شک اور شبہات میں رہتے ہیں۔ یعنی تذبذب کی کیفیت میں "لا من هؤلاء ولا من هؤلاء" حق کے واضح ہونے اور اظہر من الشمس ہونے کے باوجود شک میں پڑے رہتے ہیں۔
اسی چیز کو شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ اہل حدیث، جمہور فقہاء، مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ، عام صوفیاء متکلمین وغیرہ کا اتفاق ہے:

"أن من لم يؤمن بعد قيام الحجة عليه بالرسالة فهو كافر سواء كان مكذبا ؛ أو مرتابا ؛ أو معرضا ؛ أو مستكبرا ؛ أو مترددا ؛ أو غير ذلك" [مجموع الفتاوى لابن تيمية : ٢٠/ ٨٧]

"جو کوئی رسالت کی حجت کے قیام کے بعد اس پر ایمان نہ لائے چاہے وہ تکذیب کی شکل میں ہو یا شک کی صورت میں اعراض ہو یا تکبر ہو یا تذبذب وغیرہ کے ذریعے انکار کرے، وہ کافر ہوگا۔"

# تکفیر اور اس کے اصول وضوابط

اسلام دین فطرت ہے۔ ہر انسان فطرتِ اسلام پر ہی پیدا ہوتا ہے اور اس کا فطری دین اسلام ہے، ہر وہ شخص جس نے کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھ لیا وہ مسلم ہے اور دائرۂ اسلام میں داخل ہے۔ اسے کسی پختہ دلیل کے بغیر کافر قرار نہیں دیا جاسکتا، اگر اس میں شرائط کفر پائی جائیں اور موانعات کفر کی نفی ہو جائے تو وہ اسلام سے خارج ہوتا ہے۔ شیخ الاسلام والمسلمین امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ان شرائط کی تفصیل اپنے فتاویٰ میں کئی مقامات پر پیش کی ہے اور موانعات کفر کا بھی مفصل بیان فرمایا ہے، ایک مقام پر رقمطراز ہیں:

''و اما إذا كان يعلم ما يقول : فإن كان مختارًا قاصدًا لما يقوله فهذا هو الذين يعتبر قوله.'' [مجموع الفتاوى : ١٤/١١٨]

''بہرکیف جب کلمہ کفر کہنے والا اس بات کو جانتا ہو جو وہ کہہ رہا ہو تو اگر جو کہہ رہا ہے اس میں وہ مختار اور قصد و ارادہ رکھنے والا ہو تو اس کا کفر تکفیر کے لیے معتبر ہوگا۔''

اس مقام پر امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تین بنیادی باتیں بیان کی ہیں:

① ''یعلم'' یعنی وہ بات کو جانتا ہو کہ یہ کفر ہے جاہل نہ ہو، کیونکہ جہالت مانع کفر ہے۔

② ''مختارًا'' وہ بات کرتے وقت مختار ہو مجبور نہ ہو، کیونکہ اکراہ و جبر تکفیر کے لیے مانع ہے۔

③ ''قاصدًا'' وہ بات قصد و ارادہ سے کرے غلطی سے اس سے قولِ کفر سرزد نہ ہو، اس لیے کہ خطا پر بھی پکڑ نہیں ہوگی، یہ بھی مانع کفر ہے۔

مذکورہ بالا عبارت میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے پہلی شرط علم بیان کی ہے اور اس کی ضد جہالت، مانع تکفیر ہے۔ ایمان کی شرائط میں سے یہ ہے کہ جن اشیاء پر ایمان لانا ہے ان کا علم ہو اور اگر جہالت کی وجہ سے کسی شرعی امر کا انکار کر بیٹھتا ہے اور اس کی جہالت کا ازالہ کرنے والا کوئی نہیں تو اس کی تکفیر نہیں ہوگی اور یہ مانع شیخ الاسلام سے قبل بھی کئی علماء، فقہاء اور محدثین نے ذکر کیا ہے، جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے یہاں صرف ایک حوالہ پیش خدمت ہے۔

''سوید بن سعید الہروی کہتے ہیں کہ ہم نے امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے ارجاء کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: مرجیہ کہتے ہیں کہ ایمان قول کا نام ہے اور ہم کہتے ہیں ایمان قول اور عمل کا نام ہے، اور مرجیہ نے اس شخص کے لیے جنت کو واجب قرار دیا ہے جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، اس حالت میں کہ وہ فرائض کے ترک کرنے پر اپنے دل سے مصر اور معترف ہے، نیز انھوں نے فرائض کے ترک کو حرام چیزوں کے ارتکاب کی طرح گناہ کا نام دیا ہے اور یہ ہرگز برابر نہیں ہے، اس لیے کہ حرام کردہ اشیاء کا ارتکاب حلال سمجھے بغیر کرنا معصیت و نافرمانی ہے۔ اور جہالت و عذر کے بغیر جان بوجھ کر فرض ترک کرنا کفر ہے۔'' [ كتاب السنة لعبدالله بن احمد ابن حنبل، رقم: ٧٢٢ بتحقيق أبي عبد الله عادل آل حمدان، ح: ٧٤٥، ١/٣٤٧، ٣٤٨۔ بتحقيق الدكتور محمد بن سعيد القحطاني ]

اس سے معلوم ہوا کہ اگر فرائض کا تارک جہالت و عذر کے ساتھ ہوگا تو اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا، امام ابن قدامہ المقدسی تارک صلاۃ کے مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ولا خلاف بين أهل العلم فى كفر من تركها جاحدًا لوجوبها إذا كان ممن لايجهل مثله ذلك فان كان ممن لايعرف الوجوب

کحديث الاسلام والناشي بغير دارالاسلام أوبادية بعيدة عن الأمصار وأهل العلم لم يحكم بكفره وعرف ذلك وتثبت له ادلة وجوبها فإن جحدها بعد ذلك كفر." [المغني ۱۲/ ۲۷۵ رقم المسئلة، المسئلة، ۱۵٤۰ ط۔ هجر القاهره المغني ويليه الشرح الكبير : ۱۲/ ۹۸۔۹۹ ط۔ دارالحديث القاهره ]

''جس شخص نے نماز کے وجوب کا انکار کرتے ہوئے اسے ترک کیا اہل علم کے درمیان اس کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں ہے جب کہ وہ جاہل نہ ہو۔ اگر وہ ایسے لوگوں میں سے ہو جو نماز کے وجوب کو پہچانتے (سمجھتے) نہ ہوں جیسے نومسلم اور دارالاسلام کے علاوہ کہیں اور پروان چڑھنے والا ہو، یا شہروں سے دور جنگلوں کا باسی ہو تو اہل علم نے اس کے کفر کا حکم نہیں لگایا، بلکہ اسے نماز کے وجوب کی پہچان کرائی جائے گی اور اس کے دلائل اس کے سامنے اچھی طرح واضح کیے جائیں گے، پھر اگر وہ اس کے بعد بھی نماز کا انکار کرتا ہے تو کافر ہو جائے گا۔''

امام ابن تیمیہ کا یہ استدلال کتاب وسنت پر مبنی ہے اور انھوں نے اس کے دلائل مجموع الفتاویٰ (۱۱/ ۴۰۶۔۴۱۳) وغیرہ میں بیان کیے ہیں۔

دوسری شرط مختار ہونا بیان کی ہے جب کوئی شخص کلمہ کفر کہے یا کفریہ فعل کا مرتکب ہو جائے تو یہ بھی دیکھا جائے گا کہ وہ کلمہ کفر کہنے پر قدرت رکھنے والا صاحب اختیار ہے یا مجبور و بے اختیار، کیونکہ عجز و اکراہ کی صورت میں اس پر کافر ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ اختیار شرط تکفیر ہے اور جبر و اکراہ مانع تکفیر۔ اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ [النحل : ۱۰٦ ]

''جو شخص اللہ کے ساتھ کفر کرے اپنے ایمان کے بعد، سوائے اس کے جسے مجبور

کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو اور لیکن جو کفر کے لیے سینہ کھول دے تو ان لوگوں پر اللہ کا بڑا غضب ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔''

لہٰذا جس شخص پر جبر و اکراہ کر کے کلمۂ کفر کہلوایا گیا ہو یا کفریہ فعل کروایا گیا ہو تو اس پر کافر ہونے کا حکم نہیں لگایا جاتا۔

تیسری شرط امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہ بیان کی ہے کہ اس نے جان بوجھ کر کوئی کفریہ قول یا فعل سرانجام دیا ہو، لیکن اگر اس سے غلطی سے وہ قول یا فعل سرزد ہو گیا تو کافر ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے۔ کافر ہونے کے لیے عمداً اور قصداً فعل کا سرزد ہونا لازمی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ [ الاحزاب : ۵ ]

''اور تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جس میں تم نے خطا کی لیکن جو تمھارے دلوں نے ارادے سے کیا اور اللہ ہمیشہ سے بہت زیادہ بخشنے والا از حد مہربان ہے۔''

اس کے علاوہ بھی اس موضوع پر کئی ایک دلائل موجود ہیں جن کا تذکرہ اپنے محل پر ہوگا۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اني أقرر أن الله قد غفر لهٰذه الأمة خطأها وذلك يعم الخطأ في المسائل الخبرية القولية والمسائل العملية ومازال السلف يتنازعون في كثير من هذه المسائل ولم يشهد أحد منهم على أحد لا بكفر ولا بفسق ولا معصية." [مجموع الفتاوى : ۳/ ۲۲۹ ]

''بلاشبہ میں اس بات کو برقرار رکھتا ہوں کہ اللہ نے اس امت کی خطاؤں کو معاف کر دیا ہے اور یہ معافی زبانی خبری مسائل اور عملی مسائل کے لیے عام ہے، اور سلف ہمیشہ سے ان بہت سارے مسائل میں اختلاف کرتے چلے آ رہے ہیں

اور ان میں سے کبھی کسی نے کسی دوسرے کی تکفیر کی، نہ تفسیق، اور نہ ہی معصیت و نافرمانی کا فتویٰ لگایا۔''

خطا موانع تکفیر میں سے ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی ایک موانع انھوں نے ذکر کیے ہیں اور جب تک کسی فرد میں موانع تکفیر موجود ہوں اس پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا جا سکتا۔

کسی مسلمان کو کافر قرار دینے سے پہلے اچھی طرح چھان بین کرنا ضروری ہے۔ محض شبہات گمان، ظن وتخمین اور اخباری خبروں کو بنیاد نہیں بنانا چاہیے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴾ [ النساء : ٩٤ ]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم اللہ کے راستے میں سفر کرو تو خوب تحقیق کر لو اور جو تمھیں سلام پیش کرے اسے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں۔ تم دنیا کی زندگی کا سامان چاہتے ہو تو اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں، اس سے پہلے تم بھی ایسے ہی تھے تو اللہ نے تم پر احسان فرمایا۔ پس خوب تحقیق کر لو، بے شک اللہ ہمیشہ اس سے جو تم کرتے ہو، پورا باخبر ہے۔''

امام المفسرین محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''فلا تعجلوا بقتل من أردتم قتله ممن التبس عليكم أمر إسلامه فلعل اللّٰه أن يكون قد مَنَّ عليه من الإسلام بمثل الذي من به عليكم وهداه بمثل الذي هداكم به من الإيمان.'' [ تفسير الطبري : ٣٥٢/٧ طـ دار عالم الكتب، بتحقيق دكتور عبداللّٰه ]

''جن کے اسلام کا معاملہ تم پر خلط ملط ہو گیا ہے ان میں سے جس شخص کے قتل کا

تم نے ارادہ کیا ہے اس میں جلد بازی سے کام نہ لو، امید ہے کہ اللہ نے اس پر اسلام کا احسان کر دیا ہو، جیسا کہ اس نے تم پر اسلام کا احسان کیا اور جیسے ایمان کی ہدایت اس نے تمھیں دی ہے اس کو بھی دے دی ہو۔"

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"والرجل إذا أظهر الإسلام وجب الكف عنه حتى يتبين منه مايخالف ذلك وأنزل الله في ذلك: ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا﴾ أي فتثبتوا، فالأية تدل على أنه يجب الكف عنه والتثبت." [ كشف الشبهات، مجموعة التوحيد، ص : ٢٣١ طبع بأمر الشيخ محمد الصبيكان سفير السعودية في السودان و طبع مكتبة الفرقان ط۔ لقمان، ص : ٧١ دافع الشبهات ترجمه كشف الشبهات، ص : ٣٧ ط۔ الجامعة الاسلامية مدينة ]

"اور آدمی جب اسلام کا اظہار کر دے اس سے رک جانا واجب ہے، یہاں تک کہ جو وہ اسلام کی مخالفت کرتا ہے اس سے کھل کر واضح ہو جائے اور اس بارے میں اللہ نے یہ آیت نازل کی ہے۔"اے یمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو خوب تحقیق کر لو۔" یعنی خوب غور وفکر سے کام لو، تو آیت دلالت کرتی ہے کہ ایسے شخص پر کفر کا حکم لگانے سے رک جانا اور خوب چھان بین کرنا واجب ہے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي نَفْسَهُ وَمَالَهُ، إِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ »

[ بخاری، كتاب الجهاد والسير، باب دعاء إلى الاسلام والنبوة...... : ٢٩٤٦ ]

"مجھے لوگوں کے ساتھ قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے، یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ

کہہ لیں، پس جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا تو یقیناً اس نے مجھ سے اپنی جان اور مال محفوظ کر لیا سوائے اسلام کے حق کے، اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔''

یہ اور اس جیسی دیگر احادیث صحیحہ کلمہ پڑھنے والے مسلمان کے خون، مال اور عزت کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں، جن کی کچھ تفصیل دیکھنے کے لیے ملاحظہ ہو''حرمت مسلم اور مسئلہ تکفیر، از فضیلۃ الشیخ محمد یوسف ربانی حفظہ اللہ''۔

کلمہ طیبہ پڑھنے والا شخص مسلم شمار ہوتا ہے، شرائط تکفیر پائے جانے اور موانع کی نفی ہونے کے بعد ہی اس کی تکفیر کی جاسکتی ہے۔ اور انسان میں اصل حکم اور اعتبار اسلام کا کیا جائے گا، جو ابتدا ہی سے اسے لاحق ہے، جیسا کہ حدیث: « مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ » [بخاري : ١٣٥٨] سے عیاں ہے اور ترمذی کی ایک راویت میں « وَيُشَرِّكَانِهِ » بھی ہے۔[ترمذی : ٢١٣٨]

یعنی ہر بچہ فطرت اسلام پر ہی پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے بعد اس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی یا مشرک بنا دیتے ہیں۔ اصل اسلام ہے اور کفر اچانک اور بعد میں آنے والا ہے۔

اسی طرح اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ہمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ میں قبیلہ جہینہ کی ایک شاخ کی طرف بھیجا، پھر ہم نے صبح سویرے ان پر دھاوا بول دیا، اور انھیں شکست دے دی۔ ایک انصاری اور میں نے جہینہ قبیلے کے ایک آدمی کو گھیر لیا تو اس نے ''لا الٰہ الا اللہ'' کہہ دیا، انصاری نے ہاتھ روک لیا لیکن میں نے اپنے نیزے کے ساتھ اسے قتل کر دیا، پھر جب ہم واپس آئے تو یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے مجھے کہا: « يَا أُسَامَةُ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ » ''اے اسامہ! تو نے اسے ''لا الٰہ الا اللہ'' کہنے کے بعد قتل کر ڈالا؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے جان بچانے کے لیے اس کا اقرار کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: « أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ » ''تم نے اسے ''لا الٰہ الا اللہ'' کا اقرار کرنے کے بعد قتل کر ڈالا؟'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اس جملے کو اتنی دفعہ دہراتے رہے کہ میرے دل میں یہ تمنا پیدا ہوگئی کہ کاش! میں اس واقعہ سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔" [ بخاري، كتاب الديات، باب ﴿ومن أحياها﴾ : ٦٨٧٢۔ مسلم : ٩٦/ ١٠٩ ]

اور صحیح مسلم (٩٧/١٦٠) کی ایک روایت میں ہے کہ « فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلاَ إِلَهَ إِلاَّ اللّٰهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ » "قیامت والے دن جب کلمہ "لا الہ الا اللہ" آئے گا تو تو کیا کرے گا؟" اور آپ یہ بات دہرائے جا رہے تھے۔"

اسی طرح جب نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنو جزیمہ کی طرف بھیجا تو انھوں نے ان کو اسلام کی طرف دعوت دی تو وہ اچھے طریقے سے "أَسْلَمْنَا" نہ کہہ سکے، وہ "صَبَأْنَا صَبَأْنَا" کہنا شروع ہو گئے تو خالد رضی اللہ عنہ انھیں قتل کرنے اور قیدی بنانے لگے، پھر ہم میں سے ہر ایک کو اس کا قیدی حوالے کیا گیا، یہاں تک کہ ایک دن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ہر آدمی اپنے قیدی کو قتل کر دے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ ہی میرے ساتھیوں میں سے کوئی اپنے قیدی کو قتل کرے گا یہاں تک کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ ہم نے یہ قصہ آپ سے بیان کیا تو نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور دو مرتبہ فرمایا: « اللّٰهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ » [ بخاري، كتاب المغازى، باب بعث خالد بن الوليد إلى بني جزيمة : ٤٣٣٩ ] "اے اللہ! جو خالد نے کیا ہے میں اس سے میں بری ہوں۔"

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"انكر عليه العجلة و ترك التثبت في أمرهم قبل أن يعلم المراد من قولهم صبأنا." [ فتح الباری : ٩/ ٤٧٢ ط۔ دار طيبه، نیز دیکھیں إعلام السنن : ٢/ ٢٩٣ ط دار الكتب العلمية ]

"نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جلد بازی اور ان کے معاملے میں ان کے قول "صَبَأْنَا" "ہم صابی ہوئے" کی مراد جاننے سے پہلے تحقیق ترک کرنے

پر نکیر فرمائی۔"

اصل میں "صَبَأْنَا" اس وقت کہتے تھے جب وہ ایک دین سے نکل کر دوسرے دین کی طرف چلے جاتے تھے۔ مشرکین نے نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب کے بارے میں مشہور کر رکھا تھا کہ یہ لوگ صابی ہو گئے ہیں، تو بنو جزیمہ کے لوگوں نے اپنے اسلام کا اظہار "صَبَأْنَا" کہہ کر کیا، لیکن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کے قتل اور قیدی بنانے کا حکم دیا جس پر رسول اللہ ﷺ نے نکیر فرمائی۔ معلوم ہوا کہ کلمہ اور کلمہ پڑھنے والے کی حرمت کا اسلام نے کتنا لحاظ کیا ہے۔ لہٰذا جب کسی شخص کا اسلام ثابت ہو جائے تو اس کے بارے میں اصل یہی ہے کہ اس کا اسلام باقی ہے، یہاں تک کہ کوئی واضح شرعی نص اس کے اسلام کے زائل ہونے کی موجود ہو۔ امام محمد بن اسحٰق المعروف بابن مندہ العبدی الاصبہانی (المتوفی ۳۹۵ھ) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی مذکورہ حدیث کئی طرق سے کتاب الایمان میں لائے اور ان پر یوں باب باندھا:

"ذكر مايدل على أن قول لا إله إلا الله يمنع القتل."

[ كتاب الإيمان، ص : ٧٣ طـ دار الكتب العلمية ]

"اس بات کا بیان کہ لا الٰہ الا اللہ کہنا قتل سے منع کرتا ہے۔"

لہٰذا کلمۂ لا الٰہ الا اللہ کہنے والا شخص اپنے خون، مال اور عزت کو محفوظ کر لیتا ہے، اس کی جان مال اور عزت کو مباح قرار دینے کے لیے کسی واضح شرعی نص کی ضرورت ہے، جس میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش باقی نہ ہو۔ اس طرح تکفیر کے مسائل میں اس بات کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے کہ کسی قول، فعل یا اعتقاد کا کفر ہونا اور یہ کہنا کہ جس نے یوں کیا یا یوں کیا، یا یوں کیا، یا یوں عقیدہ رکھا وہ کافر ہے۔ اس کے بہت سارے دلائل ہیں۔ مطلق تکفیر تو ہر داعی کرتا ہے لیکن معین تکفیر سے بڑے بڑے علماء احتیاط برتتے ہیں۔ قرآنی آیات پر غور کیجیے، اللہ فرماتا ہے:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوٓا۟ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ﴾ [ المائدة : ٧٢ ]

''بلاشبہ یقیناً وہ لوگ کافر ہو گئے جنھوں نے کہا بے شک اللہ مسیح ہی تو ہے۔''

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوٓا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَٰثَةٍ﴾ [ المائدة : ٧٣ ]

''بلاشبہ یقیناً وہ لوگ کافر ہو گئے جنھوں نے کہا بے شک اللہ تو تین میں سے تیسرا ہے۔''

اس طرح کی کئی دیگر آیات کریمہ میں مطلق کفر کا بیان ہے۔ یعنی جو یہ کہے کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے یا اللہ تین میں تیسرا ہے، وہ کافر ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ جو شخص قرآن حکیم میں تحریف کا قائل ہے یا اللہ کے سوا کسی کی بندگی کرتا ہے وہ کافر ہے۔

یہ تکفیر کی ایسی صورت ہے جس میں کسی خاص فرد یا گروہ یا جماعت کو متعین کر کے کافر مشرک نہیں کہا گیا، ہم نے اپنی کتاب ''کلمہ گو مشرک'' میں کسی شخص کو معین کر کے کافر مشرک نہیں کہا بلکہ امور شرک بیان کیے ہیں اور بتایا ہے جو ان کا مرتکب ہوگا اس کا کلمہ اسے نفع نہیں دے گا اگر اس نے موت کا پیغام آنے سے پہلے توبہ نہ کی۔

تکفیر معین کی دلیلوں میں سے قرآن حکیم کی اس قسم کی آیات پیش کی جا سکتی ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَلَآ إِنَّ ثَمُودَا۟ كَفَرُوا۟ رَبَّهُمْ﴾ [ هود : ٦٨ ]

''سن لو! بے شک ثمود نے اپنے رب کا انکار کیا۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ثمود کے کفر کا تعین کر دیا ہے۔

بعض کم علم اور جاہل لوگ اکثر یہ غلطی کرتے ہیں کہ بات تکفیر مطلق سے شروع کر کے پھر تکفیر کا حکم معین فرد پر عائد کر دیتے ہیں۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"والتحقيق في هذا أن القول قد يكون كفرا كمقالات الجهمية الذين قالوا : إن الله لا يتكلم ولا يرى فى الآخرة ولكن قديخفى على بعض الناس أنه كفر، فيطلق القول بتكفير القائل، كما قال

السلف من قال القرآن مخلوق فهو كافر ومن قال إن الله لا يرى في الآخرة فهو كافر ولا يكفر الشخص معين حتى تقوم عليه الحجة." [ مجموع الفتاوى : ٧/ ٦١٩ ]

''اس مسئلہ میں تحقیق یہ ہے کہ بسا اوقات قول کفریہ ہوتا ہے جیسے جہمیہ کے اقوال کہ بے شک اللہ کلام نہیں کرتا، اور آخرت میں دکھائی نہیں دے گا، لیکن بعض لوگوں پر یہ بات مخفی رہتی ہے کہ یہ قول کفر ہے تو قائل کی مطلق تکفیر کی جاتی ہے جیسا کہ سلف صالحین کہتے تھے کہ جس نے کہا قرآن مخلوق ہے وہ کافر ہے۔ اور جس نے کہا بلاشبہ آخرت میں اللہ کی رؤیت نہیں ہوگی وہ کافر ہے۔ جبکہ کسی معین شخص کی اتنی دیر تک تکفیر نہیں ہوگی جب تک اس پر حجت قائم نہیں کی جاتی۔''

اسی طرح شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ومسألة تكفير المعين مسألة معروفة إذا قال قولًا يكون القول به كفرًا، فيقال : من قال بهذا القول فهو كافر، لكن الشخص المعين إذا قال ذالك لا يحكم بكفره، حتى تقوم عليه الحجة التي يكفر تاركها." [ الدررالسنية : ٨/ ٢٤٤ بحواله التكفير وضوابطه، شيخ ابراهيم بن عامر الرحيلي، ص : ١١٩ ]

''تکفیر معین کا مسئلہ معروف ہے جب کوئی شخص بات کہتا ہے اور وہ قول کفر ہوتا ہے تو کہا جاتا ہے جس نے یہ قول کہا وہ کافر ہے، لیکن جب کوئی معین شخص وہ بات کہے گا تو اس وقت تک اس پر کافر ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا جب تک کہ اس پر وہ حجت قائم ہو جائے جس کا تارک کافر ہو جاتا ہے۔''

اس مختصر سی وضاحت کا مقصد یہ ہے کہ مطلق اور معین تکفیر کا فرق بھی ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے تا کہ کسی فرد، جماعت یا ادارے کی تکفیر سے پہلے اچھی طرح اصول و ضوابط کو دیکھا جائے، جلد بازی کرتے ہوئے کہیں اللہ کے غضب کا شکار نہ ہو جائیں اور امت مسلمہ کے

ناحق خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگ نہ بیٹھیں۔

ہم نے کتاب کے اس حصے میں قرآن وسنت، سلف صالحین ائمہ اور فقہاء ومحدثین کی تصریحات کو مدنظر رکھتے ہوئے کچھ ایسے اصول وضوابط تحریر کیے ہے جن کو تکفیر سے قبل دیکھنا ضروری ہے اگرچہ ائمہ کے کلام کا احاطہ نہیں ہے اور نہ یہ ممکن ہے، لیکن کافی حد تک قارئین کو مواد فراہم ہوگا اور اکثر حوالہ جات ان کتب سے ماخوذ ہیں جو ہمارے مکتبہ میں موجود ہیں، جبکہ چند ایک ایسے حوالہ جات ہیں جو ہم نے کسی معتبر ماخذ کے حوالے سے لکھے ہیں، لہٰذا ہم نے یہاں پر کچھ مبادیات اور اصول بیان کیے ہیں، کیونکہ کسی بھی دنیاوی یا دینی علم کو حاصل کرنے کے لیے ہم پہلے اس کی بنیادی باتیں اور اس کے اصول کا علم حاصل کرتے ہیں، جیسا کہ تفسیر میں اصولِ تفسیر، حدیث میں اصولِ حدیث اور فقہ میں اصولِ فقہ وغیرہ تاکہ ہم اس مضمون کے ساتھ کما حقہ اس کے تقاضے پورے کرسکیں۔

ہر علم میں اس کے اصول وضوابط اس لیے سیکھے جاتے ہیں کہ اس میں خطا وغلطی سے بچا جاسکے۔

لہٰذا مسئلہ تکفیر میں بھی کچھ اصول وضوابط ہیں جن کی معرفت حاصل کرنا ہر ذی علم پر فرض ہے کہ اس صورت میں ہی وہ اپنے اوپر عائد فرائض سے سبکدوش ہوسکتا ہے۔

اور اگر کوئی شخص اس مسئلہ میں اس کی شرائط وضوابط کو مدنظر نہیں رکھتا تو سب سے پہلے وہ تکفیر اس پر ہی لوٹ رہی ہے اور وہ واضح طور پر اپنے لیے اپنی ہلاکت کا سامان مہیا کر رہا ہے اور ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہوگا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهِ أَحَدُهُمَا »

[ بخاري، كتاب الأدب، باب من أكفر أخاه...... : ٦١٠٣ ]

”جب آدمی اپنے بھائی سے کہے اے کافر! تو اس کفر کے ساتھ دونوں میں سے ایک لوٹ آتا ہے۔“

اسی طرح یہی حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔

ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

« وَمَنْ رَمَى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ » [ بخاري، كتاب الأدب، باب من اكفر أخاه...... : ٦١٠٥ ]

''جس نے کسی مومن پر کفر کی تہمت لگائی تو وہ اس کے قتل کرنے کی طرح ہے۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے ان احادیث پر یوں باب باندھا ہے: "باب من كفر أخاه بغير تاويل فهو كما قال" ''جس نے اپنے مسلمان بھائی کو تاویل کے بغیر کافر کہا تو وہ خود کافر ہو جائے گا۔''

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس باب کی شرح میں لکھتے ہیں:

''امام بخاری رحمہ اللہ نے مطلق خبر کو بغیر تاویل کے ساتھ مقید کیا ہے، یعنی تاویل اور دلیل کے بغیر اگر کسی نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہہ دیا تو کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے اور اگر کافر کہنے کی واضح نص اور دلیل موجود ہو تو پھر کہنے والا کافر نہیں ہوگا۔'' [ فتح الباري : ١٣/ ٦٧٩۔ ٦٨٠ ط۔ دار طيبة ]

متاول یا جاہل کی تکفیر کا علیحدہ باب باندھا ہے جو کہ "الموسوعة الفقهيه الكويتيه" میں مرقوم ہے۔

"ويجب كذلك على النّاس اجتناب هذا الأمر والفرار منه وتركه لعلمائهم لخطره العظيم." [ الموسوعة الفقهية الكويتية ١٣/ ٢٢٨ ]

''لوگوں پر واجب ہے کہ وہ تکفیر مسلم سے اجتناب وفرار اختیار کریں اور اس کو اپنے علماء پر چھوڑ دیں کیونکہ تکفیر ایک بہت بڑا خطرناک مرحلہ ہے۔''

امام ابن حبان رحمہ اللہ مسئلہ تکفیر پر احادیث بیان کرتے ہوئے ان پر جو باب باندھتے ہیں وہ بھی بڑا قابل توجہ ہے، بیان کرتے ہیں کہ "ذكر البيان بأن من أكفر إنسانا فهو كافر لا محالة" جو کسی مسلمان انسان کو کافر قرار دیتا ہے وہ لامحالہ کافر ہو جاتا ہے۔'' اس کی تائید مسند احمد کی ایک مرفوع حدیث سے ہوتی ہے جسے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا

ہے۔[ صحیح ابن حبان : ١/٤٨٣ ]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أَيُّمَا رَجُلٍ كَفَّرَ رَجُلاً فَأَحَدُهُمَا كَافِرٌ » [ إسناده صحيح على شرط الشيخين، مسند أحمد، ٩/٢٠٠، ح : ٥٢٦٠، مؤسسة الرسالة ]

''جس شخص نے بھی کسی شخص کو کافر قرار دیا تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہے۔''

مسند احمد کے محققین نے اسے شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

لہٰذا کسی پر کفر کا فتویٰ یا فیصلہ اور حکم لگانا کوئی آسان کام نہیں کہ ہر شخص تو درکنار ہر عالم دین بھی اس پر فائز ہو۔ اس کی واضح مثالیں ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد مبارکہ میں نظر آتی ہیں۔

مثلاً ایک آدمی سفر میں تھا تو اس کی عورت کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا اور عورت کا دودھ رک گیا تو وہ شخص اسے چوسنے لگا تو دودھ اس کے حلق میں داخل ہو گیا، وہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انھوں نے کہا: وہ تم پر حرام ہو گئی ہے۔ پھر وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے مسئلہ پوچھا تو عبداللہ بن مسعود ابوموسیٰ سے کہنے لگے، آدمی کو جو فتویٰ دے رہے ہو اس پر غور کرو۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: آپ کیا کہتے ہیں؟ تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رضاعت صرف وہ ہے جو دو سالوں میں ہو، تو ابوموسیٰ نے کہا:

"لا تسألوني عن شيء ما دام هذا الحبر بين أظهركم." [ مؤطا، كتاب الرضاع : ١٤۔ مسند أحمد : ٤١١٤، ٧/١٨٥۔١٨٦۔ إرواء الغليل : ٧/٢٢٣۔ ٢٢٤۔ كتاب الأم للشافعي : ٥/٢٩۔ السنن الكبرىٰ للبيهقي : ٧/٤٦٢۔ معرفة السنن والآثار : ٦/٩٥، ح : ٤٧٣٥۔ سنن سعيد بن منصور : ١/٢٤٢، ح : ٩٧٥۔ عبد الرزاق : ٧/٤٦٣، ح : ١٣٨٩٥ یہ روایت موقوفاً صحیح ہے۔ ]

''جب تک یہ (عبداللہ بن مسعود جیسا) عالم تمھارے اندر موجود ہے مجھ سے کوئی مسئلہ نہ پوچھو۔''

خلافت راشدہ کے وقت صرف چند صحابہ کرام اس مَسند پر فائز تھے، باوجود اس امر کے کہ ان سب کے علم کا منبع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ تھی، اور انھوں نے وحی کو اترتے

دیکھا، اس پر براہ راست عمل ہوتے ہوئے دیکھا، لیکن اس کے باوجود اس افضل گروہ میں یہ امر ہمیں نظر نہیں آتا اور اگر ایسا مسئلہ کہیں سامنے آیا بھی تو نبی کریم ﷺ کے تہدیدی کلمات اور ناراضی نظر آتی ہے۔ ''کیا تو نے اس کا دل چیر کے دیکھا تھا۔''

## خلاصۂ قول:

اس مسئلہ میں اہل علم ہی عہدہ برآ ہو سکتے ہیں جو کہ ان تمام علوم پر متمکن ہوں اور حکم لگانے سے قبل مندرجہ ذیل چند امور پر بالخصوص غور کریں:

① محکوم علیہ (جس پر کفر کا حکم لگایا جا رہا ہو) کی صورتحال سے مکمل واقفیت۔

② جس ضمن میں حکم لگایا جا رہا ہے، کیا اس کے تقاضے پورے کیے گئے ہیں۔

③ جو حکم لگایا جا رہا ہے اس ضمن میں حجت قائم کی گئی ہے، یعنی اس کے تقاضے پورے کیے گئے ہیں۔

## ضابطہ اول:

تکفیر شرعی امور میں سے ایک حکم ہے جو صرف اور صرف رب کریم اور اس کے رسول کا حق ہے اور اس کے حق میں کوئی جماعت، افراد، عقل، ذوق، تعصب اور حمیت وغیرہ کا عمل دخل نہیں ہے۔

جیسا کہ گذشتہ صفحات میں کفر کی تعریف میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ تکفیر کے نتائج و عواقب کیا کیا ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا ان منفی نتائج و عواقب سے بچنے کے لیے اس منہج کو اختیار کریں کہ تکفیر ایک شرعی مسئلہ ہے جو کہ صرف اور صرف رب کریم اور اس کے رسول کا حق ہے جیسا کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

« بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، فِي مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا، وَعُسْرِنَا، وَيُسْرِنَا، وَأَثَرَةٍ عَلَيْنَا، وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا، عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ فِيهِ بُرْهَانٌ » [ بخاری، كتاب الفتن، باب قول

النبی ﷺ سترون بعدي أمورا تنكرونها : ٧٠٥٦ـ مسلم، كتاب الامارة : ١٧٠٩/٤٢ـ مسند أحمد : ٣٥٣/٣٧، ح : ٢٢٦٧٩، ٢٢٧٣٧ـ بیهقی : ١٤٥/٧ـ شرح السنة للبغوی : ٢٤٥٧ ]

''رسول اللہ ﷺ نے ہم سے احکام سننے، اطاعت کرنے پر بیعت لی، خواہ ہماری خوشی ہو یا ناخوشی، ہماری تنگی ہو یا آسانی، خواہ ہم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے کہ ہم حکومت کے معاملے میں حکام سے جھگڑا نہیں کریں گے، سوائے اس کے کہ تم ایسا کفر صریح دیکھو کہ تمھارے پاس اللہ کی طرف سے اس کفر صریح پر دلیل واضح ہو۔''

طبرانی کی روایت میں ''كُفْرًا بَوَاحًا'' کی جگہ ''كُفْرًا صَرَاحًا'' آیا ہے۔

[ فتح الباري : ٤٤٠/١٦ ط۔ دار طيبة ]

''تم صریح اور کھلم کھلا کفر دیکھ لو۔''

اس حدیث میں « عِنْدَكُمْ مِنْ اللَّهِ فِيهِ بُرْهَانٌ » کے الفاظ بتاتے ہیں کہ مسلمان کو کافر قرار دینے کے لیے بندے کی اپنی خواہشات، آراء، تعصب وحمیت، ضد و ہٹ دھرمی اور ظن وتخمین وغیرہ کا دخل نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کا حق ہے۔ اللہ کی طرف سے کوئی منصوص آیت یا نبی کریم ﷺ کی ایسی صحیح وصریح حدیث جس میں کسی قسم کا احتمال نہ ہو، وہ چاہیے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ راقم ہیں:

''أي نص آية أو خبر صحيح لا يحتمل التأويل.''

[ فتح الباري، لابن حجر : ٤٤٠/١٦ـ نیز دیکھیں : التوضيح لشرح الجامع الصحيح لابن الملقن : ٢٨٥/٣٢ ط، دار الفلاح۔ شرح الجامع الصحيح لكرماني : ١١٣/٢٤، دار إحياء التراث العربی۔ الفجر الساطع للزرهونی : ٣٠٧/١٠ ط، مكتبة الرشد، مصابيح الجامع للدمامينی : ٢٨٩/١٢ ناشر الفاروق الحديثية۔ كشف المشكل لابن الجوزی : ٢٣٩/٨ ط، دار الكتب العلمية۔ اللامع الصبيح للبرماوی : ١٣/١٧ ط۔ دار النوادر۔ عمدة القاری للعينی : ١٧/٢٠ المكتبة التوفيقية۔ عون الباري للقنوجي : ٣٠٥/٦ ط۔ دار الكتب العلمية ]

"اللہ کی طرف سے برہان سے مراد کسی آیت کی نص یا صحیح ناقابل تاویل حدیث ہو۔"

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" آية أو سنة لا تحتمل التأويل."

"اللہ کی طرف سے کوئی آیت یا ایسی سنت ہو جو تاویل کے قابل نہ ہو۔"

شیخ محمد بن صالح العثیمین فرماتے ہیں:

" وقوله: « إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا، عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ فِيهِ بُرْهَانٌ » ففي هذه الحال ننازعهم، لكن انظر للشروط: الأول: « أن تروا » أي: أنتم بأنفسكم، لا مجرد السماع، لأننا ربما نسمع عن ولاة الأمور أشياء فإذا تحققنا لم نجدها صحيحة، فلا بد أن نحن بانفسنا مباشرة، سواء كانت هذه الرؤية رؤية علم أم رؤية بصر، المهم أن نعلم. الثاني: « كفرا » أي: لا فسوقا فإننا لو رأينا فيهم أكبر الفسوق فليس لنا أن ننازعهم الأمر. الثالث: « بواحا » أي: صريحا ليس فيه تأويل، فإن كان فيه تأويل ونحن نراه كفرا، لكن هم لا يرونه كفرا، سواء كانوا لا يرونه باجتهاد منهم أو بتقليد من يرونه مجتهدا، فإننا لا ننازعهم ولو كان كفرا، ولهذا كان الإمام أحمد يقول: إن من قال: القرآن مخلوق فهو كافر، والمأمون كان يقول: القرآن مخلوق، ويدعوا الناس إليه ويحرص عليه، ومع ذلك كان يدعوه بأمير المؤمنين، لأنه يرى أن القول بخلق القرآن بالنسبة له ليس بواحا، أي: صريحا، فلا بد أن يكون هذا الكفر صريحا لا يحتمل التأويل فإن كان يحتمل التأويل فإنه لا يحل لنا أن ننازع الأمر أهله. الرابع: « عندكم

من الله فيه برهان » أي : دليل قاطع، بأنه كفر، لا مجرد أن نرى أنه كفر. ولا مجرد أن يكون الدليل محتملا لكونه كفرا أو غير كفر بل لا بد أن يكون الدليل صريحا قاطعا بأنه كفر." [ شرح صحيح البخاري : ٢٥٩/٤ ط۔ دار المستقبل۔ مصر ]

''نبی کریم ﷺ کا فرمان: ''سلطہ اور حکومت کے لیے ہم ان سے جھگڑا نہ کریں الا یہ کہ تم (ان میں) صریح اور واضح کفر دیکھو، تمھارے پاس اس کے بارے میں اللہ کی طرف سے کوئی کھلی دلیل ہو۔ تو پھر ہم ان سے جھگڑ سکتے ہیں، لیکن شروط پر غور کریں:

① « إلا ان تروا » یعنی تم خود دیکھو محض سنی سنائی بات نہ ہو، اس لیے کہ بسا اوقات ہم حکمرانوں کے بارے میں ایسی باتیں سنتے ہیں جب ان کی تحقیق کرتے ہیں تو انھیں ہم صحیح نہیں پاتے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم روبرو خود دیکھیں خواہ یہ رؤیت علمی ہو یا بصری و عینی۔

② « كفرًا » یعنی وہ کفر ہو فسق نہ ہو، اس لیے اگر ہم ان میں فسق اکبر بھی دیکھ لیں تو ہمارے لیے ان کے ساتھ جھگڑا کرنا جائز نہیں ہے۔

③ « بواحًا » یعنی ایسا صریح اور واضح کفر ہو جس میں تاویل کی گنجائش نہ ہو، اگر اس میں تاویل ہو اور ہم اسے کفر سمجھ رہے ہوں لیکن وہ اسے کفر نہ سمجھ رہے ہوں خواہ وہ اسے اپنے اجتہاد کی وجہ سے کفر نہ سمجھتے ہوں یا جو ان کے خیال میں مجتہد ہے اس کی تقلید کرتے ہوئے کفر نہ سمجھتے ہوں تو ہم ان سے جھگڑا نہیں کریں گے اگرچہ وہ فی نفسہٖ کفر ہو۔ اسی لیے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کہتے تھے:

''جو شخص قرآن کو مخلوق کہے وہ لازماً کافر ہے اور مامون (جو اس وقت حکمران تھا) کہتا تھا قرآن مخلوق ہے اور لوگوں کو اس عقیدے کی دعوت بھی دیتا رہتا تھا اور ترغیب بھی۔ اس کے باوجود امام احمد رحمہ اللہ اسے امیر المومنین کہتے تھے، اس لیے کہ وہ سمجھتے تھے کہ قرآن کو مخلوق ماننا اس کی نسبت سے بواح اور صریح نہیں ہے۔ ضروری ہے کہ وہ کفر صریح ہو تاویل کا احتمال نہ رکھتا ہو، اگر تاویل کا احتمال موجود ہو تو ہمارے لیے ان کے ساتھ جھگڑا کرنا حلال نہیں ہے۔''

④ «عندکم من اللّٰه فیه برهان» تمھارے پاس اللہ کی طرف سے اس کے کفر صریح ہونے میں واضح دلیل یعنی قطعی اور یقینی دلیل ہونی چاہیے کہ یہ کفر صریح ہے، محض ہمارا فہم نہ ہو کہ یہ کفر ہے اور دلیل اس کے کفر ہونے یا نہ ہونے کا احتمال نہ رکھتی ہو، بلکہ ضروری ہے کہ وہ دلیل صریح اور قطعی ہو کہ یہ کفر ہے۔

نوٹ: شیخ صالح عثیمین رحمہ اللہ نے جو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے حوالے سے بات کی ہے اس کی تفصیل کے لیے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مجموع الفتاویٰ ملاحظہ کریں۔

[ مجموع الفتاوٰی لابن تیمیة : ١٢/ ٤٨٧-٤٨٩، ٢٣/ ٣٤٨-٣٤٩ ]

”نیز جس مقصد کے لیے ان اکابرین امت کی عبارات ذکر کی گئی ہیں وہ بڑا واضح ہے کہ کسی مسلمان کو کافر قرار دینے کے لیے آدمی کے پاس اللہ کی جانب سے کھلی اور روشن دلیل ہونی چاہیے جو احتمالات سے پاک اور مبرّا ہو، کیونکہ کسی مسلم کو کافر کہنے کا حق اللہ تعالیٰ کا ہے۔“

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”فقد صرح علی رضی اللّٰه عنه بأنهم مؤمنون لیسوا کفارا ولا منافقین وهذا بخلاف ما کان یقوله بعض الناس کأبی إسحاق الإسفراییني ومن اتبعه یقولون: لا نکفر إلا من یکفر فإن الکفر لیس حقا لهم بل هو حق للّٰه ولیس للإنسان أن یکذب علی من یکذب علیه ولا یفعل الفاحشة بأهل من فعل الفاحشة بأهله بل ولو استکرهه رجل علی اللواطة لم یکن له أن یستکرهه علی ذلك ولو قتله بتجریع خمر أو تلوط به لم یجز قتله بمثل ذلك لأن هذا حرام لحق اللّٰه تعالٰی ولو سب النصاری نبینا لم یکن لنا أن نسبَّ المسیح والرافضة إذا کفروا أبا بکر وعمر فلیس لنا أن

نکفر علیا." [ منهاج السنة لابن تيمية : ٢٤٤/٥ بتحقيق دكتور محمد رشاد سالم، ط، اولى ١٤٠٦ھ بمطابق ١٩٨٦م ]

''بلاشبہ علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کے مؤمنین ہونے کی تصریح کی ہے کہ وہ کفار تھے اور نہ ہی منافقین اور یہ بات اس سوچ کے خلاف ہے، جیسا کہ بعض لوگ ابو اسحاق اسفرائینی کی طرح کے اور اس کے پیروکار کہتے ہیں کہ ''ہم صرف اس کی تکفیر کریں گے جو ہماری تکفیر کرے گا۔'' پس یہ اصول غلط ہے، تکفیر ان کا حق نہیں بلکہ وہ اللہ کا حق ہے اور نہ ہی انسان کے لیے جائز ہے کہ جو اس پر جھوٹ بولے، یہ بھی اس پر جھوٹ بول دے اور نہ ہی وہ کسی کے اہل خانہ کے ساتھ کوئی برائی کرے کہ جس نے اس کے اہل خانہ کے ساتھ برائی کی ہو بلکہ اگر کوئی آدمی اسے قوم لوط والے عمل پر مجبور کرے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ یہ بھی اس کام کے لیے اس پر جبر کرے اور اگر کسی آدمی نے شراب کے گھونٹ پلا کر کسی کو قتل کیا ہو یا اس کے ساتھ اغلام بازی کی ہو تو اس کی مثل اسے قتل کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ حرام ہے اللہ تعالیٰ کے حق کی وجہ سے۔ اگر نصاریٰ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں تو ہمیں لازم نہیں کہ ہم بھی عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دیں اور اگر روافض ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تکفیر کریں تو ہم علی رضی اللہ عنہ کی تکفیر ہرگز نہیں کریں گے۔''

اور ایک جگہ فرمایا کہ

"فلهذا كان أهل العلم والسنة لا يكفرون من خالفهم وإن كان ذلك المخالف يكفرهم لأن الكفر حكم شرعي فليس للإنسان أن يعاقب بمثله كمن كذب عليك وزنى بأهلك ليس لك أن تكذب عليه وتزني بأهله لأن الكذب والزنا حرام لحق الله وكذلك التكفير حق لله فلا يكفر إلا من كفره الله و رسوله."

[ الاستغاثة في الرد على البكري لابن تيمية : ٣٨١/١ ط۔ دار الوطن الرياض ]

''اس لیے علم اور سنت والے لوگ اپنے مخالفین کی تکفیر نہیں کرتے چاہے ان کا مخالف ان کی تکفیر کرے، پس تکفیر حکم شرعی ہے اور انسان کے لیے جائز نہیں کہ اس کا تعاقب بھی تکفیر سے ہی کرے جیسے کوئی تجھ پر جھوٹ باندھے اور تیری بیوی کے ساتھ زنا کرے تو لازم نہیں کہ تو بھی جھوٹ باندھے اور اس کی بیوی کے ساتھ زنا کر کے برائی کا بدلا لے کیونکہ جھوٹ اور زنا اللہ کے حق کی وجہ سے حرام ہیں اور اسی طرح تکفیر اللہ کا حق ہے تو اس وقت تک کوئی آدمی کافر قرار نہیں دیا جائے گا جب تک اللہ اور اس کے رسول نے اس کی تکفیر نہ کی ہو۔''

اسی طرح شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"فإن الإيجاب والتحريم والثواب والعقاب والتكفير والتفسيق هو إلى الله ورسوله ، ليس لأحد في هذا حكم وإنما على الناس إيجاب مأ اوجبه الله ورسوله ؛ وتحريم ما حرمه الله ورسوله."
[ مجموع الفتاویٰ لابن تيمية : ٥/٥٥٤،٥٥٥ ]

''یقیناً کسی چیز کو واجب وحرام ٹھہرانا اور ثواب وعقاب اور تکفیر وتفسیق اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ہے۔ اس میں کسی بھی فرد کا کوئی حکم نہیں۔ لوگوں پر صرف وہ چیز واجب ہے جسے اللہ اور اس کے رسول نے واجب کیا اور وہ چیز حرام ہے جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا۔''

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"فإن الكفر والفسق أحكام شرعية ليس ذلك من الأحكام التى يستقل بها العقل فالكافر من جعله الله ورسوله كافرا والفاسق من جعله الله ورسوله فاسقا." [ منهاج السنة لابن تيمية : ٥/٩٢ ]

''بے شک کفر اور فسق شرعی احکام ہیں۔ یہ ان احکام میں سے نہیں ہیں جن کے

ساتھ عقل مستقل ہوتی ہے۔ سو کافر وہ ہے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کافر قرار دیا اور فاسق وہ ہے جسے اللہ اس کے رسول نے فاسق قرار دیا ہے۔"

اسی طرح امام غزالی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

"کفر ایک شرعی حکم ہے جیسے رق اور حریت وغیرہ کیونکہ کسی کی تکفیر کا مطلب ہے اس کا خون ہم پر حلال ہو گیا اور وہ جہنم میں ہمیشہ رہے گا، پس اس کی تکفیر کا فیصلہ نص قرآنی یا حدیث سے کیا جائے گا۔" [ فيصل التفرقة بين الاسلام والزندقة للغزالي : ١٢٨ ]

علامہ ابن الوزیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بے شک تکفیر ایک سمعی یعنی شرعی حکم ہے، اس میں عقل کا کوئی دخل نہیں اور جب تک دلیل قطعی نہ وارد ہو جائے تکفیر نہ کی جائے گی۔" [ العواصم والقواصم لابن الوزير : ٤/١٧٨ ]

اور امام ابن القیم رحمہ اللہ نے اس بات کو اپنے قصیدہ نونیہ میں یوں نظم کیا:

الكفر حق الله ثم رسوله   بالنص الثابت لا بقول فلان

[ قصيدة نونية ص : ١٩٢ ناشر مكتبة ابن تيمية، القصيدة النونية مع شرحه : ٢/٢٦٧ ط۔ دار الكتب العلمية بيروت وفي نسخة : ٢/٦٣٣ ط، مصر ]

"تکفیر صرف اللہ اور اس کے رسول کا حق ہے، یعنی نصوص قطعیہ کے ساتھ نہ کہ کسی کے قول کی وجہ سے۔"

اس کی شرح میں دکتور محمد خلیل ہراس لکھتے ہیں:

"إنه ليس لأحد من الناس أن يكفر أحدا لمخالفته له في رأيه بل التكفير حق الله ورسوله وحدهما فلا يثبت إلا بالنص ولا يقع برأي احد ولا بقوله فمن كفره الله ورسوله فهو الكافر حقا."

[ شرح قصيدة نونية : ٢/٢٦٨ ]

"بلاشبہ لوگوں میں سے کسی کا حق نہیں ہے کہ وہ دوسرے کو رائے میں مخالفت کی

بنیاد پر کافر کہے بلکہ تکفیر صرف اللہ اور اس کے رسول کا حق ہے جو نص شرعی کے بغیر ثابت نہیں ہوتی، اور نہ ہی کسی کی رائے یا قول کے ساتھ تکفیر واقع ہوتی ہے، جس کو اللہ اور اس کے رسول نے کافر قرار دیا وہ پکا کافر ہے۔''

الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ ایک سوال ''کیا آپ اہل تاویل کی تکفیر یا تفسیق کرتے ہیں؟'' کے جواب میں لکھتے ہیں:

''فإن قال قائل : هل تكفرون أهل التأويل او تفسقونهم؟ قلنا : الحكم بالتكفير والتفسيق ليس إلينا، بل هو إلى الله تعالىٰ ورسوله صلى الله عليه وسلم، فهو من الأحكام الشرعية التى مردها إلى الكتاب والسنة، فيجب التثبت فيه غاية التثبت، فلا يكفر ولا يفسق إلا من دل الكتاب والسنة على كفره أو فسقه.''
والأصل فى المسلم الظاهر العدالة بقاء إسلامه وبقاء عدالته، حتى يتحقق زوال ذلك عنه بمقتضى الدليل الشرعى، ولا يجوز التساهل فى تكفيره أو تفسيقه لأن فى ذلك محذورين عظيمين أحدهما: افتراء الكذب على الله تعالىٰ فى الحكم وعلى المحكوم عليه فى الوصف الذى نبزه به الثانى : الوقوع فيما نبز به أخاه إن كان سالما منه، ففي صحيح مسلم عن عبد الله بن عمر رضى الله عنهما أن النبى صلى الله عليه وسلم قال : « إِذَا كَفَّرَ الرَّجُلُ أَخَاهُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا »، وفى رواية : « إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ »، وفيه عن أبى ذر رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم : « وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوَّ اللّٰهِ. وَلَيْسَ كَذَلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ » وعلى هذا فيجب قبل الحكم على المسلم

بكفر أو فسق أن ينظر في أمرين، أحدهما : دلالة الكتاب أو السنة على أن هذا القول أو الفعل موجب للكفر أو الفسق الثاني: انطباق هذا الحكم على القائل المعين أو الفاعل المعين، بحيث تتم شروط التكفير او التفسيق في حقه، وتنتفي الموانع"

[ الواعد المثلى في صفات الله وأسمائه الحسنى لابن العثيمين : ۸۷، ۸۸ ]

''کسی کی تکفیر یا تفسیق ہمارا حق نہیں بلکہ وہ تو اللہ اور اس کے رسول کا حق ہے، پس وہ شرعی احکام میں سے ہے جس کا منبع اور ماخذ کتاب وسنت ہے تو اس کو ہی ثابت رکھنا چاہیے۔ لہٰذا نہ تو کسی کی تکفیر کی جائے اور نہ ہی تفسیق حتی کہ اس کے کفر اور فسق پر واضح دلیل نہ آ جائے۔ کیونکہ کسی بھی مسلمان کی بنیاد اس کا اسلام اور اس کی صداقت و عدالت ہے۔ یہاں تک کہ کسی دلیل قطعی کے مخالفت میں وارد ہونے کے بعد اس کے اسلام کا کمال یا مکمل اسلام ہی زائل ہو جاتا ہے، یا اس کی صداقت اور عدالت ختم ہو جائے، کیونکہ ہم اگر کسی کی تکفیر کرتے ہیں تو اس کے دو عظیم خطرات ہیں : اول : اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا، حکم اور محکوم کے ضمن میں۔ دوم : اگر تکفیر غلط کی گئی ہے تو اس پر لوٹ آئے گی۔ لہٰذا کسی کی تکفیر سے قبل مندرجہ ذیل دو امور پر مکمل نظر ڈالنا لازمی ہے، کتاب وسنت کی اس بات پر دلالت کہ یہ فعل یا قول کفریہ ہے یا فسق پر مشتمل ہے۔ اور اس حکم کا محکوم پر مکمل انداز میں انطباق ہونا کہ تکفیر کی تمام شرائط پوری ہوں اور اس میں کوئی مانع نہ پایا جائے۔''

## خلاصۂ قول :

ان جلیل القدر علماء و فضلاء کے اقوال سے جو باتیں ظاہر ہوئی ہیں وہ ہم نکات کی صورت میں درج کرتے ہیں تا کہ ذہن نشین ہو جائیں :

① تکفیر صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول کا حق ہے۔

② تکفیر ایک شرعی مسئلہ ہے نہ کہ عقلی۔

③ تکفیر میں کسی قسم کے عقلی جذبات کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

④ تکفیر صرف اور صرف نصوص قطعیہ کے وارد ہونے پر کی جائے گی۔

⑤ تکفیر کے نتائج میں :

اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ (اگر تکفیر درست نہ ہو)۔

اس کے خون کے حلال ہونے کا بیان۔

غلط تکفیر مکفِر پر لوٹ آئے گی۔

⑥ مخالفت میں تکفیر کرنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔

## ضابطہ دوم، قیامِ حجت اور زوالِ شبہات :

کسی بھی مسلمان کی تکفیر اس کے قول، فعل یا اعتقاد پر نہیں کی جائے گی یہاں تک کہ اس پر حجت قائم نہ کر دی جائے اور اس سے متعلقہ امور میں شبہات کو زائل نہ کر دیا جائے۔

اس حجت کو قرآن مجید نے اس طرح بیان کیا ہے :

﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ [ الإسراء : ١٥ ]

”اور ہم کبھی عذاب دینے والے نہیں، یہاں تک کہ کوئی پیغام پہنچانے والا بھیجیں۔“

علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

”واللّٰه تعالٰى أعدل العادلين لا يعذب أحدا حتى تقوم عليه الحجة بالرسالة ثم يعاند الحجة. وأما من انقاد للحجة أو لم تبلغه حجة الله تعالٰى فإن الله تعالٰى لا يعذبه. واستدل بهذه الآية علٰى أن أهل الفترات وأطفال المشركين، لا يعذبهم اللّٰه حتى يبعث إليهم رسولا لأنه منزه عن الظلم.“ [ تفسير السعدي، ص : ٥٢٩ طـ دار إحياء التراث العربي ]

”اللہ تبارک و تعالیٰ سب سے بڑا عادل ہے، اس وقت تک کسی کو عذاب نہیں

دے گا جب تک اس پر رسالت کی حجت نہ قائم ہو جائے اور یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے حجت کے ساتھ عناد کا مظاہرہ کیا ہے۔ رہا وہ شخص جس نے رسالت کی اس حجت کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا یا اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی حجت پہنچی ہی نہیں تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو عذاب نہیں دے گا۔ اس آیت کریمہ سے استدلال کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل فترات (یعنی اس زمانے یا علاقے کے لوگ جن تک نبوت نہیں پہنچی) اور مشرکین کے بچوں کو عذاب نہیں دے گا جب تک ان کی طرف رسول نہ بھیج دے، کیونکہ وہ ظلم سے پاک اور منزہ ہے۔"

[ تفسیر سعدی اردو : ٢/ ١٤٥٠۔١٤٥١ ط۔ دار السلام ]

تقریباً یہی بات شیخ صالح العثیمین نے اپنی تفسیر "التفسیر الثمین": (١٦٠/٥) میں بیان کی ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"أن اللہ لا یھلك أمة بعذاب إلا بعد الرسالة إلیھم والإنذار."

[ الجامع لاحکام القرآن : ١٠/ ١٥٢ ]

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ کسی امت کو عذاب کے ساتھ ہلاک نہیں کرتا مگر ان کی طرف رسالت بھیجنے اور آگاہ کرنے کے بعد۔"

امام المفسرین امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وما کنا مھلکي قوم إلا بعد الإعذار إلیھم بالرسل، وإقامة الحجة علیھم بالآیات التی تقطع عذرھم." [ تفسیر طبری : ١٤/ ٥٢٦ ط۔ دار عالم الکتب ]

"اور ہم کسی قوم کو ہلاک نہیں کرتے مگر رسولوں کو ان کی طرف بھیج کر عذر ختم کرنے کے بعد اور ایسی آیات کے ساتھ ان پر حجت قائم کرنے کے بعد جو ان کے عذر ختم کر دے۔"

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وأنه لا يعذب أحدًا إلا بعد قيام الحجة عليه بإرسال الرسول إليه.“ [ تفسير ابن كثير : ١٢٢/٤ بتحقيق عبد الرزاق المهدي ]

”اور وہ کسی کو عذاب نہیں دیتا مگر اس کی طرف رسول بھیج کر، اس پر حجت قائم کرنے کے بعد۔“

علامہ جمال الدین قاسمی سورۂ بنی اسرائیل (۱۵)، طٰہٰ (۱۳۴)، الملک (۸،۹)، الزمر (۷۱) اور فاطر (۳۷) کی آیات ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”إلى غير ذلك من الآيات الدالة على أنه تعالى لا يعذب قومًا عذاب استئصال ولا يدخل أحدا النار إلا بعد إرسال الرسل.“

[ تفسير القاسمي : ٤٥٠/٦ـ طـ دار الكتب العلمية ]

”مذکورہ بالا آیات کے علاوہ بھی کتنی ہی ایسی آیات ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو بیخ کنی کرنے والا عذاب نہیں دیتا اور نہ ہی کسی کو آگ میں داخل کرتا ہے مگر رسولوں کو بھیجنے کے بعد۔“

امام بغوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ إقامة للحجة وقطعا للعذر.“

[ تفسير البغوي : ١٠٧/٣ طـ ادارة تاليفات أشرفية ]

”اللہ کا فرمان: ”اور ہم عذاب دینے والے نہیں یہاں تک کہ کوئی رسول بھیج دیں۔“ یہ حجت قائم کرنے اور عذر ختم کرنے کے لیے ہے۔“

امام ابن عادل الدمشقی نے بھی یہی بات اپنی تفسیر ”اللباب التأويل فی علوم الكتاب“ (۲۳۳/۱۲ طـ دار الکتب العلمیہ بیروت) میں اور اسی طرح علامہ علاء الدین علی بن محمد المعروف بابن خازن نے ”لباب التأويل في معاني التنزيل المعروف تفسير خازن“ (۱۲۵۳ طـ دار الکتب العلمیہ) میں لکھی ہے۔

امام ابو الاسحاق الثعلبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ إقامة للحجة عليهم بالآيات التي تقطع عذرهم." [الكشف والبيان: ٩٠/٦ ط۔ دار إحياء التراث العربي]

"اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں یہاں تک کہ کوئی رسول بھیج دیں۔ ان پر ایسی آیات کے ساتھ حجت قائم کرنے کے لیے جو ان کا عذر ختم کر دیں۔"

نواب صدیق حسن خان قنوجی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"إنه لا يعذب عباده إلا بعد الإعذار إليهم بإرسال رسله وإنزال كتبه فبين سبحانه إنه لم يتركهم سدي ولا اخذهم قبل إقامة الحجة عليهم." [فتح البيان في مقاصد القرآن: ١١٣/٤ ط۔ دار الكتب العلمية]

"اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عذاب نہیں دیتا مگر اپنے رسولوں کو بھیج کر اور کتب نازل کر کے ان کے عذر ختم کرنے کے بعد، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کھول کر واضح کر دیا کہ اس نے انھیں بے کار نہیں چھوڑا اور نہ ہی وہ حجت قائم کرنے سے پہلے ان کی پکڑ کرے گا۔"

علامہ محمد طاہر ابن عاشور رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ودلت الآية على أن الله لا يؤاخذ الناس إلا بعد أن يرشدهم رحمة منه لهم وهي دليل بين على انتفاء مؤاخذة أحد ما لم تبلغه دعوة رسول من الله إلى قوم." [التحرير والتنوير: ٤٣/١٤ ط۔ مؤسسة التاريخ العربي بيروت]

"یہ آیت کریمہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کی رہنمائی کرنے کے بعد ہی مواخذہ کرتا ہے۔ یہ اس کی طرف سے انسانوں کے حق میں رحمت اور اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ جب تک کسی قوم کے پاس اللہ کے کسی رسول کی دعوت

نہیں پہنچتی اس کا مواخذہ نہیں ہے۔"

علامہ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"ظاهر هذه الآية الكريمة : أن الله جلَّ وعلا لا يعذب أحدا من خلقه لا في الدنيا ولا في الآخرة. حتى يبعث إليه رسولاً، ينذره و يحذره فيعصى ذلك الرسول، ويستمر على الكفر والمعصية بعد الإنذار والإعذار." [ اضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن، ص : ٥٤٢ ط۔ دار الكتب العلمية ]

"اس آیت کریمہ کا ظاہری تقاضا یہی ہے کہ اللہ جل وعلا اپنی مخلوق میں سے کسی کو دنیا اور آخرت میں عذاب نہیں دیتا یہاں تک کہ ان کی طرف رسول بھیج دے، جو اسے ڈرائے اور متنبہ کرے، پھر ڈرانے اور عذر ختم کرنے کے بعد وہ رسول کی نافرمانی کرے اور کفر و معصیت پر قائم و دائم رہے۔"

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فتكفير المعين من هؤلاء الجهال وأمثالهم بحيث يحكم عليه بأنه من الكفار لا يجوز الإقدام عليه الا بعد أن تقوم على أحدهم الحجة الرسالية التي يتبين بها أنهم مخالفون للرسل وان كانت هذه المقالة لا ريب أنها كفر، وهكذا الكلام في تكفير جميع "المعينين" مع أن بعض هذه البدعة أشد من بعض وبعض المبتدعة يكون فيه من الإيمان ما ليس في بعض فليس لأحد ان يكفر أحدا من المسلمين وإن أخطأ وغلط حتى تقام عليه الحجة وتبين له المحجة." [ مجموع الفتاوى لابن تيمية :١٢/ ٥٠٠-٥٠١ ]

"ان جاہلوں اور ان کی مثل لوگوں کی طرف سے کسی معین فرد پر کفر کا حکم لگانا اس

اعتبار سے کہ وہ کافروں میں سے ہیں، جائز نہیں ہے۔ الا یہ کہ ان میں سے ہر کسی پر رسالت کی وہ حجت قائم کی جائے جس سے کھل کر واضح ہو جائے کہ وہ رسولوں کی مخالفت کرنے والے ہیں، اگرچہ وہ بات بلا ریب کفریہ ہو۔ اسی طرح تمام معین افراد کا حکم ہے، جبکہ بعض بدعات بعض سے زیادہ سنگین نوعیت کی ہوتی ہیں اور بعض بدعتیوں میں وہ ایمان ہوتا ہے جو بعض میں نہیں ہوتا، کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ مسلمانوں میں سے کسی کی تکفیر کرے اگرچہ وہ خطا کرے یا غلطی کا مرتکب ہو، یہاں تک کہ اس پر حجت قائم کی جائے اور دلیل اس کے لیے کھل کر واضح ہو جائے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ایک اور مقام پر رقمطراز ہیں:

”من كان مومنا بالله ورسوله مطلقا ولم يبلغه من العلم ما يبين له الصواب فانه لا يحكم بكفره حتى تقوم عليه الحجة التى من خالفها كفر إذ كثير من الناس يخطىء فيما يتأوله من القرآن ويجهل كثيرا مما يرد من معانى الكتاب والسنة والخطأ والنسيان مرفوعان عن هذه الأمة والكفر لا يكون إلا بعد البيان.“

[ مجموع الفتاوى لابن تيميه : ١٢/ ٥٢٣۔ ٥٢٤ ]

”جو شخص مطلق طور پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہو اور اس کے پاس وہ علم نہیں پہنچا جو اس کے لیے راہِ صواب کو کھول کر واضح کر دے، اس پر تب تک کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا جب تک اس پر وہ حجت قائم ہو جائے جس کی مخالفت کرنے والا کافر ہوتا ہے۔ بہت سارے لوگ قرآن کی تاویل میں خطا کر جاتے ہیں اور کتاب وسنت کے بہت سارے معانی سے جاہل ہوتے ہیں اور خطا ونسیان دونوں اس امت سے اٹھا دیے گئے ہیں اور کفر کا حکم، بیان وتوضیح کے بعد ہی ہوتا ہے۔“

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ولا خلاف في أن امرا لو أسلم ولم يعلم شرائع الإسلام فاعتقد أن الخمر حلال، وأن ليس على الإنسان صلاة، وهو لم يبلغه حكم الله تعالىٰ لم يكن كافرا بلا خلاف يعتد به، حتى إذا قامت عليه الحجة فتمادى حينئذ بإجماع الأمة فهو كافر.“
[ المحلى : ١٢/١٣٥ وفي نسخة : ١١/٢٠٦ ]

”اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ اگر کوئی شخص اسلام قبول کرے اور اسلام کے مقرر کردہ راستے وہ نہیں جانتا تو اس نے عقیدہ بنا لیا کہ شراب حلال ہے اور انسان کے ذمہ نماز نہیں ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں پہنچا تو وہ کافر نہیں ہوگا، اس میں کوئی قابل ذکر اختلاف نہیں ہے یہاں تک کہ اس پر حجت قائم ہو جائے پھر وہ سرکشی کرے تو اجماع امت ہے کہ وہ کافر ہے۔“

امام ابن حزم ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

”قال اللّٰه عز وجل : ﴿لِأُنذِرَكُم بِهِۦ وَمَنۢ بَلَغَ﴾ [ الأنعام : ١٩ ] وقال تعالىٰ : ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ [ الإسراء : ١٥ ] فنص تعالىٰ ذلك على ان النذارة لا تلزم إلا من بلغته لا من لم تبلغه وأنه تعالىٰ لا يعذب أحدًا حتى ياتيه رسول من عند اللّٰه عزوجل فصح بذلك أن من لم يبلغه الإسلام أصلاً فإنه لا عذاب عليه...... وكذلك من لم يبلغه الباب من واجبات الدين فإنه معذور لا ملامة عليه.“ [ الفصل : ٤/١٠٥، وفي نسخة ٢/٣٦٢ ط، عباس أحمد الباز ]

”اللہ عزوجل نے فرمایا: ”یہ قرآن میری طرف سے وحی کیا گیا ہے تاکہ میں تمھیں اس کے ساتھ ڈراؤں اور اسے بھی جس تک یہ پہنچے۔“ ”اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ہم کبھی عذاب دینے والے نہیں یہاں تک کہ کوئی رسول بھیج دیں۔“

اللہ تعالیٰ نے کھول کر بیان کر دیا کہ تنبیہ اور ڈراوا اسے ہی لازم ہوتا ہے جس تک پہنچے، اور جسے تنبیہ اور وارننگ ملی ہی نہ ہو تو اسے لازم نہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کو بھی اتنی دیر تک عذاب نہیں دیتا یہاں تک کہ اس کے پاس اللہ کی طرف سے رسول آ جائے۔ یہ بات صحیح و درست ہے کہ جس کے پاس اسلام پہنچا ہی نہیں اس پر کوئی عذاب نہیں، اسی طرح وہ آدمی جس تک دین کے واجبات میں سے کوئی بات نہ پہنچی ہو وہ معذور ہے اس پر کوئی ملامت نہیں۔"

امام ابن القیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"أن اللّٰه سبحانه وتعالىٰ لا يعذب أحدًا إلا بعد قيام الحجة عليه، كما قال تعالىٰ: ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ [الإسراء: ١٥] وقال تعالىٰ: ﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾ [النساء: ١٦٥] وقال تعالىٰ: ﴿تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَاۤ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ﴾ [الملك: ٨، ٩] وقال تعالىٰ: ﴿فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ﴾ [الملك: ١١] وقال تعالىٰ: ﴿يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰۤى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ﴾ [الأنعام: ١٣٠] وهذا كثير في القرآن، يخبر أنه إنما يعذّب من جاءه الرسول وقامت عليه الحجة، وهو المذنب الذي يعترف بذنبه."

[طريق الهجرتين، لابن القيم الجوزي، ص: ٤١٣]

"یقیناً اللہ تعالیٰ کسی کو قیام حجت کے بعد ہی عذاب دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا ہے: ''اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں یہاں تک کہ ہم کوئی رسول بھیج دیں۔'' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ایسے رسول جو خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے تھے تاکہ لوگوں کے پاس رسولوں کے بعد اللہ کے مقابلے میں کوئی حجت نہ رہ جائے۔'' اور فرمایا: ''قریب ہوگی کہ غصے سے پھٹ جائے۔ جب بھی کوئی گروہ اس میں ڈالا جائے گا، اس کے نگران ان سے پوچھیں گے کیا تمھارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا؟'' ''وہ کہیں گے کیوں نہیں ؟ یقیناً ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تو ہم نے جھٹلا دیا اور ہم نے کہا اللہ نے کوئی چیز نہیں اتاری۔'' اور فرمایا: ''پس وہ اپنے گناہ کا اقرار کریں گے، سو دوری ہے بھڑکتی ہوئی آگ والوں کے لیے۔'' ''اے جنوں اور انسانوں کی جماعت! کیا تمھارے پاس تم میں سے کوئی رسول نہیں آئے، جو تم پر میری آیات بیان کرتے ہوں اور تمھیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے ہوں؟ وہ کہیں گے ہم اپنے آپ پر گواہی دیتے ہیں اور انھیں دنیا کی زندگی نے دھوکا دیا اور وہ اپنے آپ پر گواہی دیں گے کہ یقیناً وہ کافر تھے۔'' اس طرح کے مقامات قرآن حکیم میں بہت زیادہ ہیں جن میں وہ خبر دیتا ہے کہ وہ رسول کے آنے کے بعد اور حجت قائم ہو جانے پر ہی عذاب دیتا ہے اور گناہ گار وہی ہے جو اپنے گناہ کا اعتراف کر لیتا ہے۔''

نیز دیکھیں: [ الزمر : ٧١، الأنعام : ١٣٠، فاطر : ٣٧، القصص : ٥٩، الملك : ٨،٩ ]

امام ابن قیم ﷫ مزید لکھتے ہیں:

'' أن العذاب يستحق بسببين، أحدهما : الإعراض عن الحجة وعدم إرادتها والعمل بها وبموجبها. الثاني : العناد لها بعد قيامها وترك إرادة موجبها. فالأول كفر إعراض والثاني كفر عناد. وأما كفر الجهل مع عدم قيام الحجة وعدم التمكن من

معرفتها فهذا الذی نفی الله التعذیب عنه حتی تقوم حجة الرسل.'' [ طریق الهجرتین لابن القیم الجوزی ص : ٤١٤ ]

''بلاشبہ عذاب کا حق دار دو اسباب کی بنا پر ٹھہرایا جاتا ہے، ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ حجت شرعیہ سے اعراض اور منہ موڑ لینا، اس حجت اور اس پر عمل کرنے کا ارادہ ہی نہ کرنا۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ حجت قائم ہونے کے بعد اس کے ساتھ عناد رکھنا اور اس کے نتیجہ اور اثر کا ارادہ ہی ترک کر دینا، پہلی صورت کفرِ اعراض ہے اور دوسری صورت کفرِ عناد ہے۔ بہر کیف حجت کے قائم نہ ہونے اور اس کی اچھی طرح معرفت حاصل نہ ہونے کے ساتھ کفرِ جہل وہ چیز ہے جس سے اللہ نے عذاب دینے کی نفی کی ہے یہاں تک کہ رسولوں کی حجت قائم ہو جائے۔''

علامہ شاطبی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۹۰ھ) قرآن کی طرف جن علوم کی اضافت کی گئی ہے ان کی اقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

''فمن ذلك : عدم المؤاخذة قبل الإنذار، ودل علی ذلك إخباره تعالی عن نفسه بقوله : ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ [ الإسراء : ١٥ ] فجرت عادته فی خلقه أنه لا یؤاخذ بالمخالفة إلا بعد إرسال الرسل، فإذا قامت الحجة علیهم: ﴿فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن شَاءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ [ الكهف : ٢٩ ] ولكل جزاء مثله.'' [ الموافقات : ٤/ ٢٠٠ بتحقیق أبي عبیدة مشهور حسن آل سلمان ]

''تنبیہ سے قبل مؤاخذہ نہ کرنا اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا اپنا قول ہے : ''اور ہم عذاب دینے والے نہیں یہاں تک کہ کوئی رسول بھیج دیں۔'' مخلوق کے بارے اس کی یہ عادت جاری و ساری ہے کہ وہ رسولوں کے بھیجنے کے بعد ہی مخالفت پر پکڑتا ہے، جب ان پر حجت قائم ہو جائے ''تو پھر جو چاہے ایمان لائے اور جو

چاہے کفر کرے۔" ہر ایک کے لیے اس کی مثل بدلا ہے۔"

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ [التوبة : ١١٥]

"اور اللہ کبھی ایسا نہیں کہ کسی قوم کو اس کے بعد گمراہ کر دے کہ انھیں ہدایت دے چکا ہو، یہاں تک کہ ان کے لیے وہ چیزیں واضح کر دے جن سے وہ بچیں۔ بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔"

امام المحدثین والفقہاء امام بخاری رحمہ اللہ نے قرآن حکیم کی اس آیت کو "كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم" کے چھٹے باب "باب قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم" میں ذکر کیا۔ اور ثابت کیا کہ خوارج اور ملحدین کے ساتھ قتال ان پر حجت قائم کرنے کے بعد ہے۔

علامہ عینی اس کی شرح میں رقمطراز ہیں:

"يشير البخاری بذلك إلى أنه لا يجب قتال خارجي ولا غيره إلا بعد الإعذار عليه ودعوته إلى الحق وتبيين ما التبس عليه فإن أبى عن الرجوع إلى الحق وجب قتاله بدليل الآية التي ذكرها."
[عمدة القاري : ٨٤/٢٤، نیز دیکھیں التوضیح لابن ملقن : ٥٥٤/٣١]

"امام بخاری اس باب میں اشارہ دے رہے ہیں کہ خارجی وغیرہ سے اس وقت تک قتال واجب نہیں ہوتا جب تک اس کے عذر ختم نہ کر دیے جائیں اور حق کی طرف اس کو دعوت نہ دے دی جائے اور جو چیز اس پر خلط ملط ہو چکی ہے اسے کھل کر واضح نہ کر دیا جائے، پھر اگر حق کی طرف پلٹنے سے انکار کرتا ہے تو اس کے ساتھ قتال واجب ہے اس آیت کی رو سے جسے امام بخاری نے ذکر کیا ہے۔"

اس مفہوم کی بے شمار آیات ہیں، اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے پوچھے گا کہ کیا تمھارے پاس میرے رسول نہیں آئے تھے؟ جس کا وہ اثبات میں جواب دیں گے۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ارسالِ رسل اور انزالِ کتب کے بغیر وہ کسی کو عذاب نہ دے گا۔ تاہم اگر قوم یا کسی فرد تک اس کا پیغام نہیں پہنچا تو قیامت والے دن کسی کے ساتھ ظلم نہ ہوگا، اسی طرح بہرا، پاگل، فاتر العقل اور زمانہ فترت یعنی دو نبیوں کے درمیانی زمانہ میں فوت ہونے والوں کا مسئلہ ہے۔ ان کی بابت بعض روایات میں آتا ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ ان کی طرف فرشتے بھیجے گا اور وہ انھیں کہیں گے کہ جہنم میں داخل ہو جاؤ اگر وہ اللہ کے حکم کو مان کر جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو جہنم ان کے لیے گل و گلزار بن جائے گی بصورت دیگر انھیں گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ ملاحظہ ہو: سورۂ ملک (۸،۹)، الزمر (۷۱)، فاطر (۳۷)۔

اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أَرْبَعَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ : رَجُلٌ أَصَمُّ لَا يَسْمَعُ شَيْئًا، وَرَجُلٌ أَحْمَقُ، وَرَجُلٌ هَرَمٌ، وَرَجُلٌ مَاتَ فِي فَتْرَةٍ، فَأَمَّا الْأَصَمُّ فَيَقُولُ : رَبِّ، لَقَدْ جَاءَ الْإِسْلَامُ وَمَا أَسْمَعُ شَيْئًا، وَأَمَّا الْأَحْمَقُ فَيَقُولُ : رَبِّ، لَقَدْ جَاءَ الْإِسْلَامُ وَالصِّبْيَانُ يَحْذِفُونِي بِالْبَعْرِ، وَأَمَّا الْهَرَمُ فَيَقُولُ : رَبِّ، لَقَدْ جَاءَ الْإِسْلَامُ وَمَا أَعْقِلُ شَيْئًا، وَأَمَّا الَّذِي مَاتَ فِي الْفَتْرَةِ فَيَقُولُ : رَبِّ، مَا أَتَانِي لَكَ رَسُولٌ، فَيَأْخُذُ مَوَاثِيقَهُمْ لَيُطِيعُنَّهُ، فَيُرْسِلُ إِلَيْهِمْ أَنْ ادْخُلُوا النَّارَ، قَالَ : فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوْ دَخَلُوهَا لَكَانَتْ عَلَيْهِمْ بَرْدًا وَسَلَامًا » [ مسند أحمد : ١٦٣٠١ـ ٢٢٨/٢٦، ١٦٣٠٢ـ ٢٣٠/٢٦ـ الأحاديث المختارة : ١٤٥٥، ١٤٥٦ـ ابن حبان : ٧٣٥٧ـ صحيح الجامع الصغير : ٨٨١ـ سلسلة الاحاديث الصحيحة : ١٤٣٤ـ مجمع الزوائد : ٢١٦/٧، ابن كثير : ١٢٣/٤ـ كتاب الاعتقاد للبيهقي،ص : ٢٠٢، وفي نسخة : ٧٦ـ٧٧ ]

’’قیامت والے دن چار آدمی : ایک بہرا جو کچھ بھی سنتا نہیں، دوسرا پاگل، تیسرا انتہائی بوڑھا، فاتر العقل، اور چوتھا وہ آدمی جو زمانہ فترت میں مر گیا۔ بہر کیف بہرا کہے گا : اے میرے پروردگار! یقیناً اسلام آیا اور میں کچھ بھی نہیں سنتا تھا۔ اور پاگل کہے گا : اے میرے رب! یقیناً اسلام آیا اور بچے مجھے اونٹ کی مینگنیاں مارتے تھے۔ اور فاتر العقل کہے گا : اے میرے رب! یقیناً اسلام آیا اور میں کچھ بھی سمجھ نہیں سکتا تھا۔ اور جو زمانہ فترت میں فوت ہو گیا وہ کہے گا : اے میرے رب! میرے پاس تیرا کوئی رسول ہی نہیں آیا، اللہ تعالیٰ ان سے پختہ وعدہ لے گا کہ وہ ضرور اس کی اطاعت کریں گے، پھر ان کی طرف فرشتہ بھیجے گا اور کہے گا : آگ میں داخل ہو جاؤ۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اگر وہ اس میں داخل ہو گئے تو وہ ان پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جائے گی۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ ظلم نہیں کرے گا۔ اور حجت تمام ہونے کے بغیر کسی کو عذاب نہیں دے گا۔ مذکورہ بالا روایت کا ایک قوی شاہد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے۔ چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« إذا كان يوم القيامة، جمع الله تبارك وتعالىٰ نسم الذين ماتوا في الفترة والمعتوه والأصمّ والأبكم، والشيوخ الذين جاء الإسلام وقد خرفوا، ثم أرسل رسولا أن ادخلوا النار، فيقولون : كيف ولم يأتنا رسول، وايم الله لو دخلوها لكانت عليهم بردا وسلاما، ثم يرسل إليهم، فيطيعه من كان يريد أن يطيعه قبل : قال أبو هريرة : اقرء وا إن شئتم: ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾

[ الإسراء : ١٥ ] » [ جامع البيان للطبري : ١٤/ ٥٢٦، ٥٢٧ بتحقيق الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي، تفسير عبد الرزاق : ١٥٤١ ]

’’جب قیامت کا دن ہو گا اللہ تبارک وتعالیٰ ارواح کو جمع کرے گا۔ وہ لوگ جو

زمانۂ فترت میں فوت ہو گئے اور فاتر العقل، بہرے، گونگے اور وہ بوڑھے جن کے پاس اسلام اس حالت میں آیا کہ وہ سٹھیا (بہت بوڑھے ہو) گئے تھے۔ پھر کوئی رسول ان کی طرف بھیجے گا، وہ کہے گا: آگ میں داخل ہو جاؤ۔ تو وہ کہیں گے ہم آگ میں کیسے داخل ہوں حالانکہ ہمارے پاس کوئی رسول آیا ہی نہیں۔ اللہ کی قسم! اگر وہ اس میں داخل ہو جاتے تو وہ ان پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جاتی۔ پھر دوبارہ ان کی طرف رسول بھیجے گا جو اس سے پہلے اطاعت کا ارادہ رکھتا ہو گا وہ اطاعت کرے گا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم چاہو تو قرآن پڑھ لو اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں یہاں تک کہ کوئی رسول بھیج دیں۔"

یہ روایت اگرچہ موقوف ہے لیکن ایسی خبر رائے اور قیاس سے نہیں دی جا سکتی، لہٰذا حکماً مرفوع ہے اور اوپر ذکر کردہ حدیث کی قوی شاہد ہے۔ (واللہ اعلم)

امام قتادہ سے مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر یوں مروی ہے:

"إن اللّٰه تبارك وتعالٰى ليس يعذب أحدًا حتى يسبق إليه من الله خبرا، أو يأتيه من الله بيّنة، وليس معذّبا أحدا إلا بذنبه."

[ تفسير طبرى : ١٤/ ٥٢٦ ]

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ کسی کو بھی اس وقت تک عذاب نہیں دیتا جب تک اس کے پاس اللہ کی طرف سے کوئی خبر یا واضح دلیل نہ آجائے اور کسی کو اس کے گناہ کے بغیر عذاب نہیں دیتا۔"

امام نووی رحمہ اللہ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت (۱۵) نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"وإذا كان لا يعذب العاقل لكونه لم تبلغه الدعوة فلأن لا يعذب غير العاقل من باب الأولى." [ فتح الباري : ٤/ ١٧٩، شرح صحيح مسلم : ١٦/ ١٨٢ ]

"جب اللہ تعالیٰ عقل مند کو عذاب اس لیے نہیں دے گا کہ اس تک دعوت نہیں

پہنچی تو غیر عاقل کو بالاولیٰ عذاب نہیں دے گا۔"

اسی طرح چھوٹے بچوں کی بابت اختلاف ہے۔ مسلمانوں کے بچے تو جنت میں ہی جائیں گے البتہ کفار اور مشرکین کے بچوں میں اختلاف ہے اس میں کوئی توقف کا قائل ہے، کوئی جنت میں جانے کا اور کوئی جہنم میں جانے کا قائل ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"میدان محشر میں ان کا امتحان لیا جائے گا جو اللہ کے حکم کی اطاعت اختیار کرے گا وہ جنت میں اور جو نافرمانی کرے گا وہ جہنم میں جائے گا۔" [ تفسیر ابن کثیر، سورة بنی إسرائیل : ١٥ ]

لیکن صحیح بخاری کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین کے بچے بھی جنت میں جائیں گے۔ [ بخاري مع الفتح : ٤/١٧٧ ط۔ دار طيبة ]

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف بیان کرتے ہوئے ساتویں قول کے تحت لکھتے ہیں:

"وقد صحت مسألة الامتحان فی حق المجنون ومن مات فی الفترة من طرق صحیحة وحکی البیهقی فی کتاب الاعتقاد أنه المذهب الصحیح." [ فتح الباري : ٤/١٧٩ ]

"مجنون اور فترت کے زمانہ میں فوت ہونے والے شخص کے حق میں امتحان کا مسئلہ صحیح طرق سے ثابت ہے اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے کتاب الاعتقاد میں بیان کیا ہے کہ یہ مذہب صحیح ہے۔"

## خلاصۂ قول:

جب تک کفریہ فعل کے مرتکب پر حجت قائم نہ کی جائے گی اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا، یہی اصول امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "صحیح البخاری" میں لکھا ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"والتكفير هو من الوعيد فإنه و إن كان القول تكذيبا لما قاله الرسول لكن قد يكون الرجل حديث عهد بإسلام أو نشأ ببادية بعيدة ومثل هذا لا يكفر بجحد ما يجحده حتى تقوم عليه الحجة وقد يكون الرجل لا يسمع تلك النصوص أو سمعها ولم تثبت عنده أو عارضها عنده معارض آخر أوجب تأويلها، وإن كان مخطئا." [ مجموع الفتاوىٰ لابن تيمية : ۳/ ۲۳۱ ]

"تکفیر امور وعیدیہ میں سے ہے، چاہے اس کا قول نبی کریم ﷺ کے قول کی تکذیب کرتا ہو، لیکن ہوسکتا ہے اس نے اسلام حال ہی میں قبول کیا ہو یا پھر وہ کسی دور دراز جگہ میں رہائش پذیر ہو جہاں اسلام کی تعلیمات مکمل طور پر نہ پہنچ سکیں ہوں، تو ایسے شخص کی تکفیر نہ کی جائے گی سوائے حجت کے قائم کرنے کے بعد اور بعض اوقات اس طرح ہوتا ہے کہ کسی نے کسی مسئلہ میں متعلقہ نصوص نہیں سنی ہوتیں یا پھر اس کی سماعت تک تو پہنچی ہوتی ہیں لیکن اس کے نزدیک وہ نصوص درست ثابت نہیں ہوتیں یا پھر اس کے نزدیک معارض نصوص بھی ہوتی ہیں تو باوجود اس کے وہ غلطی پر ہے لیکن ہم اس کی تکفیر نہیں کر سکتے۔"

اور ایک جگہ لکھا:

"وليس لأحد أن يكفر أحدًا من المسلمين وإن أخطأ وغلط حتى تقام عليه الحجة وتبين له المحجة ومن ثبت إسلامه بيقين لم يزل ذلك عنه بالشك، بل لا يزول إلا بعد إقامة الحجة وإزالة الشبهة." [ مجموع الفتاوىٰ لابن تيمية : ۱۲/ ٤٦٦ ]

"کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ مسلمانوں میں سے کسی کی تکفیر کرے چاہے وہ غلطی پر ہی کیوں نہ ہو، جب تک اس پر حجت نہ قائم کی جائے اور اس کے لیے

اچھی طرح دلیل واضح ہو جائے اور جس کا اسلام یقین کے ساتھ ثابت ہے وہ اس سے شک کے ساتھ زائل نہ ہوگا مگر حجت قائم کرنے اور شبہات زائل کرنے کے بعد۔''

امام ابن قدامہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ''المغنی'' میں رقم طراز ہیں:

''اگر وہ شخص کسی چیز کے وجوب کا منکر ہے کیونکہ وہ اسلام جدید کا حامل ہوسکتا ہے یا پھر اس نے کسی ایسی جگہ تربیت پائی ہو جہاں اسلام کی مکمل تعلیمات نہ پہنچ سکیں ہوں، اہل علم اس کی تکفیر نہیں کرتے یہاں تک کہ اسے پہلے اس مسئلہ پر وارد شدہ نصوص سے متعارف کروایا اور سمجھایا جائے اور پھر بھی انکار کرے تو وہ کافر ہوگا، اور اگر وہ ایسی جگہ پر ہے جہاں اسلام مکمل خدوخال میں موجود ہے تو انکار کرنے والا کافر ہوگا۔'' [ المغنی لابن قدامہ : ۱۰/۸۵،۸٦ ]

ذخیرۂ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ نے شراب کو حلال جانتے ہوئے پیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان پر حد جاری کی اور ان کی تکفیر نہ کی۔

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مجھے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے خبر دی کہ ان کے باپ بدر میں موجود تھے، عمر رضی اللہ عنہ نے قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بحرین کا عامل مقرر کیا۔ وہ سیدہ حفصہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے ماموں تھے۔ بحرین سے عبدالقیس قبیلے کے سردار جارود عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو کہا: اے امیر المومنین! بلاشبہ قدامہ نے شراب پی ہے اور وہ نشے کی حالت میں ہوگیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان پر اللہ کی حدود میں سے حد جاری ہوتی ہے، مجھ پر لازم تھا کہ میں یہ خبر آپ تک پہنچا دوں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تیرے ساتھ کوئی گواہ ہے؟ کہا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بلایا تو انھوں نے کہا: میں کس چیز کے ساتھ گواہی دوں، میں نے

اسے شراب پیتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن نشے کی حالت میں دیکھا ہے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے گواہی میں غلو اور تکلف کیا ہے، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے قدامہ کی طرف خط بھیجا کہ وہ بحرین سے ان کے ہاں آئیں۔"

جارود نے پھر عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اس پر اللہ کی کتاب (حدود) قائم کریں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو مقابل ہے یا گواہ؟ اس نے کہا: میں تو گواہ ہوں۔ فرمایا: تو نے گواہی کا حق ادا کر دیا۔ جارود خاموش ہو گیا، یہاں تک کہ صبح سویرے عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں آیا، پھر کہا: اس پر اللہ کی حد قائم کرو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو تجھے مقابل اور مخالف ہی سمجھتا ہوں اور تیرے پاس ایک آدمی کے سوا کوئی گواہی نہیں۔ جارود کہنے لگے: میں تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو اپنی زبان کو قابو میں رکھ ورنہ میں تیرے ساتھ بہت برا سلوک کروں گا۔ جارود کہنے لگا: بہرحال اللہ کی قسم! کیا یہ حق نہیں ہے کہ تیرے چچا کے بیٹے نے شراب پی ہے اور تو میرے ساتھ برا سلوک کر رہا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تمھیں ہماری گواہی میں شک ہے تو ولید کی بیٹی کو پیغام بھیج اور اس سے پوچھ وہ قدامہ بن مظعون کی بیوی تھی۔

عمر رضی اللہ عنہ نے ہند بنت الولید کی طرف پیغام بھیجا اور اسے قسم دی، تو اس نے اپنے شوہر کے خلاف گواہی دی، عمر رضی اللہ عنہ نے قدامہ رضی اللہ عنہ سے کہا: بلا شبہ میں تجھ پر حد لگاؤں گا۔ قدامہ کہنے لگے: اگر میں نے پی ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں تو تمھارے لیے مجھے کوڑے لگانا صحیح نہیں ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: وہ کیوں؟ قدامہ رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَّآمَنُوا﴾ [المائدة: ٩٣]

"جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کیے ان پر اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جو کھا چکے اور جب متقی بنے اور ایمان لائے۔"

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے تاویل میں غلطی اور خطا کی ہے، بلا شبہ جب تم نے تقویٰ اختیار کیا تو جن اشیاء کو اللہ نے تم پر حرام کیا ہے ان سے اجتناب کرو۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کی طرف

متوجہ ہوئے اور کہا: قدامہ کو کوڑے لگانے کے بارے میں تم کیا سمجھتے ہو؟ انھوں نے کہا: جب تک وہ مریض ہے ہم اسے کوڑے لگانا صحیح نہیں سمجھتے۔ پھر کچھ دن عمر رضی اللہ عنہ اس کے متعلق خاموش رہے، ایک دن صبح اس حالت میں کی کہ انھوں نے کوڑے لگانے کا عزم کر لیا، اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے: قدامہ کے کوڑوں کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے؟ انھوں نے کہا: جب تک وہ ضعیف و ناتواں ہے ہم نہیں سمجھتے کہ آپ اسے کوڑے ماریں۔ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اس کا کوڑے کے نیچے رہ کر اللہ سے ملنا مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ وہ اپنے رب سے ملے اور یہ کوڑے لگانا میری گردن پر ہوں۔ میرے پاس کوئی سالم کوڑا لاؤ، پھر قدامہ کو کوڑے لگانے کا حکم دیا تو انھیں کوڑے مارے گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ قدامہ رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو گئے اور اسے چھوڑ دیا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور قدامہ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ تھے، جب دونوں حج سے واپس لوٹے تو عمر رضی اللہ عنہ ''سُقیا'' مقام پر اترے اور سو گئے، پھر نیند سے بیدار ہوئے تو فرمایا: جلدی سے قدامہ کو میرے پاس لاؤ، اللہ کی قسم! میں نے خواب میں ایک آنے والے کو دیکھا، اس نے کہا: قدامہ سے صلح کر وہ تیرا بھائی ہے، میرے پاس اسے جلدی لاؤ۔ جب وہ انھیں لینے گئے تو قدامہ رضی اللہ عنہ نے آنے سے انکار کر دیا، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر وہ آنے سے انکاری ہے تو میرے پاس کھینچ کر لے آؤ، تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے بات کی اور ان کے لیے اللہ سے بخشش کی دعا مانگی، اور یہ ان دونوں کی پہلی صلح تھی۔ [المصنف لعبد الرزاق: ۱۷۰۷۶، ۹/ ۲۴۰۔ ۲۴۳، باب من حد من أصحاب النبي ﷺ۔ السنن الکبریٰ للبیهقي: ۸/ ۳۱۶، الاصابة: ۵/ ۳۲۳، ۳۲۴۔ الاستیعاب: ۳/ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ اسد الغابة: ۴/ ۳۷۶۔ العقد الثمین: ۷/ ۷۲۔ ۷۳]

امام ذہبی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''انھوں نے ایک دفعہ سورۂ مائدہ کی آیت (۹۳) سے استدلال اور تاویل کرتے ہوئے شراب پی لی تھی تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان پر حد جاری کی اور انھیں بحرین کی ذمہ داری سے بھی معزول کر دیا تھا۔''

[ ایوب سختیانی کہتے ہیں: ان کے سوا کسی بدری صحابی کو حد نہیں لگی۔ سیر أعلام النبلاء : ١/١٦٢۔ عبد الرزاق : ١٧٠٧٥۔ الاستیعاب : ٩/١٥٠۔ الاصابة : ٥/٣٢٤، لیکن علامہ ابن اثیر جزری کہتے ہیں: "قد حد رسول الله صلى الله عليه وسلم نعيمان فی الخمر وهو بدری وهو مذكور فی بابه فلا حجة فی قول أيوب والله تعالٰی أعلم." أسد الغابة : ٤/٣٧٧، اسی طرح ابو جندل رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ ایک جماعت نے شام میں شراب کو حلال جانتے ہوئے پیا، اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے: ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا﴾ [ المائدة : ٩٣ ] "جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، ان پر اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جو کھا چکے اور جب متقی بنے اور ایمان لائے۔" تو ان کی تکفیر نہیں کی گئی تھی بلکہ شراب کی حرمت سے واقف کروایا اور انھوں نے توبہ کی اور پھر ان پر حد جاری کی گئی۔ عبد الرزاق : ١٧٠٧٨۔ ٩/٢٤٤۔ ٢٤٥۔ الاستیعاب لابن عبد البر : ٤/١٨٨۔١٨٩۔ أسد الغابة : ٦/ ٥٤۔ لیکن اس کی سند میں ابن جریج نے بیان نہیں کیا کہ یہ خبر انھوں نے کس سے سنی ہے۔ سنن ابن ماجه، كتاب النكاح: ١٨٥٣۔ السنن الكبرٰى للبيهقي : ٧/٢٩٢۔ صحيح ابن حبان : ١٢٩٠۔ موارد الظمآن۔ مسند أحمد : ٣٢/١٤٥، ح : ١٩٤٠٣۔ المسند الشاشي : ٣/٢٣١، ح : ١٣٣٢۔ سلسلة الأحاديث الصحيحة : ١٢٠٣ ]

اس کی مثالیں حیات طیبہ سے بھی ملتی ہیں جیسا کہ مختلف احادیث میں ملتا ہے کہ:

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ شام سے واپس آئے تو انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کی اجازت طلب کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تکفیر نہ کی بلکہ ان کو سمجھایا کہ سجدہ صرف اور صرف اللہ کے لیے ہے، غیر اللہ کے لیے سجدہ جائز نہیں ہے۔

عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا:

« لَمَّا قَدِمَ مُعَاذٌ مِنَ الشَّامِ، سَجَدَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ، قَالَ : مَا هٰذَا يَا مُعَاذُ؟ قَالَ : أَتَيْتُ الشَّامَ، فَوَافَقْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِأَسَاقِفَتِهِمْ وَبَطَارِقَتِهِمْ، فَوَدِدْتُ فِي نَفْسِي أَنْ نَفْعَلَ ذٰلِكَ بِكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ : فَلَا تَفْعَلُوا، فَإِنِّي لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِغَيْرِ اللّٰهِ، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا، وَالَّذِي نَفْسُ

مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا تُؤَدِّي الْمَرْأَةُ حَقَّ رَبِّهَا حَتَّى تُؤَدِّیَ حَقَّ زَوْجِهَا، وَلَوْ سَأَلَهَا نَفْسَهَا وَهِيَ عَلٰى قَتَبٍ لَمْ تَمْنَعْهُ ﴾ [ ابن ماجه، كتاب النكاح، باب ماحق الزوج على المرأة : ١٨٥٣ ]

''جب معاذ رضی اللہ عنہ شام سے واپس آئے تو انھوں نے نبی کریم ﷺ کو سجدہ کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ! یہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: میں شام گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ لوگ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں، تو مجھے اپنے دل میں یہ بات اچھی لگی کہ ہم لوگ آپ کے ساتھ ایسا کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ایسا نہ کرو، اگر میں کسی کو اللہ کے سوا کے لیے سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کیا کرے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! عورت اپنے رب کا حق تب تک ادا نہیں کر سکتی جب تک وہ اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے اور اگر شوہر اس سے خواہش کا اظہار کرے اور وہ اونٹ کے کجاوے پر بیٹھی ہو تو بھی اسے انکار نہ کرے۔''

قاضی شوکانی رحمہ اللہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ والی مذکورہ حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

''وفي هذا الحديث دليل على أن من سجد جاهلا لغير الله لم يكفر.'' [ نيل الأوطار : ٣٤١/١٢، بتحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، ط دار ابن الجوزی ]

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ جس آدمی نے جہالت کی وجہ سے غیر اللہ کو سجدہ کیا وہ کافر نہیں ہوا۔''

اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ﴾ [ مسلم، كتاب الايمان، باب الايمان برسالة

نبینا محمد ﷺ...... : ۱۵۳/۲۴۔ مسند أحمد : ۵۲۲/۱۳، ح : ۸۲۰۳، ۲۶۱/۱۴، ۸۶۰۹۔ مسند أبي عوانة : ۱۰۴/۱۔ شرح السنة للبغوي : ۵۶۔ کتاب الأیمان لابن منده : ۴۰۱ ]

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! نہیں سنتا میرے بارے میں کوئی بھی اس امت میں سے خواہ وہ یہودی ہے یا عیسائی پھر مر جاتا ہے اور جو کچھ مجھے دے کر بھیجا گیا اس پر ایمان نہیں لاتا مگر وہ آگ والوں میں سے ہوگا۔''

قاضی عیاض اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں :

"وجزائر البحر المقطعة ممن لم تبلغه دعوة الإسلام ولا أمر النبي صلى الله عليه وسلم أن الحرج عنه في عدم الإيمان به ساقط لقوله : لا يسمع بي." [ إكمال المعلم بفوائد مسلم : ۴۶۸/۱ ط۔دار الوفاء ]

''اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ جو آدمی زمین کے اطراف و جوانب، اور الگ الگ سمندری جزیروں میں رہتا ہے اور اسے اسلام کی دعوت اور نبی ﷺ کا امر نہیں پہنچا تو آپ پر ایمان نہ لانے کا حرج و گناہ آپ کے اس فرمان کی وجہ اس سے ساقط ہو جاتا ہے کہ آپ کے اس فرمان : ''جو میرے بارے میں نہیں سنتا......۔''

امام ابو العباس القرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"وفيه دليل على أن من لم تبلغه دعوةُ الرسول صلى الله عليه وسلم ولا أمره، لا عقاب عليه ولا مؤاخذة، وهذا كما قال تعالىٰ : ﴿ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ﴾ [ الإسراء : ۱۵ ] ومن لم تبلغه دعوة الرسول ولا معجزته، فكأنّه لم يُبعثْ إليه رسول."

[ المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم : ۳۶۸/۱ ط۔ دار ابن كثير بيروت ]

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ جس شخص کو رسول اللہ ﷺ کی دعوت اور امر نہیں پہنچا اس پر کوئی عذاب ومواخذہ نہیں ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ''اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں یہاں تک کہ کوئی رسول بھیج دیں۔'' اور جس کو رسول کی دعوت اور معجزہ پہنچا ہی نہیں گویا کہ اس کی طرف کوئی رسول نہیں بھیجا گیا۔''

امام نووی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"ففيه نسخ الملل كلها برسالة نبينا صلى الله عليه وسلم وفي مفهومه دلالة على أن من لم تبلغه دعوة الإسلام فهو معذور وهذا جار على ما تقدم في الاصول أنه لا حكم قبل ورود الشرع على الصحيح والله أعلم." [ شرح صحيح مسلم : ١٦٢/٢ ط۔ دار الكتب العلمية بيروت ]

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ ہمارے نبی محمد ﷺ کی رسالت کے ساتھ تمام سابقہ ادیان منسوخ ہو گئے اور اس کے مفہوم میں اس بات پر دلالت ہے کہ جسے اسلام کی دعوت نہیں پہنچی وہ معذور ہے، کیونکہ صحیح قول کے مطابق شریعت کے ورود سے قبل کوئی حکم لاگو نہیں ہوگا۔''

ان جیسے اور واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ازالۂ جہالت وشبہات اور موانع سے قبل حکم لگانا جائز نہیں اور اس ضمن میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا افضل گروہ ایسی حالت میں گرفتار ہوسکتا ہے اور ایسے دور میں کہ جب نور ہی نور، ہدایت ہی ہدایت ہو تو آج کے پرفتن دور میں تو لوگ رعایت کے زیادہ مستحق ہیں۔

اس سلسلہ میں سنت رسول ﷺ سے کئی عملی شواہد ملتے ہیں کہ بعض معین افراد سے آپ کی موجودگی میں ایسے اعمال صادر ہوئے جو کفریہ تھے، لیکن آپ نے ان کی تکفیر نہیں کی۔

اس میں ان لوگوں کو کسی تاویل یا جہل کی وجہ سے معذور گردانا گیا۔ جس کی ایک مثال معاذ رضی اللہ عنہ کی سجدہ کرنے والی اوپر گزر چکی ہے۔

دوسری یہ ہے کہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہما کہتی ہیں:

" جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِينَ بُنِيَ عَلَيَّ، فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي، فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ، إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ. فَقَالَ دَعِي هٰذِهِ، وَقُولِي بِالَّذِي كُنْتِ تَقُولِينَ."

[ بخاري، كتاب النكاح، باب ضرب الدف في النكاح والوليمة : ٥١٤٧۔ كتاب المغازي : ٤٠٠١۔ "لا تقولي هكذا وقولي ما كنت تقولين"۔ مسند أحمد : ٢٧٠٢٧، ٥٧٤/٤٤، ٢٧٠٢١، ٥٧٠/٤٤۔ أبو داوٗد : ٤٩٢٢۔ ترمذي : ١٠٩٠۔ ابن حبان : ٥٨٧٨۔ بيهقي : ٢٨٨/٧۔٢٨٩۔ شرح السنة : ٢٢٦٥ ]

''میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، جب مجھے میرے شوہر کے ہاں پیش کیا گیا سو آپ میرے بستر پر بیٹھ گئے جس طرح تم میرے قریب بیٹھے ہو، اس وقت ہماری لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور بدر میں میرے آباؤ اجداد جو شہید ہوئے تھے ان پر اشعار کہہ رہی تھیں۔ اچانک ان میں سے ایک کہنے لگی: ہمارے اندر ایسے نبی موجود ہیں جو آنے والے کل میں ہونے والے حالات جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''یہ کہنا چھوڑ دے اور وہی کہہ جو پہلے کہہ رہی تھی۔''

طبرانی اوسط میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( لَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللّٰهُ )) [ طبراني أوسط : ٤٣٤٢٥/٢٤١ ]

''کل آنے والے دن میں جو کچھ بھی ہے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس سند کو حسن قرار دیا ہے۔

[ فتح الباري : ٤٧٥/١١، ط۔ دار طيبة، نيز ديكھيں، ابن ماجة : ١٨٩٧ ]

اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وإنما أنكر عليها ما ذكر من الاطراء حيث أطلق علم الغيب له وهو صفة تختص بالله تعالىٰ كما قال تعالىٰ: ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ﴾ [النمل: ٦٥] وقوله لنبيه: ﴿قُلْ لَّآ أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۚ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ﴾ [الأعراف: ١٨٨] وسائر ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يخبر به من الغيوب بإعلام الله تعالىٰ إياه لا أنه يستقل بعلم ذلك كما قال تعالىٰ: ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ أَحَدًا ﴿٢٦﴾ إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُولٍ﴾ [الجن: ٢٦، ٢٧]" [فتح الباري: ١١/٤٧٥ طـ دار طيبة]

''اس لڑکی نے آپ کی مدح سرائی میں مبالغہ کرتے ہوئے جو بیان کیا اس پر آپ ﷺ نے اس لیے انکار کیا کہ اس میں علم غیب کی نسبت مطلق طور پر آپ کی طرف کی گئی، حالانکہ یہ صفت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ''کہہ دو آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔'' اور اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی سے فرمانا: ''کہہ دو میں اپنے نفس کے لیے کسی نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو میں ضرور بھلائیوں میں سے بہت زیادہ حاصل کر لیتا۔'' نبی کریم ﷺ نے جتنی بھی غیب کی خبریں دی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ہی دی ہیں آپ خود مستقل طور پر علم غیب نہیں رکھتے تھے، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ''وہ ہر غیب جاننے والا ہے سو وہ اپنے غیب پر کسی کو بھی اطلاع نہیں دیتا مگر کوئی رسول جسے وہ پسند کرے۔''

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”دعی أي أترك هذا القول لأن مفاتح الغيب عند الله لا يعلمها إلا هو.“ [ عمدة القاري : ١٦/ ٤٠٠، ط المكتبة التوفيقية ]

”یعنی اس قول کو تو چھوڑ دے اس لیے کہ غیب کے خزانے اللہ کے پاس ہیں جنھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔“

علامہ ابن الملقن رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”دعی هذه“ أي أن الغيب لا يعلمه إلا الله.“ [ التوضيح : ٢٤/ ٤٥٢، ط دار الفلاح، نیز دیکھیں نعم الباری فی شرح البخاري : ٩/ ٥٧٦ از غلام رسول سعيدي، شرح صحيح البخاری للكرمانی : ١٩/ ٨٦ ]

”یہ بات کہنا چھوڑ دے، کیونکہ غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک لڑکی نے اپنے آباؤ اجداد کی مدح سرائی کرتے ہوئے آپ ﷺ کی شان میں مبالغہ آمیزی کرتے ہوئے آپ کے بارے میں دعویٰ کر دیا کہ آپ کل آنے والے دن کی باتیں جانتے ہیں، حالانکہ اللہ کے سوا کسی کے بارے علم غیب کا دعویٰ کرنا کفر ہے، لیکن آپ ﷺ نے اس کی جہالت کی وجہ سے اس کی تکفیر نہیں کی صرف ممانعت پر ہی اکتفا کر لیا۔

ملا علی قاری رقمطراز ہیں:

”ثم إعلم أن الأنبياء لم يعلموا المغيبات من الأشياء إلا ما أعلمهم الله تعالى أحيانا وذكر الحنفية تصريحا بالتكفير بإعتقاد أن النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى : ﴿قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ [ النمل : ٦٥ ] كذا في المائدة.“ [ شرح الفقه الاكبر، ص : ١٨٥ ط قديم ]

”پھر جان لیجیے کہ انبیاء علیہم السلام غیب کی باتیں نہیں جانتے مگر جو کبھی کبھی اللہ تعالیٰ انھیں بتا دے اور علمائے احناف نے ایسے عقیدے کی صراحتاً تکفیر کی ہے کہ

نبی کریم ﷺ غیب جانتے ہیں، اس لیے کہ یہ اللہ کے اس قول کے خلاف ہے:
''کہہ دیجیے، آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔'' اور یہی بات سورۂ مائدہ میں بھی ہے۔''

لہٰذا اگر کوئی شخص کسی فعل یا قول کا مرتکب ہوتا ہے اور وہ قول وفعل کفریہ ہے تو محض کفریہ قول وفعل کی بنا پر اسے کافر نہیں کہیں گے جب تک اس میں تکفیر کی شرائط نہیں پائی جاتیں اور موانع تکفیر کی نفی نہیں ہو جاتی۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"للّٰہ أسماء وصفات جاء بها کتابه، و أخبر بها نبیه صلی اللّٰه علیه وسلم أمته، لا یسع أحدا قامت علیه الحجة ردها، لأن القرآن نزل بها، وصح عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم القول بها، فإن خالف ذلك بعد ثبوت الحجة علیه، فهو کافر، فأما قبل ثبوت الحجة، فمعذور بالجهل، لأن علم ذلك لا یدرك بالعقل ولا بالرؤیة والفکر ولا نکفر بالجهل بها أحدا إلا بعد انتهاء الخبر إلیه بها، ونثبت هذه الصفات وننفي عنها التشبیه کما نفاه عن نفسه، فقال: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ [الشورى: ١١]."

[ سیر اعلام النبلاء للذهبي: ١٠/ ٧٩ـ ٨٠، الأربعین فی صفات رب العالمین له ایضاً: ٨٦، ص: ٨٤، ط۔ مکتبة العلوم والحکم، المدینة المنورة۔ العلو للعلي العظیم: ٤١٠، ٢/ ١٠٦٢، ط۔ دار الوطن۔ مختصر العلو بتحقیق الامام الألباني: ٢٠٢، ص: ١٧٧۔ طبقات الحنابلة للقاضی أبي الحسین محمد بن أبي یعلی: ١/ ٢٨٣، ٢٨٤، ط۔ دار المعرفة بیروت، وفي نسخة: ٢/ ٢٦٨۔ ٢٧٠ ط۔ مکتبة العبیکان ]

''اللہ تبارک وتعالیٰ کے ایسے اسماء وصفات ہیں جو اس کی کتاب میں وارد ہوئے ہیں، اور اس کے نبی ﷺ نے جن کی خبر اپنی امت کو دی ہے، جس شخص پر حجت

قائم ہو گئی اس کے لیے ان کا رد کرنا جائز نہیں، اس لیے کہ ان کے ساتھ قرآن نازل ہوا اور ان کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان صحیح ثابت ہے۔ اگر حجت کے ثابت ہونے کے بعد مخالفت کرے تو انسان کافر ہے اور ثبوتِ حجت سے پہلے جہالت کی وجہ سے معذور ہے، اس لیے کہ ان کا علم، عقل کے ساتھ نہیں پایا جاتا، اور نہ غور و فکر کے ساتھ، اور ان سے جہالت کی وجہ سے ہم کسی کو بھی کافر نہیں کہتے سوائے اس کے کہ جس تک خبر پہنچ جائے۔

امام ابوبکر ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”فالجاهل والمخطئ من هذه الأمة ولو عمل من الكفر والشرك ما يكون صاحبه مشركا أو كافرا فإنه يعذر بالجهل والخطاء حتى يتبين له الحجة التي يكفر تاركها بيانا واضحا ما يلتبس على مثلها.“

[ تفسير محاسن التاويل المعروف بتفسير القاسمي : ۵/ ۱۳۰۷- ۱۳۰۸ ]

”اس امت میں سے جاہل اور خطا کار اگرچہ کفر و شرک والا عمل کرے تو مشرک و کافر نہ ہو گا۔ وہ تب تک جہالت اور خطا کی وجہ سے معذور ہے جب تک اس کے لیے وہ حجت خوب کھل کر واضح نہیں ہو جاتی جو اس کے تارک کو کافر قرار دیتی ہے، ایسی واضح کہ جس کی مثل پر کوئی التباس و اختلاط نہ ہو۔“

صحیح بخاری کی وہ حدیث جس میں ہے کہ ایک شخص نے مرنے سے قبل وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا اور میری راکھ آدھی دریا میں اور آدھی خشکی میں بکھیر دینا، کیونکہ اگر اللہ نے مجھ پر قابو پا لیا تو ایسا سخت عذاب دے گا جو اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا، اس پر تبصرہ کرتے ہوئے امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”فهذا إنسان جهل إلى أن مات أن الله عزوجل يقدر على جمع رماده وإحيائه وقد غفر له لإقراره وخوفه وجهله.“

[ الفصل في الملل والأهواء والنحل لابن حزم : ۲/ ۲۷۲ ]

''یہ وہ انسان ہے جو اپنے مرنے تک اس بات سے جاہل اور ناواقف رہا کہ اللہ تعالیٰ اس کی راکھ جمع کرنے اور اس کو زندہ کرنے پر قادر ہے اور اللہ نے اس کے اقرار، خوف اور جہالت کی وجہ سے اسے معاف کر دیا۔''

امام ابن حزم رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

"والحق هو أن كل من ثبت له عقد الإسلام فإنه لا يزول عنه إلا بنفي أو إجماع وأما بالدعوىٰ والافتراء فلا، فوجب أن لا يكفر أحد بقول قاله إلا بأن يخالف ما قد صح عنده أن اللّٰه تعالىٰ قاله أو أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قاله فستجيز خلاف اللّٰه تعالىٰ وخلاف رسوله عليه الصلاة والسلام وسواء كان ذلك في عقد دين أو في نحلة أو في فتيا وسواء كان ما صح من ذلك عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم منقولاً نقل إجماع تواتر أو نقل آحاد."

[ الفصل في الملل والأهواء والنحل لابن حزم: ٢/٢٦٨ ]

''حق بات یہ ہے کہ جس کا معتقد اسلام ہونا ثابت ہو جائے تو وہ اس کے بعد نفی یا اجماع سے زائل ہوگا، مگر دعویٰ اور افتراء کے ساتھ اس کا عقدِ اسلام زائل نہ ہو گا، لہٰذا واجب ہے کہ کسی شخص کی اس کے قول کی وجہ سے تکفیر نہ کی جائے، سوائے اس کے کہ وہ اس قول سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ان اقوال کی مخالفت کرے جو اس کے نزدیک صحیح ثابت ہوں اور وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کو جائز سمجھے، خواہ یہ مخالفت دینی عقیدے میں ہو یا ملت یا فتوے میں اور خواہ اس حدیث میں ہو جو رسول اللہ ﷺ سے اجماع وتواتر سے منقول ہو یا اخبار آحاد سے۔''

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

”وأما ما لم تقم الحجة على المخالف للحق في أي شيء كان فلا يكون كافرًا إلا أن يأتي نص بتكفيره.“ [ الفصل لابن حزم : ۲/ ۲۶۹ ]

”بہر حال حق کے مخالف پر خواہ وہ کسی بھی چیز میں ہو، حجت قائم نہ ہوئی تو وہ کافر نہ ہوگا الا یہ کہ اس کی تکفیر کے متعلق کوئی نص وارد ہو۔“

پھر مزید لکھتے ہیں:

”فإن قال قائل فما تقولون فيمن قال أنا أشهد أن محمدًا رسول الله ولا أدري أهو قرشي أم تميمي أم فارسي ولا هل كان بالحجاز أو بخراسان ولا أدري أحي هو أو ميت ولا أدري لعله هذا الرجل الحاضر أم غيره قيل له إن كان جاهلاً لا علم عنده بشيء من الأخبار والسير لم يضره ذلك شيئاً و وجب تعليمه فإذا علم وصح عنده الحق فإن عاند فهو كافر حلال دمه وماله محكوم عليه حكم المرتد وقد علمنا أن كثيرًا ممن يتعاطى الفتيا في دين الله عزوجل نعم وكثيراً من الصالحين لا يدرى كم لموت النبي صلى الله عليه وسلم ولا أين كان ولا في أي بلد كان ويكفيه من كل ذلك إقراره بقلبه ولسانه أن رجلاً اسمه محمد أرسله الله تعالى إلينا بهذا الدين.“ [ الفصل لابن حزم : ۲/ ۲۶۹ ]

”اگر کوئی اعتراض کرنے والا کہے کہ اس آدمی کے بارے میں تم کیا کہتے ہو جو کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں (ﷺ) اور میں یہ نہیں جانتا کہ وہ قریشی ہیں یا تمیمی یا فارسی، نہ میں یہ جانتا ہوں کہ وہ حجاز میں ہوئے یا خراسان میں، نہ میں یہ جانتا ہوں کہ وہ زندہ ہیں یا فوت ہو گئے ہیں اور نہ میں یہ جانتا ہوں کہ شاید وہ یہی حاضر شخص ہیں یا کوئی اور۔ تو اسے جواب میں کہا جائے

گا کہ اگر یہ شخص جاہل ہے جسے اخبار وسیر کا بالکل علم نہیں تو یہ اس کے لیے بالکل مضر نہیں، اور اس کو بتانا واجب ہے جب اسے علم ہو جائے اور اس کے نزدیک حق ثابت ہو جائے، پھر اگر وہ مخالفت کرے تو وہ کافر ہے، اس کا خون اور مال حلال ہے اور اس پر مرتد کا حکم لگایا جائے گا۔ ہمیں ایسے بہت سے لوگوں کا علم ہے جن سے اللہ تعالیٰ کے دین میں فتویٰ لیا جاتا ہے، بہت سے صالحین اور نیک لوگ ایسے ہیں جنھیں یہ معلوم نہیں کہ نبی ﷺ کی وفات ہوئے کتنا زمانہ بیت گیا ہے اور نہ یہ معلوم ہے کہ آپ کی وفات کہاں اور کس شہر میں ہوئی ہے، ان سب عبارتوں میں ان کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے دل اور زبان سے اس کا اقرار کریں کہ ایک شخص جن کا نام محمد (ﷺ) ہے اللہ تعالیٰ نے انھیں اس دین کے ساتھ ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔''

اسی طرح امام ابن حزم رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

''وكذلك من قال أن ربه جسم فإنه إن كان جاهلاً أو متأولاً فهو معذور لا شيء عليه ويجب تعليمه فإذا قامت الحجة عليه من القرآن والسنن فخالف ما فيهما عنادًا فهو كافر يحكم عليه بحكم المرتد.'' [الفصل لابن حزم: ٢/٢٦٩]

''اسی طرح جو شخص یہ کہے کہ اس کا رب اجسام میں سے ایک جسم والا ہے تو اگر وہ شخص جاہل یا متاول ہے تو وہ معذور ہے، اس پر کچھ گناہ نہیں اور اسے تعلیم دینا واجب ہے۔ پھر جب قرآن اور حدیث سے اس پر حجت قائم ہو جائے اور وہ سرکشی اور عناد کرتے ہوئے ان دونوں کی مخالفت کرے تو وہ کافر ہے، اس پر مرتد ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔''

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

”وأبين من شيء في هذا قول الله تعالىٰ : ﴿اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ﴾ إلىٰ قوله: ﴿وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا﴾ [ المائدة : ١١٢، ١١٣ ] فهؤلاء الحواريون الذين أثنى الله عزوجل عليهم قد قالوا بالجهل لعيسى عليه السلام هل يستطيع ربك أن ينزل علينا مائدة من السماء ولم يبطل بذلك إيمانهم وهذا ما لا مخلص منه وإنما كانوا يكفرون لو قالوا ذلك بعد قيام الحجة وتبيينهم لها.“ [ الفصل لابن حزم : ٢/٢٧٢ ]

”اس مسئلہ میں سب سے واضح اللہ تعالیٰ کا یہ کلام ہے ”اور جب حواریوں نے کہا: اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تمھارا رب ہم پر آسمان سے خوان نازل کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اللہ کے اس فرمان تک : ”اور ہم جان لیں کہ تو نے ہم سے سچ کہا ہے۔“ یہ وہی حواری ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے مدح سرائی کی ہے جنھوں نے جہالت کی بنا پر عیسیٰ علیہ السلام سے کہا: کیا تیرا رب ہمارے اوپر آسمان سے خوان نازل کرنے کی طاقت رکھتا ہے؟ اس سے ان کا ایمان باطل نہیں ہوا، یہ وہ دلیل ہے جس سے چھٹکارا اور مفر نہیں، وہ کافر تو تب ہوتے جب ان پر قیام حجت ہو جاتی اور بات واضح طور پر ان کے لیے کھل جاتی، اس کے بعد بھی وہ یہی بات کہتے۔

علامہ ابن الوزیر رحمہ اللہ مذکورہ بالا حدیث جو ایک آدمی کی وصیت کے بارے میں ہے ذکر کرنے کے بعد رقمطراز ہیں:

”وفي حديث حذيفة أنه كان نباشا وإنما أدركته الرحمة لجهله وإيمانه بالله والمعاد لذلك خاف العقاب وأما جهله بقدرة الله تعالىٰ على ما ظنه محالا فلا يكون كفرا إلا لو علم أن الأنبياء جاؤوا بذلك وأنه ممكن مقدور ثم كذبهم أو أحدا منهم لقوله تعالىٰ:

﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ وهذا ارجى حديث لأهل الخطأ في التأويل." [إيثار الحق على الخلق، ص: ٣٩٤]

"حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہ آدمی کفن چور تھا اس کو رحمت الٰہی نے اس کی جہالت اور اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان کی وجہ سے پالیا، اسی لیے تو وہ عذاب سے خائف ہوا بہر حال اس کا اللہ کی قدرت سے جاہل ہونا جیسا کہ اس نے اس کو محال سمجھا، کفر نہیں ہے۔ الا کہ اگر وہ جان لے کہ انبیاء علیہم السلام یہ حکم لے کر آئے اور یہ ممکن اور تحت القدرہ ہے، پھر ان انبیاء علیہم السلام کو جھٹلائے یا ان میں سے کسی ایک کو جھٹلائے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے "اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں یہاں تک کہ ہم کوئی رسول بھیج دیں" یہ تاویل میں خطا کرنے والوں کے لیے سب سے زیادہ امید دلانے والی حدیث ہے۔"

بلکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح اور متصل مسند کے ساتھ مروی روایت میں یہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ إِلَّا التَّوْحِيدَ » [مسند أحمد: ١٣/ ٤٠٨، ٨٠٤٠]

"اس نے توحید کے علاوہ کبھی کوئی نیکی کی ہی نہیں۔"

اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی موقوف روایت میں ہے جو حکماً مرفوع ہے:

« اَنَّ رَجُلًا لَمْ يَعْمَلْ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا قَطُّ إِلَّا التَّوْحِيدَ »

[مسند أحمد: ٦/ ٣٢٦- ٣٧٨٥ وقال الهيثمي، وإسناد ابن مسعود حسن، مجمع الزوائد: ١٠/١٩٤]

"بلاشبہ ایک آدمی نے توحید کے علاوہ خیر کا کبھی کوئی کام نہیں کیا۔"

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ اس شخص کے پلڑے میں عقیدۂ توحید کے سوا کچھ نہ تھا۔ اور خیر کے ہر طرح کے اعمال سے خالی تھا۔ پھر بھی اللہ نے اسے معاف کر دیا۔

امام ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وكذلك كل جاهل بشيء يمكن أن يجهله لا يحكم بكفره

حتی یعرف ذلك وتزول عنه الشبهة ویستحله بعد ذلك."
[ المغني لابن قدامة : ۲۷۷/۱۲ ]

''اسی طرح ہر وہ جاہل جس کا کسی چیز سے جاہل ہونا ممکن ہو اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا یہاں تک کہ وہ اسے پہچان لے اور اس سے شبہ زائل ہو جائے اور اس کے بعد وہ اس کو حلال جانے تو پھر کافر ہو جائے گا۔''

امام نووی رحمہ اللہ راقم ہیں:

"وكذلك الأمر في كل من أنكر شيئا مما أجمعت الأمة عليه من أمور الدين إذا كان علمه منتشرا كالصلوات الخمس وصوم شهر رمضان والاغتسال من الجنابة وتحريم الزنى والخمر ونكاح ذوات المحارم ونحوها من الأحكام الا أن يكون رجلا حديث عهد بالاسلام ولا يعرف حدوده فإنه اذا أنكر شيئا منها جهلا به لم يكفر." [ شرح صحيح مسلم للنووي : ۲۰۵/۱ ]

''اسی طرح ہر اس شخص کا معاملہ ہے جس نے امور دین میں سے امت کے اجماعی اور اتفاقی کسی امر کا انکار کیا جب اس کا علم منتشر ہو جیسے پانچ نمازیں، رمضان کے روزے، غسل جنابت، زنا، شراب، محرمات ابدیہ کے ساتھ نکاح، جیسے احکام کی حرمت کے انکار پر کافر ہو گا۔ ہاں اگر وہ نیا نیا اسلام کی طرف آیا ہو اور اس کی حدود کو پہچانتا نہ ہو، جب ان میں سے کسی چیز کا انکار جہالت کی وجہ سے کرے تو وہ کافر نہیں ہو گا۔''

امام ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اختلف العلماء فی معناه، فقال منهم قائلون : هذا رجل جهل بعض صفات الله عز وجل وهی القدرة، فلم یعلم أن الله علی كل ما یشاء قدیر، قالوا : ومن جهل صفة من صفات الله عز وجل

وآمن بسائر صفاته وعرفها لم يكن بجهله بعض صفات الله كافرا، قالوا : وإنما الكافر من عاند الحق لا من جهله، وهذا قول المتقدمين من العلماء ومن سلك سبيلهم من المتأخرين.“

[ التمهيد لابن عبد البر : ١٨/ ٤٢ ]

”اس حدیث کے مفہوم میں علماء نے اختلاف کیا ہے، ان میں سے بعض نے کہا ہے: یہ آدمی اللہ کی بعض صفات سے جاہل تھا اور وہ صفت اللہ کی قدرت ہے، اسے علم نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اس پر کمال قدرت رکھتا ہے۔ انھوں نے کہا: جو کوئی اللہ کی صفات میں سے کسی صفت سے جاہل ہو اور باقی تمام صفات پر ایمان رکھتا ہو اور انھیں پہچانتا ہو تو بعض صفات سے جہالت کی وجہ سے کافر نہیں ہوگا۔ انھوں نے کہا: کافر تو صرف وہ ہے جس نے حق سے عناد اور دشمنی رکھی، اپنی جہالت کی وجہ سے نہیں۔ یہ متقدمین علماء کا قول ہے اور متاخرین میں سے بھی جو ان کے مسلک پر چلا (اس کا بھی یہی موقف ہے)۔“

امام خطابی رحمہ اللہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

”وقد يسئل عن هذا، فيقال : كيف يغفر له وهو منكر للبعث والقدرة على إحيائه وإنشاره؟ إنه ليس بمنكر للبعث إنما هو رجل جاهل ظن أنه إذا فعل به هذا الصنيع ترك فلم ينشر ولم يعذب الأ تراه يقول : فجمعه فقال : لم فعلت ذلك، فقال : من خشيتك فقد تبين أنه رجل مؤمن بالله فعل ما فعل من خشية الله إذا بعثه إلا أنه جهل.“ [ الاعلام السنن في شرح البخاري للخطابي : ٢/ ٢٠٧ ط۔ دار الكتب العلمية۔ فتح الباري : ٦/ ٥٢٢ ط۔ السلفية وفي نسخة : ٨/ ١٣٨ ط۔ دار طيبة ]

”بسا اوقات اس حدیث کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے اس کو

کیسے معاف کر دیا گیا حالانکہ وہ مرنے کے بعد جی اٹھنے اور زندہ کرنے کی قدرت کا منکر تھا، تو کہا جائے گا: وہ مرنے کے بعد اٹھنے کا ہرگز منکر نہ تھا۔ وہ ایک جاہل آدمی تھا، اس نے یہ سمجھ لیا کہ اگر اسے جلا کر راکھ کر دیا گیا اور راکھ دریا اور ہوا میں بکھیر دی گئی تو اس کو اٹھایا نہیں جائے گا اور نہ ہی عذاب دیا جائے گا، کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ نے اس کی راکھ جمع کر کے اس سے پوچھا: تم نے یہ کام کیوں کیا؟ تو اس نے کہا: تیرے ڈر کی وجہ سے، تو یہ بات کھل کر واضح ہو گئی کہ وہ آدمی اللہ پر ایمان لانے والا تھا اس نے جو بھی کیا، وہ اللہ کی خشیت اور ڈر کی وجہ سے کیا مگر وہ جاہل تھا۔''

امام ابن قتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قد يغلط في بعض الصفات قوم من المسلمين فلا يكفرون بذلك."
[ فتح الباري : ۱۳۸/۸ طـ دار طيبة تحت حديث رقم : ۳٤۷۹ ]

''بسا اوقات مسلمانوں میں سے کچھ لوگ بعض صفات باری تعالیٰ میں غلطی کے مرتکب ہو جاتے ہیں تو اس کے ساتھ ان کو کافر قرار نہیں دیا جاتا۔''

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وإذا كنا لا نكفر من عبد الصنم الذى على عبد القادر والصنم الذى على قبر أحمد البدوى وأمثالهما لأجل جهلهم وعدم من ينبههم فكيف نكفر من لم يشرك بالله؟! إذا لم يهاجر إلينا أو لم يكفر ويقاتل: ﴿سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ﴾ [ النور : ۱٦ ]" [ الدرر السنية في الأجوبة النجدية : ۱۰٤/۱، وفي نسخة : ٦٦/۱، مصباح الظلام، ص : ۸٤ ]

''جب ہم اس شخص کو کافر قرار نہیں دیتے جو عبدالقادر اور احمد البدوی اور ان کی مثل دوسرے لوگوں کی قبور پر بنے ہوئے صنم کی عبادت کرتا ہے ان کی جہالت کی وجہ سے، اور ان کو متنبہ کرنے والے لوگوں کے نہ ہونے کی وجہ سے تو ہم اس

شخص کو کیسے کافر قرار دیں گے جو اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتا جب وہ ہماری طرف ہجرت کر کے نہ آیا۔ پاک ہے تو یہ تو بہتان عظیم ہے۔"

شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

"وأما ما ذكر الأعداء أني أكفر بالظن وبالموالات أو أكفر الجاهل الذي لم تقم عليه الحجة فهذا بهتان عظيم يريدون به تنفير الناس عن دين الله ورسوله." [ مجموعات مؤلفات محمد بن عبد الوهاب: ٥/ ٢٥، دعاوى المناوئين لدعوة الشيخ محمد بن عبد الوهاب، ص ٢٢٠ ]

"بہر کیف دشمنوں نے جو ذکر کیا کہ میں ظن و تخمین اور موالات کی وجہ سے تکفیر کرتا ہوں یا اس جاہل کو کافر قرار دیتا ہوں جس پر حجت قائم نہیں کی گئی تو یہ بہتان عظیم ہے، دشمن لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کے دین سے متنفر کرنا چاہتے ہیں۔"

شیخ محمد بن عبد الوہاب کی دیگر مفصل عبارات کے لیے دکتور عبد العزیز بن محمد بن علی کی کتاب "دعاوی المناوئین" کی فصل اول میں المبحث الاوّل [ مفتريات الخصوم واكاذيبهم على الشيخ محمد بن عبد الوهاب فى مسئلة التكفير مع الرد والدحض لها، ص: ٢١٠- ٢٢٨] ملاحظہ کریں۔

شیخ عبد اللطیف بن عبد الرحمٰن بن حسن آل الشیخ لکھتے ہیں:

"فإذا كان هذا كلام الشيخ رحمه الله فيمن عبد الصنم الذى على القبور إذا لم يتيسر له من يعلمه ويبلغه الحجة، فكيف يطلق على الحرمين أنها بلاد كفر، والشيخ على منهاج نبوى وصراط مستقيم، يعطي كل مقام ما يناسبه من الإجمال والتفصيل."

[ مصباح الظلام فى الرد على من كذب الشيخ الإمام، ص: ٨٤ ]

"جب شیخ محمد بن عبد الوہاب کا یہ کلام ایسے لوگوں کے بارے میں ہے جو قبروں

پر بنے ہوئے قبوں اور بتوں کی عبادت کرتے ہیں جب ان کو تعلیم دینے والا اور حجت شرعی پہنچانے والا میسر نہ ہو تو وہ حرمین پر بلا دکفر کا اطلاق کیسے کر سکتے ہیں؟ شیخ رحمہ اللہ نبوی منہج اور جادۂ مستقیم پر تھے، وہ ہر مقام کو جو اس کے اجمال و تفصیل سے مناسب ہوتا وہی حق دیتے تھے۔"

مزید لکھتے ہیں:

"والشيخ محمد رحمه الله من أعظم الناس توقفاً وإحجاماً عن إطلاق الكفر حتى أنه لم يجزم بتكفيره الجاهل الذى يدعو غير الله من أهل القبور أو غيرهم إذا لم يتيسر له من ينصحه ويبلغه الحجة التى يكفر تاركها." [منهاج التأسيس والتقديس، ص: ٩٨-٩٩]

"شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کفر کا اطلاق کرنے سے سب لوگوں سے زیادہ توقف کرنے والے اور باز رہنے والے تھے، یہاں تک کہ انھوں نے اس جاہل پر بھی تکفیر کا بالجزم حکم نہیں لگایا جو اللہ کے علاوہ قبر والوں کو پکارتا ہے، جب اسے کوئی نصیحت کرنے والا اور وہ حجت پہنچانے والا جس کے ترک پر آدمی کافر ہو جاتا ہے، میسر نہ ہو۔"

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"وشيخنا رحمه الله لم يكفر أحداً ابتداءً بمجرد فعله وشركه بل يتوقف فى ذلك حتى يعلم قيام الحجة التى يكفر تاركها وهذا صريح فى كلامه فى غير موضع ورسالة فى ذلك معروفة."

[مصباح الظلام، ص: ٥١٦]

"اور ہمارے شیخ ابتداءً کسی کے محض فعل اور شرک کی وجہ سے اسے کافر قرار نہیں دیتے بلکہ اس وقت تک اس میں توقف کرتے جب تک وہ قیام حجت کو جان نہیں

لیتے کہ جس کا تارک کافر ہو جاتا ہے، یہ ان کے کلام میں کئی مقامات پر بڑا واضح ہے اور اس میں ان کے رسائل معروف ہیں۔"

ایک اور جگہ پر لکھتے ہیں:

"وشيخنا لم يكفر الأمة وعلماء ها حتى صاحب البردة، وإنما تكلم فيما دل عليه كلامه واقتضاه نظمه وخطابه." [مصباح الظلام، ص: ٤٦١]

"اور ہمارے شیخ نے امت اور اس کے علماء کی تکفیر نہیں کی حتیٰ کہ صاحب بردۃ کو بھی شیخ نے کافر نہیں کہا جس چیز پر اس کا کلام دلالت کرتا ہے اور اس کا نظم و خطاب تقاضا کرتا ہے اس پر کلام کیا ہے۔"

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب سے قبروں پر بنے ہوئے قبوں کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا یہ قبے ان کے بانی کے کفر پر دلالت کرتے ہیں؟ تو انھوں نے جواب دیتے ہوئے کہا:

"هذا يحتاج إلى تفصيل فإن كان الباني قد بلغه هدى الرسول صلى الله عليه وسلم في هدم البناء عليها ونهيه عن ذلك وعاند وعصى أو منع من أراد هدمها من ذلك فذلك من علامة الكفر واما من فعل ذلك جهلا منه بما بعث الله به رسوله صلى الله عليه وسلم فهذا لا يكون علامة على كفر وإنما يكون علامة على جهله وبدعته وإعراضه عن البحث عما أمر الله به ورسوله في القبور."
[مجموعة الرسائل والمسائل النجدية: ٢٤٦/١]

"یہ بات تفصیل کی محتاج ہے، اگر قبروں پر قبے بنانے والے کو ان پر عمارات گرانے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی آپ سے راہنمائی اور ممانعت پہنچی ہے اور اس نے عناد و سرکشی اختیار کی اور نافرمانی کی یا جس نے ان قبوں کو گرانے

کا ارادہ کیا تو اس نے اسے منع کیا، تو یہ کفر کی علامت ہے اور جس شخص نے یہ کام اس چیز سے جہالت کی بنا پر کیا جس کے ساتھ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو مبعوث کیا تو یہ اس کے کفر پر علامت نہیں ہے بلکہ یہ صرف اس کی جہالت، بدعت اور قبروں کے متعلق اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جو حکم دیا ہے اس سے بحث کرنے سے گریز کی علامت ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”فإنا بعد معرفة ما جاء به الرسول نعلم بالضرورة أنه لم يشرع لأمته أن يدعو أحدا من الأموات لا الأنبياء ولا الصالحين ولا غيرهم، لا بلفظ الاستغاثة ولا بغيرها، ولا بلفظ الاستعاذة ولا بغيرها، كما أنه لم يشرع لأمته السجود لميت ولا إلى ميت ونحو ذلك، بل نعلم أنه نهى عن كل هذه الأمور، وأن ذلك من الشرك الذي حرمه الله تعالى و رسوله. لكن لغلبة الجهل وقلة العلم بآثار الرسالة في كثير من المتأخرين لم يمكن تكفيرهم بذلك حتى يبين لهم ما جاء به الرسول مما يخالفه.“

[ كتاب الاستغاثة في الرد على البكري، ص : ٤١١ ط۔ مكتبة دار المنهاج، و ٢/٦٢٩-٦٣٠ ط۔ دار الوطن، و ٢/٧٣١ ط۔ غرباء اثرية، مصباح الظلام، ص : ٣١٠-٣١١، ٣٠٤ ط۔ وزارة الشؤون الاسلامية والاوقاف السعودية ]

”رسول اللہ ﷺ جو کچھ لے کے آئے اس کی معرفت کے بعد ہم یقینی طور پر جانتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کے لیے فوت شدگان میں سے کسی کو بھی پکارنا مشروع نہیں رکھا، نہ ہی انبیاء و رسل علیہم السلام کو اور نہ ہی اولیائے کرام کو اور نہ ہی ان کے علاوہ دیگر اصحاب کو، نہ لفظ استغاثہ کے ساتھ اور نہ ہی اس کے علاوہ کے ساتھ، اور نہ ہی لفظ استعاذہ کے ساتھ اور نہ ہی اس کے علاوہ الفاظ کے ساتھ،

جیسا کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کے لیے میت کو سجدہ کرنا مشروع نہیں رکھا اور نہ ہی میت کی جانب رخ کر کے سجدہ کرنا، بلکہ ہم جانتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ان تمام امور سے منع کیا ہے اور یقیناً یہ اس شرک میں سے ہے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے لیکن جہالت کے غلبے اور آثار رسالت سے کم علمی کی وجہ سے متاخرین میں سے بہت سے لوگوں کی تکفیر ممکن نہیں یہاں تک کہ ان کے لیے کھل کر واضح ہو جائے جو اللہ کے رسول ﷺ لے کر آئے اس سے جو اس کے خلاف ہے۔"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

"كنت أقول للجهمية من الحلولية و النفاة الذين نفوا أن الله تعالٰى فوق العرش لما وقعت محنتهم أنا لو وافقتكم كنت كافرا لأني أعلم أن قولكم كفر و أنتم عندي لا تكفرون لأنكم جهال وكان هذا خطابا لعلمائهم و قضاتهم و شيوخهم وأمرائهم." [ الاستغاثة في الرد على البكري، ص: ٢٥٣ ط۔ دار المنهاج: ٣٨٣/١۔ ٣٨٤، ط۔ دار الوطن ]

"میں حلولیہ میں سے جہمیہ اور وہ لوگ جو اللہ کے عرش پر ہونے کی نفی کرتے ہیں، سے کہتا ہوں اگر میں تمھاری موافقت کروں تو کافر ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں تمھارا قول کفر ہے اور تم میرے نزدیک کافر نہیں ہو، اس لیے کہ تم جاہل ہو اور یہ خطاب ان کے علماء، قضاۃ، شیوخ اور امراء سے تھا۔"

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا آخری قول یہی تھا کہ وہ کسی مسلم کی تکفیر نہیں کرتے تھے، جیسا کہ مقدمہ میں گزر چکا ہے اور یہی فیصلہ امام ذہبی اور اشاعرہ کے امام ابوالحسن الاشعری کا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث مروی ہے، وہ فرماتی ہیں:

"جس رات کی میری باری تھی آپ ﷺ نے اپنی چادر اوڑھ لی اور دونوں جوتے اتارے اور انھیں اپنے پاؤں کے پاس رکھ لیا اور اپنے بستر پر اپنے تہ بند کا پلو بچھا

دیا اور لیٹ گئے، تھوڑی ہی دیر گزری کہ آپ ﷺ نے سمجھا کہ میں سو گئی ہوں، آپ نے آہستہ سے اپنی چادر لی، جوتا پہنا، دروازہ کھولا اور باہر نکل گئے، پھر دروازہ آہستہ سے بند کر دیا۔ میں نے اپنی چادر اپنے سر پر اوڑھی اور اپنا ازار پہن لیا، پھر میں آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑی، یہاں تک کہ آپ بقیع میں آئے، کھڑے ہو گئے اور لمبا قیام کیا، پھر تین مرتبہ اپنے ہاتھوں کو اٹھایا، پھر آپ واپس لوٹے، میں بھی واپس لوٹی، آپ تیز چلے میں بھی تیز چلی، آپ ﷺ دوڑے میں بھی دوڑی، آپ ﷺ پہنچے تو میں بھی پہنچ گئی، میں آپ ﷺ سے سبقت لے گئی۔ میں گھر میں داخل ہوئی، میں ابھی لیٹی ہی تھی کہ آپ ﷺ اندر تشریف لے آئے۔ فرمایا: اے عائشہ! تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تیرا سانس پھول رہا ہے؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ نہیں۔ فرمایا: تم مجھے بتا دو، ورنہ مجھے باریک بین، ہر چیز کی خبر رکھنے والا بتا دے گا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ پھر پورے قصے کی میں نے آپ کو خبر دی، فرمایا: تم وہ سایہ تھی جو میں اپنے آگے آگے دیکھ رہا تھا۔ میں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے میری پشت پر کچوکا مارا جس کی مجھے تکلیف ہوئی اور فرمایا: کیا تو سمجھتی ہے کہ اللہ اور اس کا رسول تیرا حق دبا لے گا۔ کہنے لگیں: " مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ؟" جب لوگ کچھ چھپا لیتے ہیں تو اللہ اس کو جانتا ہے؟ فرمایا: ہاں، جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے جس وقت میں نے دیکھا تو اس نے مجھے پکارا اور میں نے تجھے اس سے چھپایا تو میں نے اس کی بات قبول کی اور تجھ سے چھپایا اور وہ تیرے پاس اس لیے نہیں آئے تھے کہ تو اپنے کپڑے اتار چکی تھی اور میں نے سمجھا کہ تو سو گئی ہے، سو میں نے تجھے جگانا پسند نہ کیا اور مجھے ڈر لاحق ہوا کہ تم گھبرا جاؤ گی۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: بلا شبہ تیرا رب تجھے حکم دیتا ہے کہ تو اہل بقیع کے ہاں آئے اور ان کے لیے استغفار کرے، کہنے لگیں: یا رسول اللہ! میں کس

طرح کہوں؟ فرمایا: تم کہو:

« اَلسَّلَامُ عَلٰی أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَ يَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُونَ »

[ مسند أحمد : ٦/٢٢١، ونسخة أخرى : ٤٣/٤٣-٤٥، : ٢٥٨٥٥- مسلم، كتاب الجنائز، باب ما يقول عند دخول القبور والدعاء لأهلها : ١٠٣/٩٧٤- سنن النسائي : ٢٠٣٧- نسائي كبرىٰ : ٢١٦٤، ٧٦٨٥، ٨٩١٢- المصنف لعبد الرزاق : ٣/٥٧٠ ]

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فهذه عائشة أم المؤمنين سألت النبي صلى الله عليه وسلم هل يعلم الله كل ما يكتم الناس؟ فقال لها النبي صلى الله عليه وسلم : "نعم" وهذا يدل على أنها لم تكن تعلم ذلك ولم تكن قبل معرفتها بان الله عالم بكل شيء يكتمه الناس كافرة." [ مجموع الفتاوىٰ لابن تيمية : ١١/٤١٢-٤١٣ ]

''یہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں، جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: کیا جو کچھ بھی لوگ چھپاتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا: ہاں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ یہ بات نہیں جانتی تھیں اور اس بات کی معرفت سے قبل کہ اللہ تعالیٰ ہر اس چیز کو جانتا ہے جو لوگ چھپاتے ہیں، وہ کافرہ نہ تھیں۔''

مذکورہ بالا قوی دلائل، ائمہ دین اور سلف صالحین کے ارشادات عالیہ سے واضح ہو گیا کہ حجت قائم کرنے سے قبل کسی کو کافر قرار دینا جائز نہیں۔ اگر شرعی علوم سے ناواقف اور جاہل ہے تو پہلے اس کی جہالت کا ازالہ کیا جائے گا اور اس کے شکوک وشبہات کو رفع کیا جائے گا۔ پھر بھی اگر وہ باطل پر مُصر اور کفر پر قائم رہتا ہے اور عناد وسرکشی کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کو رد کرتا ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

## خلاصۂ قول:

قیامِ حجت کے ساتھ ایک اور اہم بات فہم الحجہ بھی ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کے فرامین اگر کسی شخص تک پہنچ جائیں تو قیامِ حجت کے لیے یہی کافی ہے، لیکن یاد رہے کہ دلائل کے معانی سمجھنا اور جاننا لازمی ہیں۔ کسی عجمی پر جو عربی لغت سے نابلد اور ناواقف ہے محض آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت اور احادیثِ نبویہ کی قراءت کافی نہیں ہوگی، کیونکہ وہ ان کے معانی سے ناواقف ہے، اسے اس کی زبان میں وضاحت کر کے سمجھانا ضروری ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِۦ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ﴾ [ إبراهيم : ٤ ]

''اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس کی قوم کی زبان میں تاکہ وہ ان کے لیے کھول کر بیان کرے۔''

امام ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''هذا من لطفه تعالىٰ بخلقه أنه يرسل إليهم رسلاً منهم بلغاتهم ليفهموا عنهم ما يريدون وما أرسلوا به إليهم.'' [ تفسير ابن كثير : ٣/٦٦٠ بتحقيق عبد الرزاق المهدي، ط۔ دار الكتاب العربي ]

''یہ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم میں سے ہے جو وہ اپنی مخلوق کے ساتھ کرتا ہے کہ وہ ان کی طرف انھی میں سے ان کی زبان میں رسول بھیجتا ہے تاکہ وہ ان سے اس بات کو سمجھ لیں جو وہ ارادہ رکھتے ہیں اور جو وہ دے کر ان کی طرف بھیجے گئے ہیں۔''

امام المفسرین محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''يقول تعالىٰ ذكره : وما أرسلنا إلى أمة من الأمم، يا محمد، من قبلك ومن قبلِ قومك، رسولا إلا بلسان الأمة التي أرسلناه إليها ولغتهم ﴿لِيُبَيِّنَ لَهُمْ﴾ يقول: ليفهمهم ما أرسله الله به إليهم من

أمره ونَهيه، ليُثبت حجة اللّٰه عليهم، ثم التوفيقُ والخذلانُ بيد اللّٰه."

[تفسير الطبري: ۵۹۲/۱۳ بتحقيق الدكتور عبد اللّٰه بن عبد المحسن التركي]

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے محمد (ﷺ) تجھ سے اور تیری قوم سے پہلے کسی بھی امت کی طرف کوئی رسول ہم نے نہیں بھیجا مگر اس امت کی زبان اور لغت میں جس کی طرف ہم نے رسول مبعوث کیا۔ ''تاکہ وہ ان کے لیے کھول کھول کر بیان کر دے۔'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تاکہ اللہ نے رسول کو جو اوامر اور نواہی دے کر ان کی طرف بھیجا ہے وہ انھیں سمجھا دے تاکہ اللہ کی حجت ان پر ثابت ہو جائے، پھر توفیق اور رسوائی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔''

علامہ سیوطی رحمہ اللہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ کے حوالے سے قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

"﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ﴾ قال: بلغة قومه إن كان عربيا فعربيا، و إن كان عجميا فعجميا، و إن كان سريانيا فسريانيا ليبين لهم الذى ارسل إليهم ليتخذ بذلك الحجة عليهم."

[الدر المنثور في التفسير الماثور: ۴۸۷/۸۔۴۸۸، بتحقيق الدكتور عبد اللّٰه بن عبد المحسن التركي]

''اور انھیں نہیں بھیجا ہم نے مگر اسی قوم کی زبان میں۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس قوم کی لغت میں اگر وہ عربی ہے تو ہم نے عربی رسول بھیجا، اگر وہ لغت عجمی ہے تو عجمی، اگر وہ سریانی ہے تو سریانی تاکہ وہ ان کی طرف بھیجی جانے والی چیز کو کھول کھول کر بیان کر دے تاکہ اس کے ذریعے سے اللہ ان پر حجت قائم کر دے۔''

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"قوله تعالى: ﴿لِيُبَيِّنَ لَهُمْ﴾ أي الذي أرسل به فيفهمونه عنه."

[زاد المسير في علم التفسير: ۵۰۴/۲ بتحقيق عبد الرزاق المهدي، طـ دار الكتب العربي]

''اللہ کا فرمان ہے: ''تاکہ وہ ان کے لیے کھول کر بیان کر دے۔'' یعنی جو چیز رسول کے ساتھ بھیجی گئی وہ اسے رسول سے سمجھ لیں۔''

امام ابن عادل الدمشقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اللہ نے اس آیت میں اپنے انعامات کا ذکر کیا ہے ایک تو رسول اللہ کی نسبت سے کہ تمام انبیاء اپنی اپنی قوموں کی طرف بھیجے گئے اور آپ ﷺ تمام لوگوں کی طرف اور دوسرا احسان عام مخلوق کی نسبت سے اور وہ یہ ہے:

"ما بعث رسولاً إلٰى قوم إلا بلسانهم ليسهل عليهم فهم تلك الشريعة." [اللباب في علوم الكتاب : ١١/٣٣٥]

''اللہ نے کسی بھی قوم کی طرف کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ان کی زبان میں تاکہ اس شریعت کو سمجھنا ان پر آسان ہو جائے۔''

پھر امام قرطبی رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"قال القرطبي: ولا حجة للعجم وغيرهم في هذه الآية، لان كل من ترجم له ما جاء به النبي صلوات الله وسلامه عليه ترجمة يفهمها لزمته الحجة." [اللباب : ١١/٣٣٦، تفسير الجامع لاحكام القرآن : ٩/٢٢٣]

''قرطبی نے کہا: اس آیت کریمہ میں عجمی وغیرہ کے لیے حجت نہیں ہے، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ جو کچھ بھی لے کر آئے اس کا جب ہر کسی کے لیے ترجمہ کر دیا گیا ہے جس کو وہ سمجھتا ہے تو اس پر حجت لازم ہوگئی۔''

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ما بعث رسولاً إلٰى قوم إلا بلسان أولٰئك القوم، فإنه متى كان الأمر كذلك، كان فهمهم لأسرار تلك الشريعة و وقوفهم على حقائقها أسهل." [التفسير الكبير : ٧/٦٢ طـ دار إحياء التراث العربي]

''اللہ نے کسی بھی قوم کی طرف کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی قوم کی زبان میں جب معاملہ یہ ہے تو ان کے لیے اس شریعت کے اسرار کو سمجھنا اور اس کے حقائق پر واقف ہونا بہت زیادہ آسان ہے۔''

نواب صدیق الحسن خان قنوجی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وما أرسلنا من رسول الا متلبسا ﴿بِلِسَانِ قَوْمِهِ﴾ متكلما بلغتهم لانه إذا كان كذلك فهم عنه المرسل إليهم ما يقوله لهم ويدعوهم إليه وسهل عليهم ذلك بخلاف ما لو كان بلسان غيرهم فإنهم لا يدرون ما يقول ولا يفهمون ما يخاطبهم به حتى يتعلموا ذلك اللسان دهرًا طويلاً." [ فتح البيان في مقاصد القرآن : ٥٢٥/٣ ط۔ دار الكتب العلمية ]

''اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی بھی رسول مگر وہ اپنانے والا ہے ''اس قوم کی زبان کو'' ان کی زبان میں بات کرنے والا ہے، اس لیے کہ جب ایسی صورتحال ہو گی تو جن کی طرف رسول کو بھیجا گیا ہے وہ اس بات کو سمجھ لیں گے جو رسول انھیں کہتا ہے اور جس طرف انھیں دعوت دیتا ہے اور یہ کام ان پر آسان ہو جائے گا اور اگر اللہ تعالیٰ کسی دوسری زبان میں ان کی طرف رسول بھیجتا تو جو وہ کہتا قوم اسے نہ جانتی اور اس کے خطاب کو نہ سمجھتی یہاں تک کہ وہ لمبا عرصہ پہلے وہ زبان سیکھتے۔''

علامہ ابو حیان الاندلسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"﴿وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ﴾ العموم فيندرج فيه الرسول عليه الصلاة والسلام. فإن كانت الدعوة عامة للناس كلهم، أو اندرج في اتباع ذلك الرسول من ليس من قومه، كان من لم تكن لغته لغة ذلك النبي موقوفاً على تعلم تلك اللغة حتى يفهمها." [ تفسير البحر المحيط : ٥١٨/٥ ]

”اور ہم نے کوئی بھی رسول نہیں بھیجا“ اس آیت میں عموم ہے اور رسول اللہ ﷺ بھی اس عموم میں داخل ہیں اگرچہ آپ ﷺ کی دعوت سب لوگوں کے لیے عام ہے اور اس رسول کی اتباع میں وہ بھی شامل ہوگا جو اس کی قوم میں سے نہیں ہے جس کی زبان اس کے نبی کی زبان نہیں ہے تو اس کا دار و مدار اس زبان کو سیکھنے پر ہے یہاں تک کہ وہ اس کو سمجھ جائے۔“

علامہ ابو محمد مکی بن ابی طالب القیسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”المعنی: وما أرسلنا رسولا إلا بلغة قومه ليفهموا عنه.“

”اور آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ہم نے کوئی بھی رسول نہیں بھیجا مگر اس قوم کی زبان میں تاکہ وہ اس سے بات کو سمجھ لیں۔“

پھر آگے لکھتے ہیں:

”وما أرسلنا إلى أمة من الأمم من قبل محمد صلى الله عليه وسلم من رسول إلا بلسان الأمة التي أرسل إليها ليبين لهم ما أرسله الله به إليهم من أمره ونهيه لتقوم الحجة عليهم ولا يبقى لهم عذر.“ [الهداية إلى بلوغ النهاية: ٥/ ٣٧٧١۔ ٣٧٧٢]

”اور ہم نے محمد ﷺ سے پہلے کسی بھی امت کی طرف کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی امت کی زبان میں جس کی طرف رسول بھیجا گیا تاکہ اللہ نے جو اسے اوامر و نواہی دے کر بھیجا ہے وہ انھیں ان کے لیے کھول کھول کر بیان کر دے تاکہ ان پر حجت قائم ہو جائے اور کوئی عذر ان کے لیے باقی نہ رہے۔“

علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد النسفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”﴿لِيُبَيِّنَ لَهُمْ﴾ ما هو مبعوث به وله فلا يكون لهم حجة على الله ولا يقولون له: لم نفهم ما خوطبنا به فإن قلت: إن رسولنا

صلى الله عليه وسلم بعث إلى الناس جميعاً بقوله : ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ [ الأعراف : ١٥٨ ] بل إلى الثقلين وهم على ألسنة مختلفة فإن لم تكن للعرب حجة فلغيرهم الحجة. قلت : لا يخلو إما أن ينزل بجميع الألسنة أو بواحد منها فلا حاجة إلى نزوله بجميع الألسنة، لان الترجمة تنوب عن ذلك وتكفي التطويل فتعين أن ينزل بلسان واحد، وكان لسان قومه أولى بالتعيين لأنهم أقرب إليه." [ مدارك التنزيل وحقائق التاويل المعروف بتفسير النسفي : ٢/١٦٢ طـ مكتبة رحمانيه لاهور ]

''تاکہ وہ رسول ان کے لیے وہ چیز کھول کر بیان کر دے جس کے ساتھ اور جس کے لیے وہ بھیجا گیا تاکہ ان کے لیے اللہ پر حجت باقی نہ رہے اور اسے یہ نہ کہہ سکیں کہ جس چیز کے ساتھ ہمیں خطاب کیا گیا ہم نے اسے سمجھا نہ تھا۔ اگر تم کہو کہ ہمارے رسول ﷺ تو تمام انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے اللہ کے فرمان کے مطابق : ''کہہ دیجیے اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں'' بلکہ جن و انس کی طرف بھی، جبکہ ان کی زبانیں مختلف ہیں، اگر عرب کے لیے حجت نہ ہوگی تو ان کے علاوہ کے لیے حجت کیسے۔ میں کہتا ہوں یہ بات دو حال سے خالی نہیں، یا تو وہ تمام زبانوں میں وحی نازل کرتا یا ان میں سے کسی ایک زبان میں، تمام زبانوں میں نازل کرنے کی حاجت نہ تھی۔ اس لیے کہ ترجمہ اس کی نیابت کرتا ہے اور طوالت سے بچنے کے لیے کافی ہے۔ اس لیے متعین ہو گیا کہ وہ ایک ہی زبان میں وحی نازل کرتا۔ اور نبی ﷺ کی قوم کی زبان تعین کے لیے سب سے اولیٰ تھی کیونکہ وہ لوگ آپ کے زیادہ قریب تھے۔''

علامہ ابو منصور محمد بن محمود الماتریدی السمرقندی سورۂ ابراہیم کی آیت (۴) کی تین وجوہ

بیان کر کے لکھتے ہیں:

"فعلى ذلك كل ذى لسان بلسانه أفهم وأقرب للقبول وآلف من غيره وقوله تعالىٰ : ﴿لِيُبَيِّنَ لَهُمْ﴾ قال قائلون : ليكون أبين لهم وأفهم وقال قائلون : ﴿لِيُبَيِّنَ لَهُمْ﴾ فيفهمون قول رسولهم."

[ تاؤيلات أهل السنة : ٣/٧ طـ موسسة الرسالة ]

''تو اس بنا پر ہر زبان والا اپنی زبان میں زیادہ بات سمجھنے والا اور قبولیت کے زیادہ قریب اور اس کے علاوہ اور زبان کی نسبت زیادہ مانوس ہوتا ہے اور اللہ کا فرمان: ''تاکہ وہ ان کے لیے کھول کر بیان کر دے۔'' کے متعلق کہنے والوں نے کہا: تاکہ وہ ان کے لیے زیادہ واضح اور سمجھ میں آنے والا ہو جائے۔ اور کہنے والوں نے کہا: ''تاکہ وہ ان کے لیے کھول کر بیان کر دے'' اس لیے کہ وہ اپنے رسول کی بات کو سمجھ سکیں۔''

علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی المعروف بالخازن لکھتے ہیں:

"قوله تعالىٰ : ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ﴾ يعنى بلغة قومه ليفهموا عنه ما يدعوهم إليه."

''اللہ کا فرمان ہے: ''اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی بھی رسول مگر اسی قوم کی زبان میں'' یعنی اس قوم کی لغت میں تاکہ رسول انھیں جس بات کی طرف بلائے وہ اس سے سمجھ لیں۔''

پھر اس کے بعد لکھتے ہیں:

"فإن قلت: لم يبعث رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى العرب وحدهم وإنما بعث إلى الناس جميعاً بدليل قوله تعالىٰ : ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ [ الأعراف : ١٥٨ ]"

"بل هو مبعوث إلى الثقلين الجن والإنس، وهم على ألسنة مختلفة ولغات شتى وقوله ﴿بِلِسَانِ قَوْمِهِ﴾ وليس قومه سوى العرب يقتضي بظاهره أنه مبعوث إلى العرب خاصة فكيف يمكن الجمع؟ قلت : بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم من العرب وبلسانهم والناس تبع للعرب فكان مبعوثاً إلى جميع الخلق، ل أنهم تبع للعرب ثم إنه يبعث الرسل إلى الرسل إلى الأطراف، فيترجمون لهم بألسنتهم ويدعونهم إلى الله تعالى بلغاتهم." [ اللباب التاويل في معاني التنزيل، المعروف بتفسير الخازن : ٢٨/٣ طـ دار الكتب العلمية بيروت ]

''اگر تو یہ کہے : اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو صرف اکیلے عربوں کی طرف نہیں بھیجا، آپ تو تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیے گئے ہیں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی مطابق ''کہہ دو اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں'' بلکہ آپ ﷺ تو جن و انس کی طرف مبعوث کیے گئے اور ان کی زبانیں اور بولیاں مختلف ہیں اور اللہ کا فرمان ''اس قوم کی زبان میں'' اور آپ کی قوم عرب کے سوا نہ تھی، اس کے ظاہر کا تقاضا تو یہ ہے کہ آپ خاص عربوں کی طرف مبعوث کیے گئے تو ان میں جمع و تطبیق کیسے ممکن ہے؟ میں کہتا ہوں : رسول اللہ ﷺ عرب میں سے ان کی زبان میں مبعوث کیے گئے اور باقی تمام لوگ عربوں کے تابع ہیں تو آپ تمام مخلوق کی طرف مبعوث ہوئے۔ پھر آپ ﷺ اپنے قاصد مختلف اطراف عالم میں بھیجتے تھے وہ ان کی زبانوں میں ان کے لیے ترجمہ کرتے تھے اور انھیں ان کی زبان میں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے تھے۔''

پھر ایک قول پر لکھتے ہیں :

"إن الرسول إذا أرسل بلسان قومه وكانت دعوته خاصة وكان كتابه

بلسان قومه كان أقرب لفهمهم عنه وقيام الحجة عليهم في ذلك."

[ ایضًا ]

''بلا شبہ رسول جب اپنی قوم کی زبان میں بھیجا جاتا اور اس کی دعوت خاص ہوتی اور اس کی کتاب اس کی قوم کی زبان میں ہوتی تو ان کا اس رسول سے بات سمجھنا اور اس میں ان پر حجت قائم کرنا زیادہ قریب تھا۔''

تقریباً یہی بات قاضی شوکانی نے فتح القدیر میں درج کی ہے۔

[ فتح القدير : ٣/ ٩٤ طـ دار إحياء التراث العربي بيروت ]

علامہ ابوعبداللہ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وهذا من لطفه بعباده أنه ما أرسل رسولا: ﴿إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ﴾ ما يحتاجون إليه ويتمكنون من تعلم ما أتى به بخلاف ما لو أتى على غير لسانهم فإنهم يحتاجون إلى تلك اللغة التي يتكلم بها ثم يفهمون عنه فإذا بين الرسول ما أمروا به ونهوا عنه وقامت عليهم حجة الله." [ تفسير السعدي، ص : ٤٨٦، طـ دار إحياء التراث العربي ]

''اور یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اپنے بندوں پر لطف وکرم ہے کہ اس نے ہر ایک رسول کو اس کی قوم کی زبان میں بھیجا ہے تاکہ وہ ان کے سامنے ان امور کو واضح کرے جن کے وہ محتاج ہیں۔ وہ نبی اگر ان کی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں کتاب لے کر آیا ہوتا تو وہ اس زبان کو سیکھنے کے محتاج ہوتے جس میں رسول کلام کرتا ہے، تب کہیں جا کر رسول کی باتیں ان کی سمجھ میں آتیں۔ پس جب رسول ان تمام امور کو بیان کر دیتا ہے جن کا انھیں حکم دیا گیا اور جن سے ان کو روکا گیا اور ان پر اللہ تعالیٰ کی حجت قائم ہو جاتی ہے تو ان میں سے جو لوگ ہدایت کے سامنے سرِ تسلیم خم نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ان کو گمراہ کر دیتا ہے اور جن کو اپنی رحمت کے لیے مختص کر لیتا ہے ان کو راہ ہدایت سے نواز دیتا ہے۔''

[ تفسير السعدي اردو : ٢/ ١٣٣٦ طـ دار السلام ]

اور یہی بات شیخ صالح العثیمین نے اپنی تفسیر "التفسیر الثمین" میں درج کی ہے۔
[ التفسير الثمين : ٥/ ١٠٧-١٠٨ ط- مكتبة الطبري ]

ڈاکٹر وہبہ الزحیلی لکھتے ہیں:

"ومن فضل الله وتيسيره الإهتداء بهدايته إرسال كل رسول إلىٰ قومه بلغتهم ليبين لهم أمر دينهم وليفهموا منه شرائع الله ويفقهوها عنه بيسر وسرعة ثم ينقلوها لغيرهم." [ التفسير المنير في العقيدة والشريعة والمنهج : ١٣/ ٢٠٥ ]

"اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی آسانی میں سے ہے کہ اس نے اپنی ہدایت کی راہنمائی کے لیے ہر رسول کو اس کی قوم کی طرف ان کی لغت اور زبان میں بھیجا تاکہ وہ رسول ان کے لیے ان کے امور دینیہ کو کھول کھول کر بیان کرے اور وہ اس سے اللہ کی شرائع اور احکام کو بآسانی اور جلدی سمجھ لیں، پھر اسے دوسرے لوگوں تک پہنچائیں۔"

مذکورہ بالا ائمہ مفسرین اور علمائے امت کی تصریحات سے واضح ہو گیا کہ اتمام حجت کے لیے فہم حجت بھی لازمی ہے، یہ ضروری نہیں کہ اسے سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما جیسا ہی فہم نصیب ہو، لیکن اتنا ضروری ہے کہ اسے کلام اللہ اور کلام الرسول کا مفہوم معلوم ہو جائے اور اس کے شبہات کا ازالہ ہو جائے۔ اگر اس کے پاس آیات قرآنیہ تلاوت کی گئیں اور احادیث نبویہ بیان کی گئیں لیکن اسے ان کی مراد اور مفہوم واضح نہ بتایا گیا تو اس پر اتمام حجت نہ ہو گا۔

شیخ محمد رشید رضا المصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"من لم يفهم الدعوة لم تقم عليه الحجة."
[ هامش مجموع الرسائل النجدية : ٥/ ٥١٤ ]

"جس نے دعوت کو نہیں سمجھا اس پر حجت قائم نہ ہوئی۔"

## خلاصہ قول:

① تکفیر صرف اللہ اور اس کے رسول کے حقوق میں سے ہے۔

② قیام حجت سے قبل تکفیر کرنی جائز نہیں ہے۔

③ ازالۂ شبہات سے قبل بھی تکفیر جائز نہیں۔

④ ازالۂ جہالت کے بعد تکفیر کی جاتی ہے اگر مزید کوئی موانع تکفیر نہ ہو۔

جہالت کا شکار ہو کر کوئی کتنا بھی جرم کر لے اگر وہ اپنی غلطی ماننے کے بعد توبہ کر لیتا ہے حتیٰ کہ غیر اللہ کو سجدہ بھی...... تو وہ بھی قابل معافی ہے۔

جہالت کے اسباب میں سے ہے کہ اس نے اسلام حال ہی میں قبول کیا ہو یا اس تک تعلیمات اسلام مکمل نہ پہنچی ہوں یا اس کے پاس کوئی معارض نصوص وغیرہا ہوں یا اس تک تعلیمات اسلام کی صحیح صورت نہ پہنچی ہو۔

## ضابطہ ③:

تکفیر میں اصولی اور فروعی مسائل کی کوئی تخصیص نہیں۔

مسئلہ تکفیر میں ایک بڑی غلط فہمی یہ ہے کہ تکفیر صرف اصولی مسائل میں ہے اور فروعی مسائل میں اس کا کوئی عمل دخل نہیں ہے، اصولی مسائل سے مراد اعتقادی مسائل اور فروعی مسائل سے مراد عملی مسائل ہیں۔

جبکہ نہ تو قرآن مجید سے اور نہ ہی احادیث صحیحہ سے بلکہ سلف صالحین میں سے کسی ایک سے بھی کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ فروعی معاملات میں تکفیر نہیں ہے اور اس قول کا اسلام اور نہ ہی سلف صالحین سے کوئی تعلق ہے بلکہ یہ اہل کلام اور مبتدعہ کا قول ہے، جیسے خوارج، معتزلہ، جہمیہ اور اشاعرہ وغیرہ اور افسوس کی بات ہے کہ یہ عقیدہ ہمارے عامۃ الناس میں تکفیر کے مسائل میں بنیادی حیثیت اختیار کر گیا ہے اور بعض فضلاء حضرات بھی اس جہالت

کے شکار دیکھے ہیں۔

جبکہ یہ بات کسی امام سے ثابت نہیں کہ ''نصوص وعیدیہ عن التکفیر'' [1] سے مراد تکفیر معین ہے اور یہ کہ ہر مبتدع کافر ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جو یہ قول کہے یا فعل کا مرتکب ہو وہ کفر کا مرتکب ضرور ہوا ہے اور اس سے مراد تحذیر و ترہیب ہے نہ کہ مطلقاً تکفیر، اور یہ لازم نہیں کہ اگر قول کفریہ ہو تو اس کا قائل بھی کافر ہوگا یا تکفیر کا مستحق ہوگا جبکہ وہ معذور ہو تو لازم ہے کہ مکمل شرائط وضوابط ثابت ہونے کے بعد تکفیر کی جائے گی۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ولا يلزم إذا كان القول كفرا أن يكفر كل من قاله مع الجهل والتأويل فإن ثبوت الكفر في حق الشخص المعين كثبوت الوعيد في الآخرة في حقه وذلك له شروط وموانع كما بسطناه في موضعه."

[ منهاج السنة : ٥/ ٢٤٠، بتحقيق الدكتور أحمد رشاد سالم ]

''جب بات کفریہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر وہ شخص جس نے جہالت اور تاویل کے ساتھ وہ بات کہی ہے اسے کافر کہا جائے تو بلا شبہ معین شخص کے حق میں کفر کا ثبوت، اس کے حق میں آخرت میں وعید کے ثبوت کی طرح ہے۔ اس کی شرائط اور موانع ہیں جیسا کہ ہم نے اس کے مقام پر تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"أن المتأول الذى قصده متابعة الرسول لا يكفر بل ولا يفسق إذا اجتهد فأخطأ وهذا مشهور عند الناس فى المسائل العملية وأما مسائل العقائد فكثير من الناس كفر المخطئين فيها وهذا القول لا يعرف عن أحد من الصحابة والتابعين لهم بإحسان ولا عن أحد من أئمة المسلمين وإنما هو فى الاصل من أقوال أهل

[1] نصوص وعیدیہ عن التکفیر یعنی وہ نصوص جن میں کسی کام یا فعل کے مرتکب کو کفر کی وعید سنائی گئی ہو۔

البدع الذين يبتدعون بدعة ويكفرون من خالفهم كالخوارج والمعتزلة والجهمية ووقع ذلك في كثير من أتباع الائمة كبعض أصحاب مالك والشافعي وأحمد وغيرهم." [ منهاج السنة : ٥/ ٢٣٩، ٢٤٠ ]

''بلا شبہ وہ متاول جو اپنی تاویل سے رسول اللہ ﷺ کی متابعت کا مقصد رکھتا ہے، اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی اور نہ ہی اسے فاسق قرار دیا جائے گا۔ جب وہ اجتہاد کرے اور اس میں خطا کر جائے جبکہ یہ بات لوگوں کے ہاں عملی مسائل میں مشہور ہے۔ رہے وہ مسائل جن کا اعتقاد سے تعلق ہے تو بہت سارے لوگوں نے ان میں خطا کرنے والوں کی تکفیر کی ہے اور یہ ایسا قول ہے جو کسی صحابی یا اچھے طریقے سے ان کے پیچھے آنے والے لوگوں سے معروف نہیں ہے اور نہ ہی مسلمانوں کے ائمہ میں سے کسی سے معروف ہے۔ یہ اصل میں اہل بدعت کے اقوال میں سے ہے جو ایک بدعت ایجاد کرتے ہیں اور اپنے مخالفین کو کافر قرار دیتے ہیں جیسا کہ خوارج، معتزلہ اور جہمیہ ہیں اور اس میں ائمہ کی اتباع کرنے والے بہت سارے لوگ واقع ہو چکے ہیں، جیسا کہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد وغیرہم کے اصحاب۔''

کیونکہ ممکن ہے کہ کفریہ قول کے قائل تک صحیح نصوص نہ پہنچی ہوں اور بعض اوقات ہوسکتا ہے کہ پہنچی ہوں لیکن اس کے نزدیک ثابت نہ ہوں یا پھر وہ درست طور پر ان کو نہ سمجھ سکا ہو یا پھر اس کے پاس شبہات ہوں تو جو شخص حق کی طلب وحرص میں کسی خطا کا مرتکب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

اب وہ مسائل اعتقادی نظری ہوں یا فروعی عملی، اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے۔ یہی وہ درست مذہب ہے جس پر ائمہ کرام اور سلف صالحین رحمہم اللہ تھے کہ انھوں نے نظری اور عملی مسائل میں کوئی تقسیم نہ کی کہ یہ اصولی مسائل ہیں ان کا منکر کافر اور یہ فروعی مسائل ہیں ان کا منکر

کافر نہ ہوگا۔

اگر یہ بات درست ہوتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اصولی مسائل میں بھی اختلاف موجود تھے، جیسے سیدہ عائشہ اور صحابہ کرام کا اختلاف کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا یا نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دوسرے صحابہ، کعب احبار رضی اللہ عنہم اور دیگر اس بات کے قائل تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رب العالمین کو دیکھا ہے۔ جبکہ عائشہ، ابن مسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اس کی نفی کرتے ہیں۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"أتعجبون أن تكون الخلة لإبراهيم والكلام لموسىٰ والرؤية لمحمد صلى الله عليه و سلم." [ كتاب السنة لعبد الله بن أحمد ابن حنبل الشيباني : ٥٦٣، ١٠١٩، ١٠٢٠، ١٠٢١، كتاب التوحيد لابن مندة : ٦٥٧۔ الرد على من قال القرآن مخلوق : ٥٩ ]

''تم لوگ اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے لیے خلّت اور موسیٰ علیہ السلام کے لیے کلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دیدار الٰہی ہے۔''

دوسری روایت میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

" رَأَىٰ مُحَمَّدٌ رَبَّهُ." [ كتاب السنة : ١٠٢٢۔ ١٠٢٣، ترمذي : ٣٢٨٠۔ السنة لابن أبي عاصم : ٤٤٤، ٤٣٥۔شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة: ٨١٧۔ الكامل لابن عدي : ٦٧٧/٢۔ الاسماء والصفات للبيهقي، ص : ٤٤٤۔ ٤٤٥، كتاب التوحيد لابن خزيمة : ٢٧٢۔ ٢٧٨۔ السنن الكبرىٰ للنسائي : ١١٥٣٩۔ كتاب الايمان لابن مندة : ٧٦٢، ٧٦٠۔ المستدرك للحاكم : ٦٥/١۔ ابن حبان : ٥٧۔ الطبري : ١٠٧٢٧ ]

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا ہے۔''

یہ روایات تو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مطلق رؤیت باری تعالیٰ کے بارے میں وارد ہوئی ہیں، جبکہ ایک دوسری صحیح روایت میں یہ رؤیت قلبی سے مقید ہے اور مطلق کو مقید پر محمول کیا

جاتا ہے۔ امام عطاء ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل فرماتے ہیں:

”عن ابن عباس قال رآه بقلبه.“ [ مسلم، كتاب الايمان، باب: ۲۸۴/۱۷۶ ]

”ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دل سے دیکھا ہے۔“

ابو العالیہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں:

”﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى﴾ [ النجم: ۱۱، ۱۲ ]

قال: رآه بفواده مرتين.“ [ مزید ملاحظہ کریں: تفسیر ابن کثیر: ۲۳/۶۔ ۲۴ بتحقيق عبد الرزاق المهدي ]

”ان آیات کا مطلب ہے کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے) دل سے دوبار دیکھا ہے۔“

مسروق کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا:

”يا أمتاه هل رأى محمد صلى الله عليه وسلم ربه؟ فقالت: لقد قفّ شعري مما قلت، أين أنت من ثلاث من حدثكهن فقد كذب، من حدثك ان محمدًا صلى الله عليه وسلم رأى ربه فقد كذب ثم قرأت: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾ [ الأنعام: ۱۰۳ ] ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ﴾ [ الشورى: ۵۱ ] ومن حدثك أنه يعلم ما في غد فقد كذب ثم قرأت: ﴿وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ [ لقمان: ۳۴ ] ومن حدثك أنه كتم فقد كذب ثم قرأت: ﴿يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾ [ المائدة: ۶۷ ] ولكنه رأى جبريل عليه السلام في صورته مرتين.“ [ بخاري، كتاب التفسير سورة النجم: ۴۸۵۵ وكتاب بدء الخلق: ۳۲۳۴، ۳۲۳۵۔ كتاب التوحيد: ۷۳۸۰۔ مسلم: ۳۲۸/۱۷۷۔ ترمذي: ۳۲۷۸۔ مسند أحمد: ۲۷۵/۴۰، ۴۲۲۲۷۔ مسند أبي يعلى: ۴۹۰۱، ۴۹۰۲۔ تفسير الطبري سورة المائدة: ۶۷، وسورة

الأنعام : ١٠٣ـ مسند أبي عوانة : ١/١٥٤ـ١٥٥ـ كتاب الايمان لابن مندة : ٧٦٧، ٧٦٨ـ تفسير عبد الرزاق : ٢/٢٥٢ـ دلائل النبوة للبيهقي : ٢/٣٦٧ـ٣٦٨ ]

''اے امی جان! کیا محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو انھوں نے کہا: جو بات تم نے کہی ہے اس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں، تم ان تین آیات میں سے کہاں ہو۔ جس نے تم کو بیان کیا اس نے جھوٹ بولا، جس نے تم سے بیان کیا کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تو اس نے جھوٹ بولا۔ پھر ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی ''اس کو آنکھیں نہیں پا سکتیں اور وہ آنکھوں کو پا لیتا ہے اور وہ نہایت باریک بین ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔'' ''اور کسی بشر کے لیے یہ ممکن نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے ماسوا وحی کے یا پردے کے پیچھے سے۔'' اور جس نے تم سے بیان کیا کہ آپ ﷺ آنے والے کل کی باتیں جانتے ہیں تو اس نے جھوٹ بولا۔ پھر ام المومنین نے یہ آیت پڑھی ''اور کوئی بھی نفس نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا'' اور جس نے تم سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے (کوئی آیت) چھپا لی ہے تو اس نے جھوٹ بولا، پھر یہ آیت پڑھی ''اے رسول! جو کچھ تجھ پر نازل کیا گیا ہے تیرے رب کی طرف سے اس کو پہنچا دو۔'' لیکن آپ نے جبرئیل علیہ السلام کو اس کی اصلی صورت میں دو بار دیکھا ہے۔''

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وأما الرؤية فالذی ثبت فی الصحيح عن ابن عباس أنه قال رأى محمد ربه بفؤاده مرتين وعائشة أنكرت الرؤية فمن الناس من جمع بينهما فقال : عائشة أنكرت رؤية العين وابن عباس اثبت رؤية الفؤاد.'' [ مجموع الفتاوى لابن تيمية : ٦/٥٠٩ ]

''بہر کیف رؤیت باری تعالیٰ کے متعلق صحیح بخاری میں جو بات عبد اللہ بن

عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے وہ یہ ہے، انھوں نے کہا کہ محمد ﷺ نے اپنے رب عزوجل کو دو بار دل سے دیکھا ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے رؤیت کا انکار کیا ہے۔ بعض لوگوں نے ان کے درمیان تطبیق دی ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے رؤیت عینی کا انکار کیا ہے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے رؤیت قلبی کا اثبات کیا ہے۔''

اس مسئلہ میں مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

[ فتاوی ابن تیمیة مذکورہ بالا مقام اور مجموع الفتاوی : ۳/ ۲۳۹، ۲۴۲۔ فتح الباري : ۱۰/ ۶۳۹۔۶۴۲۔ شرح صحيح مسلم للنووي۔ الكشف والبيان للثعلبي : ۹/ ۱۴۰۔۱۴۲ وغيرهم ]

رؤیت باری تعالیٰ کا مسئلہ اعتقاد سے تعلق رکھتا ہے اور اس میں اکابرین اسلاف کا اختلاف ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا مختصر سی بحث سے واضح ہے، لیکن اس مسئلہ میں انھوں نے ایک دوسرے کی تکفیر نہیں کی۔

صرف یہی نہیں بلکہ نماز، روزہ، حج اور تحریم فواحش وغیرہ کا منکر یا اس کے وجوب کا منکر کافر ٹھہرتا ہے، باوجود اس کے کہ یہ عملی مسائل ہیں اور پچھلا مسئلہ اصولی اعتقادی مسئلہ تھا، لیکن اس میں اختلاف کے باوجود تکفیر نہیں کرتے۔ [ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں : مجموع الفتاوی لابن تیمیة : ۳/ ۲۲۹ تا ۲۳۱ ]

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"أن المقالة تكون كفرًا كجحد وجوب الصلاة والزكاة والصيام والحج وتحليل الزنا والخمر والميسر ونكاح ذوات المحارم ثم القائل بها قد يكون بحيث لم يبلغه الخطاب وكذا لا يكفر به جاحده كمن هو حديث عهد بالإسلام او نشأ ببادية بعيدة لم تبلغه شرائع الإسلام فهذا لا يحكم بكفره بجحد شيء مما أنزل على الرسول إذا لم يعلم أنه انزل على الرسول."

''بلا شبہ قول کبھی کفریہ ہوتا ہے، جیسے نماز، زکاۃ، روزہ اور حج کے وجوب کا انکار،

زنا، شراب، جوا اور محرمات ابدیہ کے ساتھ نکاح کو حلال قرار دینا، پھر ان چیزوں کے قائل کو کبھی یہ بات نہیں پہنچی ہوتی اور اسی طرح ان کے انکار کرنے والے کی تکفیر نہیں کی جاتی، جیسے وہ شخص جو نیا نیا مسلمان ہوا ہو، یا دور دراز جنگلی علاقے میں رہتا ہو اور اسے اسلام کے احکامات نہ پہنچے ہوں تو رسول اللہ ﷺ پر نازل کردہ کسی چیز کے انکار پر اس کے کافر ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا جب اسے علم ہی نہ ہو کہ یہ چیز اللہ کے رسول ﷺ پر نازل کی گئی ہے۔''

امام ابن تیمیہ کی مذکورہ بالا بحث سے جہاں تکفیر کے متعلق کئی پہلو واضح ہو جاتے ہیں، وہاں یہ بات بھی اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ تکفیر میں اصولی و اعتقادی اور فروعی و عملی مسائل کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

جان لینا چاہیے کہ حریص حق کے لیے، اجتہاد کرنے والے کے لیے مغفرت کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے کہ وہ کسی چیز کو عقیدہ بناتا ہے اور اس کی بنیاد قرآن مجید یا احادیث نبویہ ہوتی ہیں۔

اس ضابطے کے لیے امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے بڑی عمدہ بات کی ہے اور شیخ نے وہ طریقہ اختیار کیا جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے روا رکھا تھا کہ قیام حجت سے قبل کسی کی تکفیر نہیں کرنی چاہیے، خواہ وہ مسائل نظری ہوں یا عملی ہوں۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وأما ما ذكر الأعداء عني أني أكفر بالظن وبالموالاة أو أكفر الجاهل الذي لم تقم عليه الحجة فهذا بهتان عظيم يريدون به تنفير الناس عن دين الله ورسوله.“ [مجموع الفتاوى لابن تيمية : ٢٢٠/٣، ط۔ دار الجيل الطبعة الاولى ١٤١٨ھ ١٩٩٧م]

''یہ جو ہمارے مخالفین ہم پر بہتان لگاتے ہیں کہ میں صرف گمان اور موالات پر تکفیر کرتا ہوں یا ایسے جاہل کو کافر کہتا ہوں جس پر حجت قائم نہیں ہوئی، تو یہ بہتان عظیم ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے بلکہ اس سے مقصد لوگوں میں اللہ اور

اس کے رسول ﷺ کے دین سے نفرت پیدا کرنا ہے۔"

[ مؤلفات الشيخ الإمام محمد بن عبد الوهاب : ٦/ ٢٥ القسم الخامس الرسائل الاشخصية، وفي نسخة : ٣/ ١٤، الرسائل الشخصية ]

بلکہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے:

"جب ہم اس بندے کی تکفیر نہیں کرتے جو احمد بدوی کی قبر کی عبادت کرتا ہے کہ وہ جاہل ہے اور اس کو کوئی بتانے والا نہیں ہے تو ہم غیر مشرک کی تکفیر کیوں کریں۔"

[ منهاج أهل الحق والاتباع : ٥٦۔ مصباح الظلام، الدر رالسنية ]

اس کا حوالہ پہلے گزر چکا ہے پھر ایک مقام پر اپنے اوپر لگائے گئے بہتان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"و إني أكفر من توسل بالصالحين، وإنى أكفر البوصيري لقوله "يا أكرم الخلق"، وإني أقول لو أقدر على هدم قبة رسول الله صلى الله عليه وسلم لهدمتها، ولو أقدر على الكعبة لأخذت ميزابها وجعلت لها ميزاباً من خشب وإنى أحرم زيارة قبر النبى صلى الله عليه وسلم وإنى أنكر زيارة قبر الوالدين وغيرهما، وإنى أكفر من حلف بغير الله، وإنى أكفر ابن الفارض وابن عربي، وإنى أحرق دلائل الخيرات وروض الرياحين وأسمية روض الشياطين. جوابي عن هذه المسائل أن أقول سبحانك هذا بهتان عظيم."

[ مؤلفات الشيخ : ٦/ ١٢ القسم الخامس : ٣/ ٧۔٨ الرسالة الاولى ]

"مجھ پر بہتان تراشیاں کرنے والے کہتے ہیں کہ میں اولیائے کرام سے توسل کرنے والوں کو کافر کہتا ہوں اور بوصیری کی اس کے قول " یا اکرم الخلق" کی وجہ سے تکفیر کرتا ہوں، اور کہتا ہوں کہ اگر قبۃ الرسول گرانے پر قادر ہوا تو گرا

دوں گا، اور کعبہ پر مجھے قدرت ہوئی تو اس کا پرنالہ اتار کر لکڑی کا پرنالہ لگا دوں گا۔ اور میں نبی اکرم ﷺ کی قبر کی زیارت حرام سمجھتا ہوں اور والدین وغیرہما کی قبروں کی زیارت کا منکر ہوں اور جو غیر اللہ کی قسم اٹھاتا ہے اسے کافر کہتا ہوں اور ابن الفارض اور ابن عربی کی تکفیر کرتا ہوں اور دلائل الخیرات اور روض الریاحین کو جلاتا ہوں اور اس کا نام روض الشیاطین رکھتا ہوں ان تمام الزامات کا میری طرف سے ان مسائل میں یہی جواب ہے۔ سبحانك هذا بهتان عظيم.

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ مزید کہتے ہیں:

”إن صاحب البردة وغيره ممن يوجد الشرك في كلامه والغلو في الدين، وماتوا لا يحكم بكفرهم، وإنما الواجب إنكار هذا الكلام، وبيان من اعتقد هذا على الظاهر فهو مشرك كافر، وأما القائل فيرد أمره إلى الله سبحانه وتعالى، ولا ينبغي التعرض للأموات، لأنه لا يعلم هل تاب أم لا.“ [دعاوی المناوئین، ص : ۲۲۳، مجموعة الرسائل والمسائل : ۱/ ۴۷]

”بلا شبہ صاحب بردہ اور اس کے علاوہ جن کے کلام میں شرک اور دین میں غلو پایا جاتا ہے اور وہ فوت ہو گئے ہیں، ان پر کافر ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا، بس واجب تو یہ ہے کہ ان کے کلام کا انکار کیا جائے۔ اور یہ بات بیان کی جائے کہ جس نے ظاہری طور پر یہ اعتقاد رکھا وہ مشرک کافر ہے اور ان کی باتوں کے قائل کا معاملہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سپرد کیا جائے گا، مردوں کے درپے ہونا مناسب نہیں ہے، اس لیے اس بات کا علم نہیں ہے کہ اس نے توبہ کی ہے یا نہیں۔“

ملاحظہ کریں امور شرکیہ و بدعیہ میں اور احکام شرعیہ کے مخالف پر حکم لگانے میں کس قدر احتیاط کی جاتی ہے، کیونکہ کسی مسلمان کو کافر قرار دینا بہت بڑا جرم ہے۔ پہلے مکمل چھان بین کی جاتی ہے اور اتمام حجت کے ساتھ تمام شرائط پوری کی جاتی ہیں اور موانعات کفر کی نفی

ہوتی ہے، پھر جہابذہ علماء کسی کے کافر ہونے کا فتویٰ صادر کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں ہر کس و ناکس فتویٰ کفر صادر کر کے قتل و غارت گری کی راہ ہموار کر رہا ہے جس کا نتیجہ ہم آئے روز کشت وخون کی صورت میں دیکھ رہے ہیں۔

## خلاصہ قول:

تکفیر کے لیے مسائل میں اصل اور فروع کی کوئی تخصیص نہیں۔

بعض اصولی مسائل میں واضح اختلاف کے باوجود تکفیر ممکن نہیں جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلافات تھے۔

بعض عملی رفروعی مسائل میں اس کے وجوب کا منکر تکفیر کا مستحق ہوتا ہے اور بعض لوگوں کی تکفیر لاعلمی و جہالت اور دور دراز جنگل میں رہنے کی وجہ سے تکفیر نہیں ہوتی اگرچہ وہ ان کے وجوب کے منکر ہوں۔

یہ موقف غلط ہے کہ تکفیر صرف اصولی مسائل میں ہوتی ہے فروعی میں نہیں، جیسا کہ سابقہ سطور میں واضح کیا گیا ہے۔

## ضابطہ ④:

دقیق اور مخفی مسائل میں عذر قبول کرنا۔

بعض مسائل بہت دقت طلب اور کچھ مسائل بہت وسیع ہوتے ہیں، لہٰذا ان پر کما حقہ دسترس حاصل ہونا یا ان پر مکمل نظر رکھنا بہت مشکل امر ہے، خاص طور پر علوم کی ترقی و ترویج کے بعد یہ ممکن ہی نہیں رہا کہ ایک شخص ان تمام علوم پر دسترس حاصل کر لے۔

ان میں اصل یہ ہے کہ ایسے مسائل میں تو فضلاء اور علماء کا عذر بھی مقبول ہوتا ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اسی مسئلہ پر شافی و کافی گفتگو فرماتے ہیں:

”ولا ريب أن الخطأ في دقيق العلم مغفور للامة وإن كان ذلك في المسائل العلمية ولولا ذلك لهلك اكثر فضلاء الامة، وإذا كان الله

يغفر لمن جهل تحريم الخمر لكونه نشأ بأرض جهل مع كونه لم يطلب العلم فالفاضل المجتهد في طلب العلم بحسب ما أدركه في زمانه ومكانه إذا كان مقصوده متابعة الرسول بحسب إمكانه هو أحق بأن يتقبل الله حسناته ويثيبه على اجتهاداته ولا يؤاخذه بما أخطأ تحقيقا لقوله: ﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ إِن نَّسِينَآ أَوْ أَخْطَأْنَا﴾ [ البقرة : ٢٨٦ ]." [ مجموع الفتاوىٰ لابن تيمية : ٢٠/١٦٥-١٦٦ (مأخوذ) ]

''اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ دقیق مسائل میں خطا کو امت کے لیے بخش دیا گیا ہے، چاہے وہ علمی مسائل ہی کیوں نہ ہوں اور اگر ایسا نہ ہوتا تو امت محمدیہ کے اکثر فضلاء ہلاک ہو جاتے۔ اور جب جہالت میں شراب پینے کا جرم کرنے والے کو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتے ہیں، جو ایسے علاقے میں پروان چڑھا جہاں جہالت ہے باوجود اس امر کے وہ اس بارے میں علم حاصل نہیں کرتا تو ایک عالم اور فاضل جو کہ صرف اور صرف رسول کریم ﷺ کی متابعت میں مسائل علمیہ پر غور وفکر اور تدبر وتعقل کرتا ہے تو وہ اس بات کا زیادہ حق دار ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی حسنات قبول کرے اور اجتہادات پر اجر دے اور خطاؤں پر مؤاخذہ نہ کرے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق: ''اے ہمارے رب! ہم سے مؤاخذہ نہ کر اگر ہم بھول جائیں یا خطا کر جائیں۔''

نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان فرائض، رضاعت اور طلاق وغیرہ کے مسائل میں اختلاف کے واقعات رونما ہوئے جبکہ وہ براہ راست منبع نور سے مستفید و مستفیض ہوئے۔

اسی کی ایک مثال رضاعت کے مسئلہ کی ہے کہ بڑی عمر میں رضاعت ثابت ہوتی ہے یا نہیں۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس پر فتویٰ دیا تھا کہ بڑی عمر میں بھی رضاعت ثابت ہوتی ہے، جبکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دو سال کی عمر میں رضاعت کی حرمت کا فتویٰ دیا، جیسا کہ ''اصول تکفیر اور اس کے شرائط وضوابط'' کے شروع میں ذکر ہو چکا ہے، لگتا ہے کہ ابوموسیٰ

اشعری رضی اللہ عنہ نے مطلق رضاعت سے یہ سمجھا خواہ وہ کسی بھی عمر میں ہو جبکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حولین کاملین کی نص سے مدت رضاعت دو سال سے بات اخذ کی۔

نیز اب اتنا طویل عرصہ گزرنے کے بعد بہت سارے مسائل جو موجودہ زمانے کے احوال کے تحت، وقت کے گردابوں کے تحت چھپ گئے اور لوگوں کے لیے دقت طلب بن گئے ہیں ان میں خطا ہونا کوئی بعید نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں ہم سب کی مغفرت فرمائے۔ آمین!

## خلاصہ قول:

علم کی وسعت کی بنا پر مطلقاً کسی پر فوری کفر کا حکم لگانا جائز نہیں۔

چونکہ مسئلہ تکفیر کا تعلق جید علماء اور فضلاء سے ہے، لہٰذا اس بارے میں ان کے عذر مقبول ہوں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی یہ اختلاف واقع ہوئے، لہٰذا ان اختلافات کی بنا پر کسی عالم دین کی تکفیر کرنا جائز نہیں جب تک کہ شرائط پوری نہ ہوں۔

## ضابطہ ⑤:

وہ زمانہ اور مکان جہاں جہالت عام اور اہل علم کی قلت ہو وہاں کا عذر تکفیر نہ کرنے پر قبول کیا جائے گا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لیکن جہالت کے عام ہونے پر اور علم کی قلت واقع ہونے پر تکفیری امور آسانی سے سمجھ نہیں آتے جیسے انبیاء اور صالحین سے دعا مانگنا جب تک کہ آپ ان کو اس ضمن میں تعلیمات اسلام سے روشناس نہ کروائیں۔"

[الرد على البكري لابن تيمية: ٣٧٦-٢/ ٦٣٠، وفي نسخة: ٤١٢.]

دنیا کے دور دراز کے وہ علاقے جہاں تک اسلام کی روشنی نہیں پہنچی۔ وہاں کے مسلمان اسلام کی تعلیمات سے مکمل طور پر باخبر نہیں ہیں، یا انھیں علم نہیں ہے، اسی طرح بہت سے

اسلامی ممالک ایسے ہیں جہاں عام مسلمانوں کے گھروں میں جہالت اور لاعلمی کی بنیاد پر بہت سے غیر شرعی امور دیکھنے میں آتے ہیں، ان لوگوں کے بارے میں شرعی حکم لگانے سے انھیں اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانا ضروری ہے۔

اس سلسلے میں یہ حدیث بھی مدنظر رہے:

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« يَدْرُسُ الإِسْلَامُ كَمَا يَدْرُسُ وَشْيُ الثَّوْبِ، حَتَّى لَا يُدْرَى مَا صِيَامٌ، وَلَا صَلَاةٌ، وَلَا نُسُكٌ، وَلَا صَدَقَةٌ، وَلَيُسْرَى عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِي لَيْلَةٍ، فَلَا يَبْقَى فِي الْاَرْضِ مِنْهُ آيَةٌ، وَتَبْقَى طَوَائِفُ مِنَ النَّاسِ الشَّيْخُ الْكَبِيرُ وَالْعَجُوزُ، يَقُولُونَ : اَدْرَكْنَا آبَاءَ نَا عَلَى هَذِهِ الْكَلِمَةِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَنَحْنُ نَقُولُهَا فَقَالَ لَهُ صِلَةُ : مَا تُغْنِي عَنْهُمْ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَهُمْ لَا يَدْرُونَ مَا صَلَاةٌ، وَلَا صِيَامٌ، وَلَا نُسُكٌ، وَلَا صَدَقَةٌ ؟ فَاَعْرَضَ عَنْهُ حُذَيْفَةُ، ثُمَّ رَدَّهَا عَلَيْهِ ثَلَاثًا، كُلَّ ذَلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ حُذَيْفَةُ، ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْهِ فِي الثَّالِثَةِ، فَقَالَ : يَا صِلَةُ، تُنْجِيهِمْ مِنَ النَّارِ ثَلَاثًا » [ ابن ماجه : ٤٠٣٩، المستدرك للحاكم : ٤٧٣/١، ٥٤٥۔ اسے امام حاکم نے مسلم کی شرط پر صحیح کہا اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں "بسند قوی" فتح الباري : ١٦/١٣ ط دار المعرفة، ٤٥٣/١٦ ط۔ دار طيبة۔ علامہ بوصیری فرماتے ہیں (هذا اسناد صحيح رجاله ثقات)۔ مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه : ١٢٤/٤ ط۔ مكتبة المعارف مع السنن لابن ماجه، علامہ البانی اسے "سلسلة الأحاديث الصحيحة : ٨٧" میں لائے ہیں۔ ]

''اسلام اس طرح مٹ جائے گا جیسے کپڑے کے نقوش مٹ جاتے ہیں، حتی کہ لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں رہے گا کہ روزے کیا ہوتے ہیں یا نماز یا قربانی یا صدقہ کیا ہوتا ہے۔ اللہ کی کتاب کو ایک ہی رات میں اٹھا لیا جائے گا، اور زمین میں

اس کی ایک آیت بھی نہیں رہے گی، لوگوں میں کچھ بوڑھے مرد اور عورتیں رہ جائیں گی جو کہیں گے: ہم نے اپنے بزرگوں کو لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے دیکھا تھا، سو ہم بھی کہتے ہیں صلہ بن زفر (جو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے انھوں) نے کہا: انھیں لا الہ الا اللہ سے کیا فائدہ ہوگا حالانکہ وہ نماز، روزہ، قربانی اور صدقہ کو نہیں جانتے۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان سے منہ پھیر لیا۔ انھوں نے تین بار یہ سوال کیا اور ہر دفعہ حذیفہ رضی اللہ عنہ منہ پھیرتے رہے، تیسری بار ان کی طرف متوجہ ہو کر تین بار فرمایا: اے صلہ! یہ (کلمہ) انھیں آگ سے بچا لے گا۔"

اس حدیث کے فوائد بیان کرتے ہوئے فضیلۃ الشیخ عطاء اللہ ساجد حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

"فتنوں کے ایام میں تھوڑا عمل بھی نجات کے لیے کافی ہوگا کیونکہ اس دور میں تھوڑے اسلام پر عمل کرنا بھی مشکل ہوگا، جیسے روس میں کمیونسٹوں کے دور حکومت میں مسلمانوں کو اسلام سے دور کرنے کے لیے منظم کوششیں کی گئی تھیں جس کے نتیجے میں روس اور دوسرے کمیونسٹ ملکوں کے مسلمان علم سے اس طرح محروم ہو گئے کہ انھیں صرف اسلام کا نام یاد رہ گیا اور کچھ یاد نہ رہا۔" [سنن ابن ماجه مترجم: ۵/ ۳۵۱، ط۔ دار السلام]

کئی ایک احادیث صحیحہ میں زوال علم اور ظہور جہل کو قیامت کی علامات میں سے شمار کیا گیا ہے، جیسا کہ صحیح البخاری کتاب الفتن میں باب ظہور الفتن میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کی احادیث۔ آج کتنے دیہات اور علاقے ایسے ہیں جہاں پر کتاب و سنت کے ماہر علماء موجود نہیں ہیں بلکہ علمائے سوء موجود ہیں، جو انھیں بدعات و خرافات کی تعلیم دیتے ہیں اور ان کے عقائد و اعمال بگاڑتے ہیں اور عوام سمجھتے ہیں کہ ان کے علماء انھیں اللہ، اس کے رسول اور اولیائے کرام کی باتیں بتاتے ہیں۔ اسی طرح جہالت بعض علاقوں میں تو اس حد تک عام ہے کہ وہاں قرآن مجید سے اپنی بیٹیوں کی شادی کرنے کی قبیح رسم موجود ہے۔ [أعاذنا الله من هذا]

تو ایسے وقت میں اور ایسی جگہوں پر انسانوں کو جتنا کچھ ایمان میں سے میسر ہے تو وہ

اتنے ہی عمل کے مکلّف ہیں اور ان کو اس کا ہی اجر ملے گا، واضح رہے یہ اس کے لیے ہے جس پر حجت کا قیام نہ ہو۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وهؤلاء الاجناس و إن كانوا قد كثروا فى هذا الزمان فلقلة دعاة العلم والإيمان وفتور آثار الرسالة فى أكثر البلدان وأكثر هؤلاء ليس عندهم من آثار الرسالة وميراث النبوة ما يعرفون به الهدى وكثير منهم لم يبلغهم ذلك، وفى أوقات الفترات وأمكنة الفترات يثاب الرجل على ما معه من الإيمان القليل ويغفر الله فيه لمن لم تقم الحجة عليه ما لا يغفر به لمن قامت الحجة عليه." [مجموع الفتاوىٰ لابن تيمية : ١٦٥/٣٥]

''اور یہ مختلف قسم کے لوگ (قلندریہ، متکلمہ وغیرہم) اگرچہ اس دور میں بہت زیادہ ہیں تو علم و ایمان کے داعیان کی قلت اور اکثر شہروں میں آثار رسالت کی کمی کی وجہ سے، اور ان میں اکثریت کے ہاں رسالت کے آثار اور نبوت کی میراث میں سے وہ حصہ نہیں ہے جس کے ساتھ راہ راست کی پہچان کر سکیں، اور ان میں سے بہت سارے لوگوں کو یہ بات پہنچی ہی نہیں۔ دو نبیوں کے درمیانے اوقات اور جگہوں میں آدمی کے پاس جس قدر تھوڑا بہت ایمان ہے اس کے مطابق اسے ثواب و بدلا دیا جائے گا اور جس پر حجت قائم نہیں ہوئی اللہ اس کی بخشش فرما دے گا جبکہ جس پر حجت قائم ہوگئی اس کی بخشش نہیں ہوگی۔''

اس کے بعد امام صاحب نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ والی وہ حدیث ذکر کی ہے، جس میں ایسے دور کا ذکر ہے جس میں لوگ نماز، روزہ، حج و عمرہ کو نہیں پہچانتے ہوں گے صرف باپ دادا سے کلمہ ہی سیکھا ہو گا، اس کا بیان پیچھے گزر چکا ہے۔ [مزید دیکھیے کتاب الدعاء از محمد فضيل بن غزوان الضبي (المتوفى ١٩٥هـ) رقم : ١٥]

امام صاحب پھر فرماتے ہیں:

"فإن الإيمان من الأحكام المتلقاة عن الله و رسوله ليس ذلك مما يحكم فيه الناس بظنونهم وأهوائهم ولا يجب ان يحكم في كل شخص قال ذلك بأنه كافر حتى يثبت في حقه شروط التكفير وتنتفي موانعه مثل من قال أن الخمر أو الربا حلال لقرب عهده بالإسلام او لنشوئه في بادية بعيدة أو سمع كلاما أنكره ولم يعتقد أنه من القرآن ولا أنه من أحاديث رسول الله صلى الله عليه وسلم كما كان بعض السلف ينكر أشياء حتى يثبت عنده ان النبي قالها وكما كان الصحابة يشكون في اشياء مثل رؤية الله وغير ذلك حتى يسألوا عن ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم." [ مجموع الفتاوىٰ لابن تيمية : ٣٥/١٦٥، ١٦٦ ]

"بلاشبہ ایمان وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ملنے والے احکام سے لیا جائے، وہ نہیں جس میں لوگ اپنے گمانوں اور خواہشات سے فیصلہ کریں اور ضروری نہیں کہ ہر وہ شخص جس نے کفریہ بات کہی ہے اس پر کافر ہونے کا حکم لگایا جائے، یہاں تک کہ اس کے حق میں تکفیر کی شرائط ثابت ہو جائیں اور اس کی موانعات کی نفی ہو جائے، جیسے کوئی شخص نیا نیا مسلمان ہونے یا دور دراز جنگلی علاقے میں رہنے کی وجہ سے کہہ دے شراب اور سود حلال ہے، یا کوئی کلام سن کر انکار کر دے جبکہ وہ یہ اعتقاد نہیں رکھتا کہ وہ بات قرآن مجید یا احادیث رسول میں ہے، جیسا کہ بعض اسلاف اس وقت تک کئی چیزوں کا انکار کر دیتے ہیں جب تک وہ ان کے نزدیک ثابت نہ ہو جائیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ باتیں کہیں ہیں۔ جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بعض اشیاء مثلاً اللہ کی رؤیت وغیرہ میں شک کرتے تھے، یہاں تک کہ وہ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لیتے۔"

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا مقام پر یہ بات واضح کر دی کہ بسا اوقات نئے نئے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے بعض لوگ اسلام کے احکام سے واقف نہیں ہوتے، بعض لوگ ایسے خطوں میں رہتے ہیں جہاں پر جہالت عام ہوتی ہے، جیسے جنگلوں اور دور دراز دیہاتوں میں بسنے والے لوگ، یا بعض افراد کسی بات کا انکار صرف اس لیے کر دیتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بات قرآن و حدیث میں نہیں ہے تو ایسے افراد پر حجت قائم ہونے اور ان کی جہالت کا ازالہ کرنے اور ان کے حق میں شروط تکفیر پوری ہونے اور موانعات تکفیر کی نفی ہونے کے بغیر کافر قرار دینے کا فتویٰ نہیں لگایا جائے گا، لہٰذا زمان و مکان کی نوعیت اور اہل علم کی قلت وغیرہ کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قیام حجت کی بات بھی مختلف پہلو رکھتی ہے، زمان، مکان اور اشخاص کے لحاظ سے مختلف نوعیتیں ہوسکتی ہیں، اس لیے کوئی یکساں فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔''

[ راہ سعادت، ص: ۳۳۷۔ "طریق الهجرتین وباب السعادتین" کا ترجمہ از عبد العلیم اصلاحی، طبع رئاسة ادارة البحوث العلمية والإفتاء، الرياض ]

اس میں ابن القیم رحمہ اللہ نے ایک زریں اصول بتایا ہے کہ ضروری نہیں کہ ایک دلیل اور حجت ہر زمانہ اور ہر جگہ کے لیے مفید ہوگی بلکہ اس کا تعین حالات کے اعتبار سے کیا جائے گا۔ جیسے ایک جگہ جہالت ہے اور علم کے روشناس کرانے والے بھی موجود نہیں ہیں یہاں حجت کی نوعیت اور ہوگی اور دوسری جگہ علمی جماعت موجود ہے اور ہر قسم کی سہولت موجود ہے تو دونوں کی نوعیت میں فرق ہوگا۔

## خلاصۂ قول:

① جہاں دین کی تبلیغ نہ ہوئی ہو وہاں حکم لگانے سے قبل تبلیغ کرنا اتمامِ حجت کے لیے لازم ہے۔

② اسی طرح جہاں دین کی صحیح شکل نہ پہنچی ہو وہاں بھی یہی حکم ہے۔

③ عمل کرنے کے بارے میں جو جتنا جانتا ہے وہ اتنا ہی مکلّف ہے۔

④ تکفیر کے لیے ہر شخص کے احوال کا انفرادی طور پر جائزہ لینا ضروری ہوتا ہے۔

⑤ جہالت اور ہٹ دھرمی میں فرق کی بنا پر حکم بھی مختلف ہوگا۔

## ضابطہ ⑥ :

ایسا شخص جو کہ مقابلتاً اور نسبتاً کم علم ہو یا پھر صحیح علم کے اخذ کرنے سے عاجز ہو، تو متمکن اور صاحب علم کے مقابلے میں اس کا عذر قبول ہوگا۔

حجت انسانوں پر دو چیزوں سے قائم ہوتی ہے۔

① جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس کا علم ہو۔

② جو کچھ علم میں ہے اس پر عمل کی قدرت بھی رکھتا ہو۔

اور علم کے اخذ کرنے سے مراد عاجز یا غیر متمکن یا غیر عالم جیسے مجنون اور عمل سے عاجز وغیرہ ہیں کہ ان کا عذر قبول ہوگا۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"والحجة على عباد انما تقوم بشيئين بشرط التمكن من العلم بما أنزل الله والقدرة على العمل به فاما العاجز عن العلم كالمجنون أو العاجز عن العمل فلا أمر عليه ولا نهي." [ مجموع الفتاوی لابن تیمیة : ۲۰/ ۵۹ ]

"بندوں پر حجت دو چیزوں کے ساتھ قائم ہوتی ہے، جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس کے بارے میں پوری طرح علم رکھتا ہو اور اس پر عمل کرنے پر قدرت بھی ہو۔ علم سے عاجز، مجنون کی طرح ہے اور عمل سے عاجز پر امر و نہی نہیں ہیں۔"

اس سلسلے میں یہ حدیث بھی پیش نظر رہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ : عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّغِيرِ

حَتَّى يَكْبَرَ، وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَعْقِلَ، أَوْ يُفِيقَ ﴾ [ ابن ماجه، كتاب الطلاق، باب طلاق المعتوه والصغير والنائم : ٢٠٤١ ـ أبو داوٗد : ٤٣٩٨ ـ ابن حبان : ١٤٩٦ ـ المستدرك للحاكم : ٥٩/٢ ]

''تین اشخاص سے قلم اٹھا لیا گیا۔ سوئے ہوئے سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے۔ چھوٹے بچے سے یہاں تک کہ وہ بڑا ہو جائے اور دیوانے سے یہاں تک کہ اس کی عقل کام کرے یا اسے افاقہ ہو جائے۔''

اس حدیث کو امام ابن حبان نے صحیح کہا ہے اور امام حاکم نے مسلم کی شرط پر صحیح کہا اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

قلم اٹھانے کا مطلب ہے کہ ان کے اعمال لکھے نہیں جاتے، مجنون اور دیوانگی والا جب تک اس کو افاقہ نہیں ہوتا اور اس کی عقل کام نہیں کرتی وہ معذور ہے، اسی طرح جس شخص کے پاس علم کی دولت نہیں اسے امام ابن تیمیہ مجنون کی طرح قرار دے رہے ہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اس قول سے علم ہوا کہ کسی کی تکفیر کرتے ہوئے دو بنیادی امور کو مدنظر رکھنا لازم ہے:

① علم کی موجودگی۔

② اس پر عمل کی قدرت۔

ورنہ حکم تکفیر صحیح نہ ہوگا، پس اس کے واضح ہونے کے بعد میں عرض کروں گا کہ وہ شخص جس نے ایمان کے بعض واجبات کو ان دونوں وجوہات میں سے کسی ایک کی بنیاد پر چھوڑا تو وہ اس کا مکلّف نہ ہوگا اور اس پر اس ضمن میں حکم عائد نہ کیا جائے گا۔

اس قاعدہ کی اصل قرآن مجید کی یہ آیت ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ [ البقرة : ٢٨٦ ]

''اللہ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی گنجائش کے مطابق۔''

علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"أستدل به علی منع التكليف ما لا يطاق."

[الأكليل في استنباط التنزيل، ص: ١٦٥، ناشر مكتبة فياض]

''اس آیت کریمہ سے استدلال کیا گیا ہے کہ ایسی تکلیف جو بندے کی طاقت سے باہر ہو، منع ہے۔''

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لا يكلف أحدا فوق طاقته." [ابن كثير: ١/ ٦٧٣]

''کسی کو وہ (اللہ) اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔''

## خلاصۂ قول:

حکم لگانے سے قبل اس شخص پر اتمام حجت کے لیے مکمل جائزہ ضروری ہے کہ آیا جس ضمن میں حکم لگایا جارہا ہے اس کے بارے میں اس کو مکمل اور صحیح معلومات بھی ہیں یا نہیں۔

اگر علم کی موجودگی کے باوجود وہ عمل پر قدرت نہیں رکھتا تو اس کا مواخذہ نہ ہوگا کیونکہ وہ اس پر مکلّف ہی نہیں تھا۔

## ضابطہ ⑦:

تکفیری مسائل میں ایسا مقلد جو حق کی معرفت رکھتا ہے مگر اس سے منہ پھیر لیتا ہو اور ایسا مقلد جو حق کی معرفت نہ رکھتا ہو تو دونوں کے بارے میں حکم لگانے میں فرق مدنظر رکھنا لازم ہے۔

حقیقت میں دونوں قسمیں ہی ہمارے معاشرہ میں موجود ہیں، ایک صاحب تقلید جسے حق کی پہچان بھی ہے لیکن صرف تعصب میں اس کی پیروی نہیں کرتا۔ جبکہ دوسرے کو حق کی مکمل پہچان ہی نہیں ہے، وہ صرف تقلید کرتا ہے تو دوسرے شخص کا عذر مقبول ہوگا کہ جب تک اس کو حق کی مکمل پہچان نہ کروا دی جائے ہم اس پر حکم نہیں لگا سکتے۔ جبکہ پہلی قسم والے مقلد کے پاس کوئی عذر نہ ہوگا۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ان مقلدین میں دو طرح کے لوگ ہو سکتے ہیں۔ ایک وہ جو حق کو جانتے ہوئے بھی لیڈرانِ قوم کے ساتھ لگے ہوئے ہیں، ان کا معاملہ بالکل صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے پاس ان کا کوئی عذر قابلِ قبول نہیں ہو گا، دوسرے وہ لوگ ہیں جن کو حق کے بارے کوئی واقفیت نہیں ہے، ان میں بھی دو قسم کے لوگ ہو سکتے ہیں: ایک وہ جو راہ راست سے محبت رکھتے ہیں لیکن خود حق کو پانے کی ان کے اندر سکت اور استعداد ہے اور نہ راہ دکھانے والوں تک وہ پہنچ سکتے ہیں، ممکن ہے ان کا معاملہ زمانۂ فترت کے لوگوں جیسا ہو، اور دوسری قسم میں ایسے لوگ ہیں جن کا نہ کوئی ارادہ اور چاہت ہے اور نہ کچھ حق و ناحق کی بات ان کے دل میں آتی ہے، جس حالت میں ہیں اسی پر مطمئن اور راضی ہیں، اس طرح تفصیلی طور پر مسئلہ کو دیکھنے کی ضرورت ہے اور اتنی بات مسلّم ہے کہ قیامت کے دن اللہ عدل کرے گا اور کسی بھی معذور کو مجرم نہیں ٹھہرایا جائے گا اور جس پر حجت تمام نہیں ہوتی اس کو عذاب میں نہ ڈالا جائے گا۔ اسی کے ساتھ یہ حقیقت بھی مسلّم ہے اور اس کا اعتقاد رکھنا چاہیے کہ دین اسلام کے علاوہ کوئی دین اور عقیدہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معتبر اور قابل قبول نہ ہوگا، البتہ متعین طور پر کسی فرد یا قوم کے بارے میں فیصلہ کرنے کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے کہ آخرت میں ان کے ساتھ کیا معاملہ ہو گا۔ ہاں دین کا معاملہ الگ ہے یہاں ظاہری حالات کے تحت فیصلہ کیا جائے گا اور احکام جاری کیے جائیں گے۔'' [ راہ سعادت کتاب ''طریق الھجرتین وباب السعادتین'' کا ترجمہ، ص: ۳۳۶، ط الریاض ]

ان دونوں قسم کے مقلدین میں بہت فرق ہے، لہٰذا احوال کے فرق کے اعتبار سے دونوں کے حکم میں بھی فرق موجود ہو گا۔ پہلا ہدایت کا متلاشی، جبکہ دوسرا موجودہ حالت پر راضی اور قائم و دائم اور ویسے دونوں ہی مقلد ہیں۔

## خلاصۂ قول:

① حکم سے قبل مقلد کی مکمل صورت حال سے آگاہی لازم ہے۔
② مقلد متعصب اور مقلد غیر متعصب میں فرق کی بنا پر حکم بھی مختلف ہوگا۔

## ضابطہ ⑧:

لاعلمی میں خطا کا ارتکاب

ایسا مومن جس نے حق کی اتباع کو اپنا مطلوب ومقصود بنا رکھا ہے اگر وہ کسی ایسی غلطی کا مرتکب ہوتا ہے، جس کا اسے علم نہیں ہوتا تو وہ عنداللہ معذور ہوگا مگر ایسا عالم جو کسی غلطی کا مرتکب معرفت کی حالت میں ہوتا ہے تو اس کا مواخذہ ہوگا۔

چونکہ پہلے شخص کا مطمح نظر صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے راستے کی پیروی ہے اور وہ اسی کو اپنا مطلوب ومقصود بنائے ہوئے ہے اور اس راستے پر چلتے ہوئے اگر اس سے کوئی خطا صادر ہوتی ہے جس کے بارے میں اس کو کوئی علم نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا مواخذہ نہ ہوگا۔ اور اس کی نسبت ایسا عالم جو دین کو بہتر طور پر سمجھتا ہے اور غلطی کا مرتکب ہوتا ہے تو اس پر اس کا مواخذہ ہوگا۔ بقول شاعر ؎

العلم بلا عمل وبال والعمل بلا علم ضلال

یعنی ایسا علم جو عمل کے بغیر ہو وبال جان ثابت ہوتا ہے اور وہ عمل جو علم کے بغیر ہو، وہ گمراہی ہے۔

چونکہ اس کو حق کی معرفت تھی اور اس کے تقاضوں سے باخبر تھا اور اسے یہ بھی پتا تھا کہ اگر اس کو پورا نہ کروں تو مجھ پر کیا عائد ہوگا، پھر علم کے بعد اگر وہ کوئی غلطی کرتا ہے تو ﴿اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ ''جان لو کہ بے شک اللہ بہت سخت عذاب والا ہے۔''

اس قاعدے کی اصل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا﴾ [ البقرة : ٢٨٦ ]

''اے ہمارے رب ہم سے مؤاخذہ نہ کر اگر ہم بھول جائیں یا خطا کر جائیں۔''

علامہ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"هذا أصل قاعدة أن الناسي والمخطئي غير مكلفين ومن فروعها عدم حنث الناسي والجاهل وسائر أحكامها." [ الأكليل في استنباط التنزيل ص : ١٦٥ ]

''یہ اس قاعدے کی اصل ہے کہ بھولنے والا اور خطا کرنے والا دونوں ہی مکلّف نہیں ہیں اور ان دونوں کی فروعات میں سے یہ ہے کہ بھولنے والے، جاہل اور ناواقف کی قسم نہیں ٹوٹتی اور ان کے دیگر احکامات۔''

امام طبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وهو تعليم من الله عباده المؤمنين دعاءه كيف يدعونه، وما يقولون في دعائهم إياه. ومعناه : قولوا: ﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ﴾ شيئا فرضت علينا عمله فلم نعمله، ﴿اَوْ اَخْطَاْنَا﴾ في فعل شيء نهيتنا عن فعله ففعلناه، على غير قصد منا إلى معصيتك، ولكن على جهالة منا به وخطأ." [ تفسير طبري : ٧٢/٣، بتحقيق اسلام منصور عبدالحميد، طـ دار الحديث القاهرة ]

''یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے مومن بندوں کو دعا کی تعلیم ہے کہ وہ اس کو کیسے پکاریں اور اپنی دعاؤں میں کیا کہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ تم کہو: ''اے ہمارے رب تو ہمارا مواخذہ نہ کر اگر ہم بھول جائیں۔'' کسی ایسی چیز میں جس پر عمل کرنا تو نے ہم پر فرض کیا اور ہم نے اس پر عمل نہ کیا ہو۔ کسی ایسے عمل میں خطا کر جائیں جس کے ارتکاب سے تو نے ہمیں منع کیا تو ہم نے تیری نافرمانی کا ارادہ کیے بغیر وہ کام کر ڈالا لیکن یہ ہم سے جہالت اور خطا کی وجہ سے سرزد ہو گیا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ﴾ [ البقرة : ٢٨٤ ]

تو یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر گراں گزری، وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، پھر گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہمیں ایسے اعمال کی تکلیف دی گئی ہے جس کی ہمیں طاقت نہیں ہے نماز، روزے، جہاد اور صدقہ، اور آپ پر یہ آیت نازل ہو چکی ہے اور ہمیں ان اعمال کی طاقت نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أَتُرِيْدُوْنَ أَنْ تَقُوْلُوْا كَمَا قَالَ أَهْلُ الْكِتَابَيْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا؟ بَلْ قُوْلُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ »

”کیا تم اس طرح کہنا چاہتے ہو جیسا کہ تم سے پہلے یہود و نصاریٰ نے کہا کہ ہم نے سن لیا اور نافرمانی کی؟ بلکہ تم کہو ہم نے سن لیا اور مان لیا، اے ہمارے رب! بخشش تیری ہی ہے اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا:

﴿سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ٞ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ﴾

جب قوم نے یہ پڑھا، اس کے ساتھ ان کی زبانیں مطیع ہو گئیں۔ تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی:

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ٞ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ﴾ [ البقرة : ٢٨٥ ]

”یہ رسول اس پر ایمان لایا جو اس کے رب کی جانب سے اس کی طرف نازل کیا گیا اور سب مومن بھی، ہر ایک اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس

کے رسولوں پر ایمان لایا، ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک کے درمیان فرق نہیں کرتے۔ اور انھوں نے کہا ''ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی، تیری بخشش مانگتے ہیں اے ہمارے رب! اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

پھر انھوں نے یہ کرلیا تو اللہ نے اسے منسوخ کر دیا اور یہ آیت نازل کی:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا﴾ [ البقرة : ٢٨٦ ]

''اللہ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی گنجائش کے مطابق، اسی کے لیے ہے جو اس نے (نیکی) کمائی اور اسی پر ہے جو اس نے (گناہ) کمایا، اے ہمارے رب! ہم سے مواخذہ نہ کر اگر ہم بھول جائیں یا خطا کر جائیں۔

اللہ نے کہا: ہاں،

پھر انھوں نے کہا:

﴿رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَي الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا﴾

[ البقرة : ٢٨٦ ]

''اے ہمارے رب! تو ہمارے اوپر وہ کوئی بھاری بوجھ نہ ڈال جیسا کہ تو نے ان لوگوں پر ڈالا جو ہم سے پہلے تھے۔''

اللہ نے فرمایا: ہاں،

﴿رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ﴾ [ البقرة : ٢٨٦ ]

''اے ہمارے رب! اور تو ہم سے وہ چیز نہ اٹھوا جس کی ہم میں طاقت نہ ہو۔''

فرمایا: ''ہاں۔''

﴿وَاعْفُ عَنَّا ۪ وَاغْفِرْ لَنَا ۪ وَارْحَمْنَا ۪ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴾ [ البقرة : ٢٨٦ ]

''اور ہم سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر، تو ہی ہمارا مالک ہے،

سو کافر لوگوں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔"

فرمایا: "ہاں۔" [مسلم، كتاب الايمان، باب بيان أنه سبحانه وتعالىٰ لم يكلف إلا ما يطاق...... : ١٢٥/١٩٩، تفسير طبري : ٧٩/٣۔٨٠ (٦٥٣٢) ط۔ دار الحديث القاهرة۔ ابن حبان : ١٣٩۔ مسند أبي عوانة : ٧٥/١۔٧٦، ٢٢٢۔ مسند أحمد : ٩٣٤٤، ١٩٨/١٥۔٢٠٠ ]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ﴾ [ البقرة : ٢٨٤ ]

اس سے لوگوں کے دلوں میں کوئی چیز داخل ہوگئی جو ان کے دلوں میں (پہلے) داخل نہ ہوئی تھی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: « قُولُوا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَسَلَّمْنَا » تم کہو ہم نے سنا اور مان لیا اور تسلیم کر لیا۔ فرمایا: تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان ڈال دیا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِيْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا﴾ [ البقرة : ٢٨٦ ]

"اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی گنجائش سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا، اس جان کے لیے وہی ہے جو اس نے کمایا اور اسی پر (بوجھ) ہے جو اس نے کمایا، اے ہمارے رب! تو ہماری پکڑ نہ کر اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کریں۔

« قَالَ قَدْ فَعَلْتُ »

"اللہ نے فرمایا: یقیناً میں نے کر دیا۔"

﴿رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا﴾

[ البقرة : ٢٨٦ ]

"اے ہمارے رب! ہمارے اوپر کوئی بھاری بوجھ نہ ڈال جیسا کہ تو نے ان لوگوں پر ڈالا جو ہم سے پہلے تھے۔"

« قَالَ قَد فَعَلْتُ »

''اللہ نے فرمایا: یقیناً میں نے ایسے کر دیا۔''

﴿وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلٰنَا﴾ [ البقرة : ٢٨٦ ]

''تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر، تو ہمارا مالک ہے۔''

« قَالَ قَد فَعَلْتُ »

''اللہ نے فرمایا: یقیناً میں نے ایسے کر دیا۔''

[ مسلم، كتاب الايمان، ١٢٦/٢٠٠۔ مسند أبي عوانة : ٢١٩، ٢٢٠، ٧٤/١۔ ٧٥۔ مسند أحمد، ٤٩٧/٣، ح : ٢٠٧٠۔ ترمذي : ٢٩٩٢۔ تفسير الطبري : ٧٨/٣، ٦٥٢٨، ط۔ دار الحديث القاهره و ٦٥٣١۔ السنن الكبرىٰ للنسائى : ١١٠٥٩۔ المستدرك للحاكم : ٢٨٦/٢۔ الاسماء والصفات للبيهقي، ص : ٢١٠۔٢١١ أسباب النزول للواحدى، ص: ٦٠ الاستيعاب فى بيان الاسباب : ٢٢٣/١ ]

مجاہد کہتے ہیں میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا تو میں نے کہا: اے ابو عباس میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا، انھوں نے یہ آیت پڑھی پھر رو پڑے، فرمایا: کونسی آیت؟ میں نے کہا:

﴿وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ﴾ [ البقرة : ٢٨٤ ]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بلا شبہ جس وقت یہ آیت نازل کی گئی اس نے اصحاب رسول کو بہت زیادہ غم زدہ کر دیا اور شدید غصہ دلایا اور وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم ہلاک ہو گئے۔ یقیناً ہم اپنے بولنے اور عمل کرنے کی وجہ سے پکڑے جائیں گے، بہرحال ہمارے دل ہمارے ہاتھوں میں نہیں ہیں تو انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: « قُوْلُوْا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنا » ''تم کہو ہم نے سنا اور ہم نے مان لیا۔'' صحابہ کرام نے کہا: ''سَمِعْنَا وَأَطَعْنا''

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کو اس آیت نے منسوخ کر دیا: ﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ...... لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾ [ البقرة : ٢٨٥، ٢٨٦ ] تو نفس کی باتیں ان کے لیے معاف کر دی گئیں اور

اعمال کے ساتھ پکڑے گئے۔[ مسند أحمد : ۵/ ۱۹۴۔۱۹۵، ۳۰۷۰۔ تفسیر عبد الرزاق : ۱/ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ المعجم الکبیر للطبراني : ۱۰۷۲۹۔ شعب الإیمان للبیهقیی : ۳۲۹ ]

مذکورہ بالا احادیث میں لوگوں کا اللہ سے خطا و نسیان کی معافی مانگنا اور اللہ کا فرمانا: « قَالَ قَد فَعَلْتُ » اس بات کی واضح دلیل ہے کہ خطا و نسیان اللہ کے ہاں معاف اور نا قابل مؤاخذہ ہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر بہت زیادہ خوش ہوتا ہے، جس وقت تم میں سے کوئی اس کی طرف توبہ کرتا ہے، جب بندہ ایک جنگل میں اپنی سواری پر ہو، پھر اس کی سواری اس سے ایک دم چھوٹ جائے اور اس پر اس کا کھانا اور پینا بھی ہو، پھر وہ اس سے مایوس ہو جائے اور ایک درخت کے سائے کے نیچے لیٹ جائے اور اپنی سواری سے مایوس ہو جائے، پھر وہ اسی حالت میں ہو کہ اچانک اس کی سواری اس کے پاس کھڑی ہو، وہ اس کی لگام پکڑ لے پھر شدت فرحت سے کہے:

" اَللّٰهُمَّ أَنتَ عَبدِي وَأَنَا رَبُّكَ. أَخطَأَ مِن شِدَّةِ الفَرَحِ."

''اے اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں، اس نے شدید خوشی میں خطا کر دی۔''

[ مسلم، کتاب التوبة : ۷/ ۲۷۴۷۔ بخاري : ۶۳۰۹۔ مسند أحمد، ۲۰/ ۴۴۳، ح : ۱۳۲۲۷۔ شعب الایمان للبیهقي : ۷۱۰۵ شرح السنة للبغوی : ۱۳۰۲ ]

اس حدیث سے بھی واضح ہوا کہ شدت فرحت کے باعث خطأً زبان سے نکلے ہوئے کلمات پر بھی مؤاخذہ نہیں ہوتا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فیه ان ما قاله الإنسان من مثل هذا فی حال دهشته وذهوله لا یؤاخذ به." [ فتح الباري : ۱۴/ ۲۹۷، ط۔دار طیبه، اکمال المعلم بفوائد مسلم : ۸/ ۲۴۵، دار الوفاء ]

''اس حدیث سے یہ فائدہ معلوم ہوتا ہے کہ اس جیسی کوئی بات انسان دہشت اور ذہول سے ( حواس باختہ ہو کر، اوسان خطا ہو کر ) کہہ دیتا ہے تو اس پر اس کا

مؤاخذہ نہ ہوگا۔“

شیخ سلیم بن عید الہلالی ﷾ لکھتے ہیں:

”عدم المؤاخذة فی الخطاء غیر المتعمد مثل هذا فی حال دهشته وذهوله.“

”اس حدیث کے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ایسی خطا جو غیر ارادی طور پر ہو، اس طرح دہشت اور ذہول کی صورت میں ہو جائے تو اس پر مؤاخذہ اور پکڑ نہیں ہے۔“

”نزهة المتقين“ شرح ریاض الصالحین: ۳۲/۱ پر اس کے مؤلفین لکھتے ہیں:

” أفاد الحديث عدم المؤاخذه في الخطاء غير المعتمد.“

[ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين : ١/ ٥٤، طـ دار ابن الجوزي ]

”غیر ارادی خطا میں مؤاخذہ نہیں ہے۔“

شیخ محمد بن صالح العثیمین لکھتے ہیں:

”وفيه دليل على أن الإنسان إذا أخطأ في قول من الأقوال ولو كان كفرا سبق لسانه إليه؛ فإنه لا يؤاخذ به فهذا الرجل قال كلمة الكفر لأن قول الإنسان لربه : أنت عبدی وأنا ربك هذا كفر لا شك فيه، لكن لما هذا صدر عن خطأ من شدة الفرح، صار غير مؤاخذ به، وكذلك غيرها من الكلمات؛ لو سب أحدا على وجه الخطأ بدون قصد، أو طلق زوجته على وجه الخطأ بدون القصد، أو أعتق عبده على وجه الخطأ بدون قصد، فكل هذا لا يترتب عليه شيء، لأن الإنسان لم يقصده، فهو كاللغو في اليمين، وقد قال الله تعالى : ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِيٓ أَيْمَانِكُمْ وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم

﴿بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ﴾ [ البقرة : ٢٢٥ ]."

[ شرح رياض الصالحين : ١/ ٥٥ ط- دار الكتب العلمية ]

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ انسان جب سبقت لسانی کرتے ہوئے کسی قول میں خطا کر جائے اگرچہ وہ قول کفر ہو، تو اس پر اس کا مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ اس آدمی نے کلمہ کفر کہا اس لیے کہ انسان کا اپنے رب کے بارے میں کہنا: تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں بلاشبہ یہ کفر ہے، لیکن شدتِ فرح (بہت زیادہ خوشی) کے باعث جب اس سے صادر ہوا تو اس کا مؤاخذہ نہیں ہوا، اسی طرح دیگر کلمات کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر غیر ارادی طور پر خطا کرتے ہوئے کسی کو گالی دے دے، یا غیر ارادی طور پر خطا کر کے اپنی بیوی کو طلاق دے ڈالے یا غیر ارادی طور پر خطا کا مرتکب ہو کر غلام آزاد کر دے، ان تمام صورتوں پر کوئی حکم مرتب نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ انسان نے اس کا قصد و ارادہ نہیں کیا، یہ لغو و بے کار قسم کی طرح ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تمھاری لغو قسموں پر اللہ تمھارا مواخذہ نہیں کرے گا اور لیکن وہ تمھارا مواخذہ اس پر کرے گا جو تمھارے دلوں نے کیا اور اللہ بے حد بخشنے والا کمال بردباری والا ہے۔''

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ، وَالنِّسْيَانَ، وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَيْهِ »

''بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطا، نسیان اور جس پر انھیں مجبور کر دیا گیا، ساقط کر دیا ہے۔''

[ سنن ابن ماجه، كتاب الطلاق، باب المكره والناسي : ٢٠٤٥- السنن الكبرىٰ للبيهقي : ٧/ ٣٥٦-٣٥٧- سنن الدارقطني : ٤/ ١٧٠-١٧١- صحيح ابن حبان : ١٤٩٨- المستدرك للحاكم : ٢/ ١٩٨- التلخيص الحبير : ٤٥٠- اس حدیث کو ابن حبان، حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے امام نووی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ روضة الطالبين : ٦/ ١٦٨]

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَآ أَخْطَأْتُم بِهِۦ وَلَٰكِن مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ﴾ [الأحزاب : ٥]

''اور تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جس میں تم نے خطا کی اور لیکن جو تمھارے دلوں نے ارادے سے کیا۔''

امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"إذا نسبتم بعضهم إلى غير أبيه في الحقيقة خطأ، بعد الاجتهاد واستفراغ الوسع، فإن الله قد وضع الحرج في الخطأ ورفع إثمه، كما أرشد إليه في قوله آمرًا عباده أن يقولوا : ﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ إِن نَّسِينَآ أَوْ أَخْطَأْنَا﴾ [البقرة : ٢٨٦]." [تفسير ابن كثير : ١٤٥/٥ ط۔ دار الكتاب العربي]

''جب تم اجتہاد اور وسعت صرف کرنے کے بعد خطا کر کے بعض کو ان کے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کر دو تو بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے خطا میں حرج کو ساقط کر دیا ہے اور اس کے گناہ کو اٹھا دیا ہے، جیسا کہ اس نے اپنے بندوں کو حکم دیتے ہوئے اپنے اس قول کی طرف راہنمائی کی ہے۔''اے ہمارے رب! اگر ہم بھول جائیں یا خطا کر لیں تو ہمارا مواخذہ نہ کر۔''

اس کے بعد امام ابن کثیر نے صحیح مسلم کی وہ حدیث جس میں اللہ نے فرمایا: « نَعَمْ قَدْ فَعَلْتُ » ذکر کی، جو پیچھے بیان ہو چکی ہے اور صحیح بخاری کی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حدیث بیان کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا اجْتَهَدَ الْحَاكِمُ فَأَصَابَ، فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِنِ اجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ » [ابن كثير : ١٤٥/٥]

''جب حاکم اجتہاد کرے اور درست کرے تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور اگر اجتہاد کیا، خطا کر دی تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔''

[ نیز دیکھیں صحیح البخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب أجر الحاكم إذا اجتهد : ٧٣٥٢ وصحيح مسلم، كتاب الأقضية : ١٧١٦، پھر اس کے بعد امام ابن کثیر نے ''إن الله وضع عن أمتي الخطأ والنسيان وما استكرهوا عليه'' درج کی ہے۔ ]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وأما التكفير فالصواب أنه من اجتهد من أمة محمد وقصد الحق فأخطأ لم يكفر بل يغفر له خطأه ومن تبين له ما جاء به الرسول فشاق الرسول من بعد ما تبين له الهدى واتبع غير سبيل المؤمنين فهو كافر ومن اتبع هواه وقصر في طلب الحق وتكلم بلا علم فهو عاص مذنب ثم قد يكون فاسقا وقد تكون له حسنات ترجح على سيئاته.'' [ مجموع الفتاوىٰ لابن تيمية : ١٢/ ١٨٠ ]

''رہا مسئلۂ تکفیر، تو درست بات یہ ہے کہ امت محمدیہ میں سے جس شخص نے بھی اجتہاد کیا اور حق کا قصد و ارادہ کیا پھر اس نے خطا کر لی تو اس کی تکفیر نہیں ہوگی بلکہ اس کی خطا معاف کر دی جائے گی اور جس شخص کے لیے وہ چیز کھل کر واضح ہوگئی جو اللہ کے رسول ﷺ لے کر آئے اور اس نے اپنے لیے ہدایت کھل کر واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کی اور مومنین کے راہ کے علاوہ کی پیروی کی تو وہ کافر ہے اور جس نے اپنی خواہش کی پیروی کی اور حق کی تلاش میں کوتاہی کی اور علم کے بغیر کلام کیا تو وہ نافرمان و گناہ گار ہے، پھر کبھی وہ فاسق ہوتا ہے اور کبھی اس کی نیکیاں اس کی برائیوں پر راجح ہوتی ہیں۔''

مذکورہ بالا بحث سے معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت سے بھول چوک اور خطا

معاف کر دی ہے، البتہ جس شخص پر حق کھل کر واضح ہو گیا اس کے بعد وہ جانتے بوجھتے اللہ کے رسول کی مخالفت کرے اور مومنین کی راہ چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کر لے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔

## خلاصۂ قول:

① عالم جو معرفت کے باوجود غلطی کا مرتکب ہو وہ قابل گرفت اور مواخذہ ہو گا۔
② وہ شخص جو علم نہ رکھتا ہو اور غلطی کا مرتکب ہو وہ قابل گرفت نہ ہو گا۔
③ اس کی وہ جہالت دور کی جائے گی پھر اس پر حکم لگایا جائے گا۔

## ضابطہ ⑨:

مختلف شخصیات کے احوال کو مدنظر رکھنا۔

تکفیری مسائل میں حسب احوال شخصیات اختلاف واقع ہوتا ہے، لہٰذا ہر مخطی، مبتدع، جاہل، گمراہ کافر نہ ہو گا اور نہ ہی فاسق بلکہ نہ ہی گناہ گار ہو گا۔

اس اصول کو شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے فتاویٰ میں بیان فرمایا ہے کہ کسی ایک مسئلہ میں بھی ممکن ہے کہ مختلف اشخاص میں صورت حال مختلف ہو یعنی ضروری نہیں کہ ایک خطا کے مرتکب کو اگر ہم نے تکفیر کا مستحق ٹھہرایا ہے تو اس خطا کا ہر مرتکب تکفیر کا مستحق ہو گا اور وہ ضابطہ بعینہ سب پر منطبق ہو جائے گا، بلکہ ہر شخص کے احوال کے مطابق فیصلہ اور حکم دیا جائے گا۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" فالتكفير يختلف بحسب اختلاف حال الشخص فليس كل مخطيء ولا مبتدع ولا جاهل ولا ضال يكون كافرا بل ولا فاسقا بل ولا عاصيا لا سيما فى مثل "مسألة القرآن" وقد غلط فيها خلق من أئمة الطوائف المعروفين عند الناس بالعلم والدين

وغالبهم يقصد وجها من الحق فيتبعه ويعزب عنه وجه آخر لا يحققه فيبقى عارفا ببعض الحق جاهلا بعضه بل منكرا له."

[ مجموع الفتاوى لابن تيمية : ١٢/ ١٨٠ ]

"تکفیر شخصیات کے احوال کے اختلاف کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے، ہر خطا کار مبتدع، جاہل اور گمراہ کافر نہیں ہوتا بلکہ عاصی و نافرمان بھی نہیں خصوصاً خلق قرآن کے مسئلہ میں بہت سارے گروہوں کے ائمہ جو لوگوں کے ہاں علم اور دین میں مصروف تھے، انھوں نے اس میں غلطی کی ہے اور ان کی اکثریت حق کا قصد رکھتی تھی کہ وہ اس کی پیروی کریں اور ان سے ایک دوسری صورت مخفی رہ جاتی تھی جس کی وہ تحقیق نہ کر سکے تو وہ اس لیے حق کے کچھ حصے کو پہچاننے والا اور بعض سے جاہل ہوتا بلکہ اس کا منکر ہوتا ہے۔"

نیز یہ بات بھی واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو فطرت پر پیدا کیا ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾

[ الروم : ٣٠ ]

"پس تو ایک طرف کا ہو کر اپنا چہرہ اس دین کے لیے سیدھا رکھ، اللہ کی اس فطرت کے مطابق، جس پر اس نے سب لوگوں کو پیدا کیا، اللہ کی پیدائش کو کسی طرح بدلنا (جائز) نہیں، یہی سیدھا دین ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"يقول تعالیٰ : فسدد وجهك واستمر على الدين الذى شرعه الله لك، من الحنيفية ملة إبراهيم، الذى هداك الله لها، وكملها لك

غاية الكمال، وأنت مع ذلك لازم فطرتك السليمة، التى فطر الله الخلق عليها، فإنه تعالىٰ فطر خلقه على معرفته وتوحيده، وأنه لا إله غيره، كما تقدم عند قوله تعالى : ﴿وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى﴾ [ الأعراف : ١٧٢ ]

''اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: پس تو اپنے چہرے کو سیدھا رکھ اور اس دین پر ڈٹ جا، جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے دین حنیف ملت ابراہیم سے مشروع بنایا، وہ جس کے لیے اس نے تجھے ہدایت دی اور تیرے لیے کمال کی انتہا تک پہنچا دیا۔ اور تو اس کے ساتھ اپنی فطرت سلیمہ کو لازم پکڑ، جس پر اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا، تو اللہ نے مخلوق کو اپنی معرفت اور توحید پر پیدا کیا ہے اور اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، جیسا کہ اللہ کے اس فرمان: ﴿اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ﴾ [ الأعراف : ١٧٢ ] کے پاس بات گزر چکی ہے۔''

[ اس کی تفصیل تفسیر ابن کثیر: (۲۲۸/۳-۲۲۹) تحقیق عبد الرزاق المهدی، ط دار الکتاب العربی۔ سورۂ اعراف کی آیت (۱۷۲) کے تحت بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ ]

یہ آیت کریمہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے سلیم الفطرت پیدا کیا ہے۔ یہ صاف ستھرا اور پاکیزہ مزاج اور اچھی طبیعت لے کر دنیا میں آیا۔ پس اس کے ماحول کی کثافتوں اور گندگیوں نے اسے آلودہ کر دیا، اور اس کی معرفت توحید اور دین حنیف کی پہچان جاتی رہی یہاں پر رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بھی مدنظر رہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(( كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ، كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيمَةُ بَهِيمَةً، هَلْ تُحِسُّونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ؟ ))
[ مسند أحمد : ٧١٨١ ]

''ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی

بنا دیتے ہیں، جیسے چوپایہ، چوپائے کو صحیح سالم جنم دیتا ہے کیا تم اس میں کوئی کٹے ہوئے اعضاء والا محسوس کرتے ہو؟''

مطلب یہ کہ مادہ چوپایہ جب اپنے بچے کو جنم دیتی ہے تو وہ پورے اعضاء والا صحیح سالم ہوتا ہے، اس میں کوئی نقص نہیں ہوتا، نہ اس کے کان کٹے ہوئے ہوتے ہیں اور نہ دُم اور نہ ہی دیگر اعضاء کٹے ہوتے ہیں، کان کٹنے کا نقص یا دیگر نقائص بعد میں پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح انسان بھی سلیم الفطرت اور صحیح مزاج وطبیعت والا پیدا ہوتا ہے، پھر اس میں یہودیت، نصرانیت یا مجوسیت بعد میں ماحول کی وجہ سے سرایت کر جاتی ہے۔ اس لیے کسی بھی شخص پر حکم لگانے سے پہلے اس کے ماحول کو لازمی طور پر مدنظر رکھنا چاہیے۔

اسی طرح عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« ألا إن ربي أمرني أن أعلمكم ما جهلتم مما علمني يومي هذا كل مال نحلته عبدا حلال وإني خلقت عبادي حنفاء كلهم وإنهم اتتهم الشياطين فاجتالتهم عن دينهم وحرمت عليهم ما أحللت لهم وأمرتهم أن يشركوا بي ما لم أنزل به سلطانا »

''آگاہ رہو بلاشبہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے اس دن میں جو اس نے مجھے سکھایا ہے اس میں سے جس سے تم جاہل ہو تمھیں سکھا دوں (اور وہ کہتا ہے) ہر وہ مال جو میں نے اپنے کسی بندے کو عطا کیا وہ اس کے لیے حلال ہے اور بے شک میں نے اپنے سب بندوں کو ایک طرف جھکنے والا پیدا کیا اور بلاشبہ ان کے پاس شیاطین آئے انھوں نے ان پر حرام کر دیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ شرک کریں جس کی میں نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔''

اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دین حنیف پر پیدا کیا، پھر بعد میں شیاطین نے ان کو ورغلا اور بہکا کر صراط مستقیم سے ہٹا دیا اور حرام امور میں

واقع کر دیا اور لوگ اللہ کے ساتھ شرک کرنے لگ گئے۔

ممکن ہے کسی کی اصلاح کرنے سے اس کی خامی یا عیب کو دور کیا جا سکے، ویسے بھی دین اسلام کا بنیادی اور اساسی مقصد سزائیں سنانا اور نافذ کروانا نہیں بلکہ اسلام تو اصلاح احوال کا داعی ہے، سزا بالکل آخری حد ہے کہ جب کوئی چارہ باقی نہ ہو۔ اس اصول کی بنیاد مندرجہ ذیل آیات ہیں: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ [ التغابن : ١٦ ] کہ ''اللہ سے ڈرو جہاں تک تم اس کی استطاعت رکھتے ہو۔''

اور ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ [ الأعراف : ٤٢ ]

''اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے، ہم کسی شخص کو اس کی طاقت کے سوا تکلیف نہیں دیتے، یہ لوگ جنت والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔''

## خلاصۂ قول:

چونکہ ہر شخص نے مختلف ماحول میں تربیت پائی ہوتی ہے، لہٰذا حکم لگاتے وقت اس کے ماحول اور اس کی تربیت کو بھی مدنظر رکھا جائے گا۔

تکفیر معین کے لیے ہر شخص کا انفرادی مطالعہ اور تحقیق لازم ہوتی ہے۔

## ضابطہ ⑩:

کفر کی بنیاد اور اس کی مختلف شاخیں

جس طرح ایمان کی اصل (لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ) اور اس کی متعدد شاخیں ہیں نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، اعمال باطنی جیسے حیا، توکل، خشیت الٰہی اور راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا یہ سب ایمان کے شعبے ہیں۔ ان میں سے ہر شعبہ ایمان کہلاتا ہے اور ان میں سے بعض

کے زائل یا متاثر ہونے سے ایمان کامل ہی ختم ہو جاتا ہے جیسے شہادتین کا انکار، اور بعض شعبے ایسے ہیں جن سے ایمان کا صرف کمال رخصت ہو جاتا ہے، جیسے تکلیف دہ چیز کو راستے سے نہ ہٹانا، تو دونوں شعبوں میں بہت فرق ہے اور ہر شعبہ کی مناسبت سے اس کا حکم عائد کیا جاتا ہے، بالکل اسی طرح کفر بھی متعدد شعبہ جات پر مشتمل ہے۔

جیسے حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے اور قلت حیا کفر کا ایک شعبہ ہے، صداقت ایمان کا ایک شعبہ ہے تکذیب یا کذب بیانی کفر کا شعبہ ہے۔ نماز، روزہ، حج اور زکوۃ وغیرہ یہ سب ایمان کے شعبے ہیں لیکن ان کا چھوڑنا کفر کے شعبے ہیں۔

یعنی تمام طاعات ایمان کے شعبہ جات میں سے ہیں اور معاصی کفر کے شعبہ جات میں سے ہیں، اگر ایمان کے شعبہ جات کی تقسیم قولی اور فعلی پر ہے تو کفر کے شعبہ جات کی تقسیم بھی قولی اور فعلی پر ہے۔ اور ایمان کے قولی شعبہ جات میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ جن کے زوال سے ایمان مکمل زائل ہو جاتا ہے اور فعلی شعبہ جات میں بھی ایسے ہے، اسی طرح کفر کے شعبہ جات کی صورت حال ہے۔ لہٰذا تکفیری مسئلہ میں اس چیز کو خصوصی مدنظر رکھا جائے گا کہ وہ جس قسم کی معاصی کا مرتکب ہو رہا ہے کیا اس کے مرتکب کو ہم کافر کہہ بھی سکتے ہیں یا نہیں۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أن الناس قد يكون فيهم من معه شعبة من شعب الإيمان وشعبة من شعب الكفر أو النفاق ويسمى مسلما كما نص عليه أحمد...... وقد يكون مسلما وفيه كفر دون الكفر الذي ينقل عن الإسلام بالكلية كما قال الصحابة ابن عباس وغيره كفر دون كفر وهذا قول عامة السلف...... كما قال ابن عباس وأصحابه في قوله : ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ [ المائدة :

٤٤ ] قالوا : "كفر لا ينقل عن الملة وكفر دون كفر وفسق دون فسق وظلم دون ظلم." [ مجموع الفتاوىٰ لابن تيمية : ٧/ ٣٥٠-٣٥١ ]

''بلاشبہ لوگوں میں بعض اوقات وہ بھی ہوتے ہیں جن کے پاس ایمان کی شاخوں میں سے کوئی شاخ اور کفر یا نفاق کی شاخوں میں سے کوئی شاخ ہوتی ہے اور اسے مسلم کا نام دیا جاتا ہے، جیسا کہ اس پر امام احمد ﷫ نے نص ذکر کی۔ اور کبھی مسلمان ہوتا ہے اور اس میں اس کفر سے جو اسلام سے مکمل طور پر خارج کر دیتا ہے چھوٹا کفر ہوتا ہے، جیسا کہ عبد اللہ بن عباس وغیرہ صحابہ کرام ﷢ نے کہا کہ کفر دون کفر بھی ہوتا ہے اور یہ عام سلف صالحین کا قول ہے، جیسا کہ ابن عباس ﷠ اور ان کے اصحاب نے اللہ کے اس فرمان : ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ الْكٰفِرُوْنَ﴾ [ المائدة : ٤٤ ] کے بارے میں کہا: یہ ایسا کفر ہے جو ملت اسلام سے خارج نہیں کرتا اور کفر دون کفر، فسق دون فسق اور ظلم دون ظلم ہے۔''

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"وعلى هذا الأصل فبعض الناس يكون معه شعبة من شعب الكفر ومعه ايمان أيضا وعلى هذا ورد عن النبي فى تسمية كثير من الذنوب كفرا مع أن صاحبها قد يكون معه أكثر من مثقال ذرة من إيمان فلا يخلد في النار كقوله : "سباب المسلم فسوق وقتاله كفر" وقوله : "لا ترجعوا بعدي كفارا يضرب بعضكم رقاب بعض" وهذا مستفيض عن النبي فى "الصحيح" من غير وجه فانه أمر فى حجة الوداع أن ينادي به فى الناس فقد سمى من يضرب بعضهم رقاب بعض بلا حق كفارا وسمى هذا الفعل كفرا ومع هذا فقد قال تعالىٰ: ﴿وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا

﴿بَيْنَهُمَا﴾ الى قوله: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ فبين أن هؤلاء لم يخرجوا من الإيمان بالكلية ولكن فيهم ما هو كفر وهي هذه الخصلة كما قال بعض الصحابة كفر دون كفر وكذلك قوله: "من قال لأخيه يا كافر فقد باء بها أحدهما" فقد سماه أخاه حين القول وقد أخبر أن أحدهما باء بها فلو خرج أحدهما عن الإسلام بالكلية لم يكن أخاه بل فيه كفر." [مجموع الفتاوى لابن تيمية: ۷/ ۳۵۵]

''اس اصل کی بنیاد پر بعض لوگوں کے ساتھ کفر کی شاخوں میں سے کوئی شاخ ہوتی ہے اور اسی طرح اس کے ساتھ کچھ ایمان بھی، اور نبی کریم ﷺ سے بہت سارے گناہوں پر کفر کا لفظ وارد ہوا ہے۔ باوجود اس کے اس گناہ گار کے پاس ایمان ایک ذرے سے بھی زیادہ ہوتا ہے وہ ابدی جہنمی اور ناری نہیں ہوتا، جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان: ''مسلم کو گالی دینا فسق اور اس کے ساتھ لڑائی کرنا کفر ہے۔'' اور آپ کا فرمان: ''میرے بعد کافر ہو کر نہ لوٹنا کہ بعض تمھارے بعض کی گردنیں مارنے لگیں۔'' یہ حدیث صحیح البخاری میں کئی اسانید سے مشہور و مستفیض ہے۔ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر حکم دیا تھا کہ لوگوں میں اس کی منادی کرادی جائے۔ جو کسی کی ناحق گردن مارتے ہیں نبی ﷺ نے اس پر کافر کا نام بولا ہے اور اس فعل کو کفر قرار دیا اور اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اگر مومنوں میں سے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو تم ان کے درمیان صلح کروا دو اللہ کے اس فرمان تک ''صرف مومن بھائی بھائی ہیں'' تو کھول کر بیان کر دیا کہ یہ لوگ بالکلیہ ایمان سے خارج نہیں ہوئے اور لیکن ان میں کفر کی ایک خصلت ہے، جیسا کہ بعض صحابہ کرام نے کہا اس سے کفر دون کفر مراد ہے۔ اسی طرح

آپ کا یہ فرمان ''جس نے اپنے بھائی سے کہا: اے کافر! تو یہ ان دونوں میں سے ایک کے ساتھ لوٹ آئے گا۔'' آپ نے بات کہتے وقت اسے بھائی قرار دیا تھا اور یقیناً آپ نے خبر دی کہ ان دونوں میں سے ایک اس کے ساتھ لوٹ آئے گا، اگر ان دونوں میں سے ایک کلی طور پر اسلام سے خارج ہو گیا تو وہ اس کا بھائی نہیں ہے بلکہ اس میں کفر موجود ہے۔''

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''و لما كان الإيمان أصلا له شعب متعددة وكل شعبة منها تسمى إيمانا فالصلاة من الإيمان وكذلك الزكاة والحج والصيام والأعمال الباطنة كالحياء والتوكل والخشية من الله والإنابة إليه حتى تنتهي هذه الشعب إلى إماطة الاذى عن الطريق فإنه شعبة من شعب الإيمان.'' [ كتاب الصلاة وحكم و تاركها، ص: ٤٩، ٥٠ ]

''اور جب ایمان حقیقی ہو تو اس کی کئی شاخیں ہیں اور اس میں سے ہر شاخ کو ایمان کا نام دیا جاتا ہے، تو نماز ایمان میں سے ہے اور اسی طرح زکاۃ، حج اور صیام بھی ایمان میں سے ہیں اور باطنی اعمال جیسے حیا، توکل، خشیت الٰہی، انابت الی اللہ۔ یہاں تک کہ یہ شاخیں راستے سے اذیت و گندگی دور کرنے تک پہنچ جاتی ہیں، اس لیے کہ یہ بھی ایمان کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔

پھر اس کے بعد لکھتے ہیں:

''وهذه الشعب منها ما يزول الإيمان بزوالها كشعبة الشهادة ومنها ما لا يزول بزوالها كترك إماطة الاذى عن الطريق وبينهما شعب متفاوتة تفاوتا عظيما منها ما يلحق بشعبة الشهادة ويكون

إليها أقرب ومنها ما يلحق بشعبة إماطة الاذى ويكون إليها أقرب.“
[ كتاب الصلاة وحكم تاركها، ص : ٥٠ ]

”اور ان شاخوں میں سے بعض وہ ہیں جن کے زائل ہونے سے ایمان زائل ہو جاتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کی شہادت و گواہی کا شعبہ اور بعض شعبے وہ ہیں جن کے زائل ہونے سے ایمان زائل نہیں ہوتا، جیسے راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا، اور ان کے درمیان کئی شعبے ہیں جن کے درمیان بہت زیادہ اختلاف و کمی بیشی ہے۔ ان میں سے بعض شہادت والے شعبے سے مل جاتے ہیں اور اس کے زیادہ قریب ہوتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو راستے سے گندگی ہٹانے والے شعبے سے ملتے ہیں اور اس کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔“

پھر اس میں سے کفر کے شعبے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وكذلك الكفر ذو أصل وشعب فكما أن شعب الإيمان إيمان فشعب الكفر كفر والحياء شعبة من الإيمان وقلة الحياء شعبة من شعب الكفر والصدق شعبة من شعب الإيمان والكذب شعبة من شعب الكفر والصلاة والزكاة والحج والصيام من شعب الإيمان وتركها من شعب الكفر والحكم بما أنزل الله من شعب الإيمان والحكم بغير ما انزل الله من شعب الكفر والمعاصي كلها من شعب الكفر كما ان الطاعات كلها من شعب الإيمان.“
[ كتاب الصلاة وحكم تاركها، ص : ٥٠ ]

”اور اسی طرح کفر کی بھی کئی بنیادیں اور شاخیں ہیں جیسے ایمان کے شعبے ایمان ہیں، کفر کے شعبے بھی کفر ہیں۔ حیا ایمان کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے اور قلت حیا کفر کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے اور سچائی ایمان کے شعبوں میں

سے ایک شعبہ ہے اور جھوٹ کفر کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے اور نماز، زکاۃ، حج اور صیام ایمان کے شعبوں میں سے ہیں اور ان کا ترک کرنا کفر کے شعبوں میں سے ہے اور ما انزل اللہ کے مطابق فیصلہ کرنا ایمان کے شعبوں میں سے ہے اور غیر ما انزل اللہ سے فیصلہ کرنا کفر کے شعبوں میں سے ہے اور تمام معاصی و نافرمانیاں کفر کے شعبوں میں سے، جیسے تمام طاعتیں ایمان کے شعبوں میں سے ہیں۔''

اور فرماتے ہیں:

"وشعب الإيمان قسمان قولية وفعلية وكذلك شعب الكفر نوعان قولية وفعلية ومن شعب الإيمان القولية شعبة يوجب زوالها زوال الإيمان فكذلك من شعبة الفعلية ما يوجب زوالها زوال الإيمان وكذلك شعب الكفر القولية والفعلية فكما يكفر بالاتيان بكلمة الكفر اختيارا وهي شعبة من شعب الكفر فكذلك يكفر بفعل شعبة من شعبه كالسجود للصنم والاستهانة بالمصحف فهذا أصل." [ كتاب الصلاة وحكم تاركها، ص : ٥٠ ]

''اور ایمان کے شعبے دو قسموں پر ہیں: قولی اور فعلی۔ اسی طرح کفر کے شعبوں کی بھی دو قسمیں ہیں: قولی اور فعلی۔ اور ایمان کے قولی شعبوں میں سے ایک شعبہ ایسا ہے جس کے زائل ہونے سے ایمان زائل ہو جاتا ہے ایسے ہی فعلی شعبوں میں سے وہ شعبے بھی ہیں جن کے زائل ہونے سے ایمان زائل ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح کفر کے قولی اور فعلی شعبے ہیں جیسے اختیاری طور پر کلمۂ کفر کہنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے اور یہ کفر کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے، اسی طرح اس کے فعلی شعبوں میں سے کسی شعبے کو اپنانے سے بھی کافر ہو جاتا ہے، جیسے بت کو سجدہ کرنا، قرآن حکیم کی اہانت کرنا تو یہ اصل ہے۔''

علامہ جمال الدین قاسمی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں، قاضی ابوبکر ابن العربی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”إن الطاعات كما سمي إيمانا كذلك المعاصي تسمى كفرا لكن حيث يطلق عليها الكفر لا يراد عليه الكفر المخرج عن الملة.“

[ تفسير القاسمي المسمى محاسن التأويل : ١٦١/٣، ط۔ دار الكتب العلمية ]

”جیسے طاعات کو ایمان کا نام دیا جاتا ہے اسی طرح معاصی کو کفر کا نام دیا جاتا ہے، لیکن جہاں معاصی و نافرمانیوں پر کفر کا اطلاق کیا جاتا ہے اس سے ایسا کفر مراد نہیں لیا جاتا جو ملتِ اسلامیہ سے خارج کرنے والا ہو“

اسی طرح قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والے کو کافر، فاسق اور ظالم قرار دیا گیا، اسی طرح احادیث وسنن میں بے شمار معاصی اور نافرمانیوں پر کفر کا اطلاق کیا گیا ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ »

[ بخاری، کتاب الایمان، باب خوف المومن...... : ٤٨۔ مسلم : ٦٤ ]

”مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس کے ساتھ لڑنا کفر ہے۔“

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ كُفْرٌ »

[ بخاری، کتاب الفرائض، باب من ادعى إلى غير أبيه : ٦٧٦٨۔مسلم : ٦٢ ]

”اپنے باپ دادا سے بے رغبتی نہ کرو جس نے اپنے باپ سے بے رغبتی کی تو یہ کفر ہے۔“

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ » [ بخاري،

كتاب الأدب، باب ما جاء في قول الرجل ويلك : ٦١٦٦۔ مسلم : ٦٦ ]
"میرے بعد کافر نہ ہو جانا بعض تمھارا بعض کی گردنیں مارنے لگ جائے۔"
ان احادیث صحیحہ میں نبی کریم ﷺ نے کئی معاصی اور نافرمانیوں پر کفر کا اطلاق کیا ہے، اس لیے کہ یہ کفر کے شعبے ہیں، جبکہ اس کے مقابلے میں کئی طاعات پر ایمان کا اطلاق کیا گیا ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
« اَلْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ » [ بخاري، كتاب الايمان، باب الحياء من الايمان : ٢٤۔ مسلم : ٣٦ ]
"حیا ایمان میں سے ہے۔"

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:
« إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيمَانِ »
"یقیناً سادگی ایمان میں سے ہے۔"
[ أبوداوٗد، كتاب الترجل، باب النهي عن كثير...... : ٤١٦١۔ ابن ماجه : ٤١١٨۔ مسند أحمد : ٢٤٠٠٩،٥٨/٠۔ المستدرك للحاكم : ١/ ٩۔ شعب الايمان للبيهقي : ٨١٣٦۔ مسند الشهاب للقضاعي : ١٥٧۔ كتاب الأداب للبيهقي : ٢٤٠۔ الكنى لأبي احمد الحاكم : ١٣/٢۔ تهذيب الكمال للمزي : ٥١/٣٣، في ترجمة أبي امامة ]

اسی طرح ایمان کے شعبوں کے متعلق یہ حدیث بھی مشہور ومعروف ہے:
« اَلْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ أَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْعَظْمِ عَنِ الطَّرِيقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ » [ أبوداوٗد : ٤٦٧٦۔ مسلم : ٥٨/٣٥۔ ابن ماجه : ٥٧۔ ترمذي : ٢٨٠١۔ بخاري : ٩۔ مسند أحمد : ٨٩٢٦، ٩٣٦١۔ صحيح ابن حبان : ١٦٦ ]
"ایمان کے ساٹھ سے زیادہ شعبے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ افضل لا الٰہ الا اللہ کہنا اور سب سے کم تر راستے سے ہڈی کو ہٹانا اور حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے۔"

یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ایمان کے بے شمار شعبے ہیں اور ان کے بالمقابل کفر کے بھی بے شمار شعبے اور شاخیں ہیں اور یہ سب ایک درجے پر نہیں ہیں۔

لہٰذا کسی شخص پر کفر کا حکم لگانے سے قبل اچھی طرح دیکھ لینا چاہیے کہ وہ کفر کس درجے کا ہے، اسلام سے خارج کرنے والا کفر ہے یا نہیں۔ تمام شرائط وضوابط اور موانع پرکھنے کے بعد مفتی کسی کے خارج از اسلام ہونے کا فیصلہ کرتا ہے۔

## خلاصۂ قول:

① ایمان کی شاخوں کی طرح کفر کی بھی کئی شاخیں (درجات) ہیں۔

② ایمان کے بعض شعبے ایسے ہیں کہ جن کے زائل ہونے سے مکمل ایمان ختم ہو جاتا ہے اور بعض کے زائل ہونے سے صرف کمال ایمان رخصت ہوتا ہے۔

③ جیسے ایمان کے کمال (پورا ہونے) کے لیے تمام شعبہ جات کو حاصل کرنا لازم ہے اسی طرح کفر کے لیے اس کی تمام شرائط اور موانع کا غیر موجود ہونا لازم ہے۔

## ضابطہ ⑪:

ہر کفر کا مرتکب کافر نہیں ہوتا:

جیسے کوئی بندہ ایمان کے کسی شعبے کو قائم کرنے سے مومن یا مسلمان نہیں بن جاتا اسی طرح کوئی مومن کفر کے کسی شعبہ کا مرتکب ہونے کے بعد کافر نہیں بن جاتا۔

یہ ایک زریں اصول ہے کہ کوئی انسان کسی علم کے بعض اجزا پر عبور حاصل کرنے کے بعد اس موضوع کا عالم نہیں بن جاتا اور نہ ہی کوئی انسان طب کی کچھ باتیں سیکھ لینے سے ڈاکٹر بن جاتا ہے۔

ان مثالوں سے یہ بات واضح ہوئی کہ جب تک کوئی انسان ایمان کے تمام تقاضے پورے نہیں کرتا ہم اس کو دائرہ اسلام میں داخل نہیں سمجھتے، تو اسی طرح جب تک کفر کی تمام

شرائط اور ضوابط کسی مرتکب پر منطبق نہ ہوں تو ہم اس پر بھی تکفیر کا حکم نہیں لگا سکتے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وهنا أصل آخر وهو أنه لا يلزم من قيام شعبة من شعب الإيمان بالعبد أن يسمى مؤمنا وإن كان ما قام به إيمانا ولا من قيام شعبة من شعب الكفر به أن يسمى كافرا وإن كان ما قام به كفرا كما أنه لا يلزم من قيام جزء من اجزاء العلم به أن يسمى عالما ولا من معرفة بعض مسائل الفقه والطب أن يسمى فقهيا ولا طبيبا ولا يمنع ذلك ان تسمي شعبة الإيمان إيمانا وشعبة النفاق نفاقا وشعبة الكفر كفرا وقد يطلق عليه الفعل كقوله فمن تركها فقد كفر.“ [كتاب الصلاة وحكم تاركها، ص : ٥٨، ٥٩]

”یہاں ایک اور اصل ہے، وہ یہ ہے کہ ایمان کے شعبوں میں سے کسی ایک شعبہ کے قیام سے بندے کا مومن ہونا لازم نہیں آتا، اگرچہ وہ جس شعبہ کے ساتھ قائم ہے وہ ایمان ہو۔ اور نہ ہی کفر کے شعبوں میں کسی شعبے کے قیام سے بندے کا کافر ہونا لازم آتا ہے، اگرچہ جس شعبے کے ساتھ وہ قائم ہے وہ کفر ہو۔ جیسا کہ علم کے اجزا میں سے کسی جزو کے قیام سے عالم ہونا لازم نہیں آتا اور نہ ہی بعض فقہی اور طبی مسائل کی معرفت سے بندے کو فقیہ اور طبیب کہا جاتا ہے۔ اور نہ ہی یہ اصول ہمیں ایمان کے شعبے کو ایمان، نفاق کے شعبے کو نفاق اور کفر کے شعبے کو کفر کہنے سے روکتا ہے، حالانکہ اس پر فعل کا اطلاق ہوتا ہے، جیسا کہ آپ کا فرمان ہے: ”جس نے نماز کو ترک کیا یقیناً اس نے کفر کیا“ اور ”جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی تو یقیناً اس نے کفر کیا“ اور آپ کا فرمان ”جو کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کے قول کی تصدیق کی تو یقیناً اس نے کفر کیا۔“

### خلاصۂ قول:

کسی ایک شعبہ کے اختیار کرنے سے انسان مومن نہیں بنتا، اسی طرح کسی ایک کفریہ شعبہ کے ارتکاب سے انسان کافر نہیں ہو جاتا۔

### ضابطہ ⑫:

بعض اوقات کسی بندہ میں کفر اور ایمان جمع ہو جاتے ہیں، بعض اوقات شرک اور توحید جمع ہو جاتے ہیں اور اسی طرح تقویٰ اور فجور وفسوق، نفاق اور ایمان بھی اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

یہ وہ عظیم ترین اصول ہے جس میں خوارج، معتزلہ اور قدریہ وغیرہ نے اہل السنۃ والجماعۃ کی مخالفت کی ہے، کیونکہ اس کی بنیاد پر اہل کبائر کا جہنم سے نکلنا اور عدم خلود کا انحصار ہے اور اس پر قرآن وسنت کے واضح دلائل ہیں۔

اس اصول کی بنیاد آیت قرآنی ہے:

﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُونَ﴾ [ يوسف : ١٠٦ ]

''اور ان میں سے اکثر لوگ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے مگر اس حال میں کہ وہ شریک بنانے والے ہوتے ہیں۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کے بارے میں بتایا، باوجود اس کے کہ وہ شرک کے مرتکب ہوئے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

" من إيمانهم إذا قيل لهم : من خلق السماء ومن خلق الأرض ومن الجبال؟ قالوا : الله، وهم مشركون. "

''ان کے ایمان میں سے ہے کہ جب انھیں کہا جائے آسمان کس نے پیدا کیا؟ اور زمین کس نے پیدا کی؟ اور پہاڑ کس نے پیدا کیے؟ کہیں گے اللہ نے، حالانکہ وہ شرک کرنے والے ہیں۔''

[ تفسير ابن أبي حاتم : ٢٢٠٧/٧، ١٢٠٣٤ـ تفسير الطبري : ٣٧٢/١٣، ٣٧٣ـ بتحقيق دكتور عبد الله عبد المحسن التركي، تفسير الدرر المنثور : ٤٠/٤، ط قديم : ٣٤٨/٨ـ بتحقيق دكتور عبد الله عبد المحسن التركي۔ اسے امام سیوطی نے ابوالشیخ کی طرف بھی منسوب کیا ہے ]

ابن ابی حاتم وغیرہ میں اس روایت کے یہ الفاظ بھی ہیں: " فذالك إيمانهم وهم يعبدون غيره" "یہ ان کا ایمان ہے حالانکہ وہ اس کے سوا کی عبادت کرتے ہیں۔"

سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں کہتے ہیں:

" تسألهم: مَن خلقهم؟ ومن خلق السماوات والأرض؟ فيقولون: الله، فذلك إيمانهم بالله، وهم يعبدون غيره." [ تفسير الطبري : ٣٧٣/١٣ ]

"تم ان سے سوال کرو کہ انھیں کس نے پیدا کیا اور آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو وہ کہیں گے اللہ نے۔ یہ ان کا اللہ پر ایمان ہے حالانکہ وہ اللہ کے سوا کی عبادت بھی کرتے ہیں۔"

قتادہ بن دعامہ السدوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"في إيمانهم هذا، إنك لست تلقى أحدًا منهم إلا أنبأك أن الله ربه، وهو الذى خلقه ورزقه، وهو مشرك في عبادته."

[ تفسير الطبرى : ٣٧٥/١٣ ]

"ان کے ایمان میں یہ ہے۔ یقیناً تو ان میں سے کسی ایک سے بھی ملاقات نہیں کرے گا مگر وہ تجھے خبر دے گا کہ اللہ اس کا رب ہے اور اسی نے اسے پیدا کیا اور رزق دیا ہے حالانکہ وہ اس کی عبادت میں شرک کرنے والا ہے۔"

عبداللہ بن وہب فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن یزید کو فرماتے ہوئے سنا، انھوں نے اس آیت کے بارے میں کہا:

"ليس أحدٌ يعبد مع الله غيره إلا وهو مؤمن بالله، ويعرف أن الله ربه،

وأن الله خالقه ورازقه، وهو يشرك به. ألا ترى كيف قال إبراهيم: ﴿قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ۝ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْۤ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [ الشعراء : ٧٥ تا ٧٧ ] قد عرف أنهم يعبدون رب العالمين مع ما يعبدون قال : فليس أحد يشرك به إلا وهو مؤمن به. ألا ترى كيف كانت العرب تلبّي تقول : ”لبيك اللهم لبيك، لبيك لا شريك لك، إلا شريك هو لك، تملكه وما ملك؟“ المشركون كانوا يقولون هذا.“ [ تفسير الطبري : ١٣/٣٧٦، تفسير ابن أبي حاتم : ٧/٢٢٠٨ (١٢٠٣٨) ]

”نہیں ہے کوئی بھی شخص جو اللہ کے ساتھ غیر کی عبادت کرتا ہے مگر وہ اللہ پر ایمان لانے والا ہے اور پہچانتا ہے کہ اللہ اس کا رب، خالق اور رازق ہے، حالانکہ وہ اس کے ساتھ شرک بھی کرتا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کیسے ابراہیم علیہ السلام نے کہا: ”کیا تم نے دیکھا کہ جن کی تم عبادت کرتے رہے تم اور تمھارے پہلے باپ دادا سو بلاشبہ وہ میرے دشمن ہیں سوائے رب العالمین کے“ یقیناً انھوں نے پہچانا کہ وہ رب العالمین کی عبادت کرتے ہیں باوجود اس کے کہ وہ اس کے علاوہ کی بھی عبادت کرتے ہیں۔ فرمایا: نہیں ہے کوئی بھی شخص جو اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے مگر وہ اس پر ایمان بھی لاتا ہے، کیا تم نہیں دیکھتے عرب تلبیہ کہتے ہوئے بولتے ہیں، اے ہمارے اللہ! ہم بار بار حاضر ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں مگر وہ شریک جس کا تو مالک ہے اور وہ مالک نہیں ہے۔“

مشرکین کا یہ تلبیہ مسلم (۱۱۸۵) میں موجود ہے، تفصیل کے لیے راقم کی کتاب ”کلمہ گو مشرک“ ملاحظہ کریں۔

امام ابن کثیر نے مجاہد، عطاء، عکرمہ، شعبی، قتادہ، ضحاک اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم رحمہم اللہ کا یہی قول اس آیت کی تفسیر کے بارے میں نقل کیا ہے۔

[ تفسير ابن كثير : ٣/٦٠٩ بتحقيق عبد الرزاق المهدي ]

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ ایک مریض کے پاس آئے تو اس کے بازو میں دھاگا دیکھا تو اسے کاٹ دیا اور پھر فرمایا:

﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ﴾ [ يوسف : ١٠٦ ]

[ تفسير ابن أبي حاتم : ٧/٢٢٠٨، ١٢٠٤٠ـ تفسير ابن كثير : ٣/٦١٠، بتحقيق عبد الرزاق المهدي ]

اس مقام پر ابن کثیر میں مزید کئی ایک احادیث بھی درج کی گئی ہیں، جن سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ایمان و کفر اور توحید و شرک ایک شخص میں جمع ہو سکتے ہیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، عبداللہ بن مسعود جب کسی ضرورت کے لیے گھر آتے تو دروازے پر پہنچ کر کھانستے تھے، اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ اچانک وہ کہیں اس کام پر نہ آ جائیں جو انھیں پسند نہیں ہوتا۔ کہتی ہیں کہ ایک دن ابن مسعود رضی اللہ عنہ آئے اور کھانسے جبکہ اس وقت میرے پاس ایک بڑھیا تھی جو مجھے بخار کا دم کر رہی تھی، میں نے اسے چارپائی کے نیچے کر دیا، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آئے اور میری ایک جانب بیٹھ گئے، تو انھوں نے میری گردن میں ایک دھاگا دیکھا اور کہا یہ دھاگا کیا ہے؟ میں نے کہا: یہ دھاگا میرے لیے دم کیا گیا ہے۔ تو انھوں نے اسے پکڑا اور کاٹ دیا، پھر فرمایا:

"إن آل عبد الله لأغنياء عن الشرك."

"بلاشبہ عبداللہ کے گھر والے شرک سے بے نیاز ہیں۔"

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے:

« إِنَّ الرُّقَى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ »

"بے شک دم جھاڑ، گنڈے منکے، اور شوہر کی محبت حاصل کرنے کے جادو شرک ہیں۔"

میں نے ان سے کہا: آپ یہ کیوں کہہ رہے ہیں، میری آنکھ میں تکلیف ہوتی تھی تو میں فلاں یہودی کے پاس جاتی تھی، وہ دم جھاڑ کرتا تھا تو میری آنکھ سکون میں آ جاتی تھی۔ فرمایا:

"إِنَّمَا ذَالِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ."
"یہ شیطانی عمل میں سے ہے۔"

وہ اس آنکھ میں اپنا ہاتھ مارتا تھا جب وہ دم جھاڑ کرتا تھا تو شیطان رک جاتا تھا، تجھے تو اتنا ہی کافی ہے کہ تو اس طرح کہے، جیسے رسول اللہ ﷺ نے کہا:

« أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا » [تفسير ابن كثير: ٣/ ٦١٠، مسند أحمد: ٣٦١٥، ٦/ ١١٠۔ أبوداؤد: ٣٨٨٣۔ مسند أبي يعلى: ٥٢٠٨۔ شرح السنة: ٣٢٤٠، ١٢/ ١٥٦۔١٥٧۔ المستدرك للحاكم: ٤/ ٤١٧۔٤١٨ و ٢/ ٢١٧۔ اس حدیث کو امام حاکم اور ذہبی دونوں نے صحیح کہا ہے، لیکن اس میں اعمش کا عنعنہ ہے۔]

"دکھ دور کر دے اے لوگوں کے رب شفا عطا کر تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں ہے، ایسی شفا عطا کر جو کوئی بھی دکھ باقی نہ رہنے دے۔"

فضیلۃ الشیخ ابو عمار عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ اس حدیث کے فوائد و مسائل میں ایک فائدہ یہ ضبط تحریر میں لائے ہیں:

"التمائم جمع تميمة وهي خرزات كانت العرب تعلقها على أولادهم يتقون بها العين في زعمهم." [النهاية لابن اثير]

"یعنی وہ منکے جو عرب لوگ اپنے بچوں کو نظر بد سے بچانے کے لیے پہناتے تھے تمیمہ اور تمائم کہلاتے ہیں۔"

اس معنی میں وہ کوڑیاں، منکے، پتھر، لوہا، چھلے، انگوٹھیاں، لکڑی اور دھاگے وغیرہ سب چیزیں شامل ہیں جو جاہل لوگ بغرض علاج پہنتے، پہناتے ہیں، اس میں وہ تعویذ بھی آتے ہیں جو کفریہ، شرکیہ اور غیر شرعی تحریروں پر مشتمل ہوتے ہوں، لیکن ایسے تعویذ جو آیات قرآنیہ اور مسنون دعاؤں پر مشتمل ہوں، انھیں "تمیمہ" کہنا قرآن و سنت کی ہتک ہے۔ اس پاکیزہ کلام کو یہ برا نام دینا ناروا غلو ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ قرآن کریم یا دعائیں لکھ کر لٹکانا

رسول اللہ ﷺ سے کسی طرح ثابت نہیں حالانکہ اس دور میں کاغذ، قلم، سیاہی اور کاتب سبھی مہیا تھے اور مریض بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آتے تھے مگر آپ نے کبھی کسی کو یہ طریقہ علاج ارشاد نہیں فرمایا، آپ نے انھیں دم کیا یا مختلف اذکار بتائے یا کوئی مادی علاج تجویز فرما دیا۔ آیات یا دعاؤں کو بطور تعویذ لٹکانا بعد کی بات اور اختلافی مسئلہ ہے [ الطب النبوي از قیم الجوزی ] علمائے سنت کا ایک گروہ اس کا قائل و فاعل رہا ہے اور دوسرا انکاری۔ علمائے راسخین کی اور ہماری ترجیح یہی ہے کہ اس سے احتراز کیا جائے، مگر کلام اللہ یا مسنون دعاؤں کو تمیمہ جیسا برا نام دینا بہت بڑا ظلم ہے۔ [ أبوداؤد ترجمه و فوائد فضيلة الشيخ ابو عمار عمر فاروق سعيدی حفظه الله : ٤/٤٧، ط۔ دار السلام ]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بات سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ شرکیہ و کفریہ طریقوں سے لوگوں کو جو فائدہ ہوتا ہے وہ درحقیقت شیطانی اثر ہوتا ہے۔ [ أیضاً : ٤/٤٧ ]

معلوم ہوا بسا اوقات ایک شخص میں توحید اور شرک، ایمان اور کفر بھی جمع ہو سکتے ہیں، جیسے زینب جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، ان کے گلے میں انھوں نے دھاگا دیکھ کر اسے شیطانی عمل اور شرک قرار دیا، حالانکہ وہ ایک مومنہ عورت تھیں۔ لہٰذا ہمیں کسی شخص کو کفر و شرک کرتے دیکھ کر اسے مشرک ہونے کا فی الفور فتویٰ جاری نہیں کرنا چاہیے، ہاں اس فعل یا قول کو کفر و شرک ضرور کہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ کو کافرہ مشرکہ قرار نہیں دیا بلکہ ان کے فعل کو شرک کہا۔

علامہ ابوالحسن محمد بن عبدالہادی السندی اس حدیث پر لکھتے ہیں:

"شرك" أي من أفعال المشركين أو لأنه قد يفضي إلى الشرك إذا اعتقد أن له تاثيرا حقيقة وقيل: المراد : الشرك الخفي بترك التوكل والاعتماد على الله سبحانه وتعالى." [ حاشية السندى على مسند الإمام أحمد ابن حنبل : ١/٦٠٥ ط۔ دار الماثور للنشر والتوزيع بالرياض حاشية السندى على ابن ماجه۔ على النسائي ]

''یعنی (دم جھاڑ، منکے، محبت کے تعویذ) یہ مشرکین کے افعال میں سے ہیں یا یہ شرک کی طرف لے جاتے ہیں جب ان کی حقیقی تاثیر کا عقیدہ بنا لیا جائے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد شرک خفی ہے جو اللہ پر توکل اور اعتماد کو ترک کرنے کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے۔''

لہٰذا معلوم ہوا کئی لوگ اللہ پر ایمان لانے کے باوجود کفریہ اور شرکیہ افعال سرانجام دے جاتے ہیں۔

اور ایک جگہ فرمایا:

﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَ اِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ [ الحجرات : ١٤ ]

''بدویوں نے کہا ہم ایمان لے آئے، کہہ دے تم ایمان نہیں لائے اور لیکن یہ کہو کہ ہم مطیع ہو گئے اور ابھی تک ایمان تمھارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو گے تو وہ تمھیں تمھارے اعمال میں کچھ کمی نہیں کرے گا، بے شک اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

امام المفسرین ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ذُكر أن هذه الآية نزلت في أعراب من بني أسد."

[ تفسير الطبري : ٣٨٨/٢١ ]

''یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ آیت بنو اسد کے بدویوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔''

پھر اس پر مجاہد بن جبر رحمہ اللہ کا قول لائے کہ "أعراب بني أسد بن خُزَيمة."

[ تفسير الطبري : ٣٨٨/٢١ ]

''اس سے مراد بنو اسد بن خزیمہ کے بدوی ہیں۔''

یہی بات امام ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی ابن الجوزی رحمہ اللہ نے ''زاد المسیر فی علم التفسیر''

(۱۵۴/۴) میں کہی ہے اور قاضی محمد بن محمد العمادی الحنفی نے "تفسیر ابی السعود" (۱۸۵/۶) میں لکھی ہے۔

اسی طرح قتادہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ آیت بدوؤں کے قبائل میں سے اس قبیلے کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنھوں نے اللہ کے نبی ﷺ کو اپنے اسلام لانے کا احسان جتلایا اور کہا ہم اسلام لائے اور آپ کے ساتھ اس طرح نہیں لڑے جیسے فلاں فلاں قبیلے کے لوگ لڑے۔[ تفسير الطبري : ٣٩١/٢١۔ تفسير الدر المنثور وغيرهما ]

اسی طرح سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں میں مال تقسیم کیا اور ان میں ایک آدمی کو کچھ بھی نہ دیا۔ سعد نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے فلاں فلاں کو دیا ہے اور فلاں کو کچھ نہیں دیا اور وہ مومن ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن یا مسلم یہاں تک کہ سعد رضی اللہ عنہ نے اس بات کو تین مرتبہ دہرایا۔ اور نبی اکرم ﷺ کہتے رہے: اور مسلم پھر فرمایا:

"إِنِّي لَأُعْطِي رِجَالًا، وَأَدَعُ مَنْ هُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُمْ فَلَا أُعْطِيهِ شَيْئًا، مَخَافَةَ أَنْ يُكَبُّوا فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوهِهِمْ." [ تفسير ابن كثير : ٦٦٥/٥۔ بخاري : ٢٧۔ مسلم : ٢٣٧/١٥٠۔ أبوداوٗد : ٤٦٨٣۔ تفسير الطبري : ٣٨٩/٢١۔ سنن النسائي : ٥٠٠٧۔ تفسير عبدالرزاق : ٢٣٤/٢۔ مسند الحميدى : ٦٩/٦٨۔ مسند أبي يعلٰى : ٧٧٨/٧١٤۔ صحيح ابن حبان : ١٦٣۔ حلية الاولياء ١٩١/٦۔ مسند عبد بن حميد : ١٤٠۔ مسند البزار : ١٠٨٧۔ تعظيم قدر الصلاة للمروزى : ٥٦٠۔ كتاب الايمان لابن منده : ١٦٢/١٦١۔ شرح اصول اعتقاد اهل السنة والجماعة : ١٤٩٤، ١٤٩٥۔ تهذيب الاثار للطبرى مسند ابن عباس ص : ٦٨٠۔ مسند الشاشي : ٨٩۔ مسند الأم احمد : ١٠٧/٣، ح : ١٥٢٢ ]

"بلا شبہ میں مردوں کو دیتا ہوں اور ان میں سے جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہوتا ہے اسے چھوڑ دیتا ہوں، اسے کچھ نہیں دیتا اس خوف کی وجہ سے کہ وہ آگ میں چہروں کے بل ڈال دیے جائیں۔"

امام ابن کثیر رحمہ اللہ یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"ودل ذلك على أن ذاك الرجل كان مسلما ليس منافقًا؛ لأنه تركه من العطاء و وكله إلى ما هو فيه من الإسلام، فدل هذا على أن هؤلاء الأعراب المذكورين في هذه الآية ليسوا بمنافقين، و إنما هم مسلمون لم يستحكم الإيمان في قلوبهم، فادعوا لأنفسهم مقاما اعلى مما وصلوا إليه، فأدبوا في ذلك. وهذا معنى قول ابن عباس و إبراهيم النخعي، وقتادة، واختاره ابن جرير."

[ تفسير ابن كثير : ٥/ ٦٦٦ ]

''اس حدیث نے اس بات پر دلالت کی ہے کہ وہ آدمی مسلمان تھا منافق نہ تھا، اس لیے کہ نبی ﷺ نے اس کے لیے عطیہ ترک کر دیا اور اس کو اسلام کی طرف سپرد کر دیا جو اس میں تھا، پس یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ آیت میں مذکور بدوی ہرگز منافقین نہ تھے، وہ محض مسلمان تھے، ان کے دلوں میں ایمان مستحکم نہیں ہوا تھا، انھوں نے اپنے لیے اس مقام سے اعلیٰ کا دعویٰ کر دیا جس تک وہ پہنچے تھے انھیں اس میں ادب سکھایا گیا اور یہی مفہوم عبد اللہ بن عباس، ابراہیم النخعی اور قتادہ کے اقوال کا ہے اور امام ابن جریر طبری نے بھی اسے ہی اختیار کیا ہے۔''

لہٰذا ان اعراب کے بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ یہ لوگ منافقین نہ تھے بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے باوجود ایمان والے نہ تھے کہ ان کے پاس ایمان کا ایک جز تھا، جس نے ان کو عالم کفر سے نکال کر دائرۂ اسلام میں داخل کروایا تھا۔

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"إن الإسلام الكلمة والايمان العمل." [ تفسير الطبري : ٢١/ ٣٨٩ ]

''بلا شبہ اسلام کلمہ ہے اور ایمان عمل ہے۔''

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فقيل لهم: قولوا أسلمنا، لأن الإسلام قول، والإيمان قول وعمل." [ تفسير الطبري : ٢١/ ٣٨٩ ]

''ان بدویوں سے کہا گیا کہ تم کہو ہم اسلام لائے، اس لیے کہ اسلام قول کا نام ہے اور ایمان قول وعمل کا نام ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ بسا اوقات اسلام کے ایک جز کو اختیار کرنے سے بندہ دائرۂ اسلام میں آجاتا ہے اور وہ جز شہادتین کا اقرار ہے اور باقی شعبوں پر عمل نہ کرنے سے اس کے اسلام میں نقص واقع ہو جاتا ہے اور بسا اوقات بندے میں اسلام کا ایک جز ہوتا ہے، باقی اجزا کفر کے بھی ہوتے ہیں تو کفر و اسلام ایک آدمی میں جمع ہو سکتے ہیں اور یہ فیصلہ بعد میں کیا جاسکتا ہے کہ وہ مسلم ہے یا کافر اور غور کیا جائے گا کہ یہ کفر کی انواع میں سے کونسا کفر ہے۔ کفر اکبر ہے یا اصغر۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"فقد يجتمع في الإنسان إيمان ونفاق. وبعض شعب الإيمان وشعبة من شعب الكفر : كما في الصحيحين عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال : « أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا أُؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ » وفي الصحيح عنه صلى الله عليه وسلم أنه قال : « مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ، وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِغَزْوٍ، مَاتَ عَلَى شُعْبَةِ نِفَاقٍ »

[ مجموع الفتاوى لابن تيمية : ٧/ ٥٢٠ ]

''کبھی ایک انسان میں ایمان اور نفاق جمع ہو جاتے ہیں اور کچھ ایمان کے شعبے

اور کفر کے شعبوں میں سے کوئی شعبہ، جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نبی ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چار خصلتیں جس میں پائی جائیں وہ پکا منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت پائی گئی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے۔ جب بات کرے جھوٹ بولے، اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، اور جب عہد کرے تو غدر کرے اور جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ کرے۔'' اور صحیح مسلم میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس حال میں مر گیا کہ اس نے نہ جہاد کیا اور نہ ہی اپنے نفس سے جہاد کی بات بیان کی تو وہ نفاق کے ایک شعبے پر مرا۔''

رسول اللہ ﷺ کی مذکورہ بالا احادیث سے واضح ہوا کہ مسلمان میں ایمان اور نفاق جمع ہو سکتے ہیں۔ شیخ الاسلام نے مجموع الفتاویٰ میں مذکورہ مقام کے بعد کتاب و سنت کی کئی ایک نصوص ذکر کی ہیں جو کہ لائق مطالعہ ہیں۔

پھر اس بحث کے آخر میں رقمطراز ہیں:

"ونظائر هذا موجودة في الأحاديث. وقال ابن عباس وغير واحد من السلف في قوله تعالى: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ ﴿فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ و ﴿الظّٰلِمُوْنَ﴾ كفر دون كفر، و فسق دون فسق وظلم دون ظلم."

''احادیث میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور بہت سارے سلف صالحین نے اللہ کے اس فرمان کے متعلق کہا ''اور جس نے اللہ کے نازل کردہ دین کے ساتھ فیصلہ نہ کیا وہ کافر ہیں''، ''وہ فاسق ہیں'' اور ''ظالم ہیں'' یہ کفر دون کفر، فسق دون فسق اور ظلم دون ظلم ہے۔''

معلوم ہوا کہ ایک آدمی میں ایمان کے ساتھ کفر، فسق اور ظلم جمع ہو سکتے ہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

”لم يكن المتهمون بالنفاق نوعا واحدًا بل فيهم المنافق المحض، وفيهم من فيه إيمان ونفاق؛ وفيهم من إيمانه غالب وفيه شعبة من النفاق. وكان كثير ذنوبهم بحسب ظهور الإيمان، ولما قوى الإيمان وظهر الإيمان وقوته عام تبوك، صاروا يعاتبون من النفاق على ما لم يكونوا يعاتبون عليه قبل ذلك.“ [ مجموع الفتاویٰ لابن تيمية : ٧/ ٥٢٣ ]

”نفاق سے متہم لوگ ایک ہی نوع کے نہیں تھے، بلکہ ان میں محض منافق بھی تھے اور ایسے بھی تھے جن میں ایمان اور نفاق تھا اور وہ بھی تھے جن کا ایمان غالب تھا اور ان میں نفاق کا ایک شعبہ بھی تھا اور ان کے گناہوں کی کثرت ایمان کے ظہور کے حساب سے تھی اور جب ایمان مضبوط ہو گیا اور ایمان اور اس کی قوت تبوک والے سال ظاہر ہو گئی تو ان کی نفاق پر وہ سرزنش کی جاتی تھی جو اس سے پہلے نہیں کی جاتی تھی۔“

معتزلہ اور خوارج کی گمراہی کی اصل وجہ بھی یہی تھی بقول ان لوگوں کے ایمان ایک چیز کا نام ہے، اس میں کوئی بھی چیز زائل ہو جائے ایمان مکمل زائل ہو جائے گا۔ اس لیے انھوں نے کبیرہ گناہوں کے مرتکب کے بارے میں فیصلہ دیا کہ اس میں ایمان بالکل ہی ختم ہو گیا ہے، اس لیے اس کو جہنم میں ہمیشگی کا مستحق ٹھہراتے ہیں۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ »

[ ترمذي، كتاب صفة جهنم، باب منه قصة اخر أهل النار خروجا...... : ٢٧٨١ـ بخاري : ٢٢ـ مسلم : ١٨٣ـ١٨٤ـ سنن أبن ماجه : ٦٠ـ صحيح ابن حبان : ٧٣٧٧ـ مسند أحمد : ١١١٢٧ ]

''اس شخص کو بھی آخر کار جہنم سے نکال لیا جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا۔''

ثابت ہوا کہ بعض ایمانی شعبہ جات کے زوال سے ایمان زائل نہیں ہوگا، بلکہ وہ اللہ کی مشیت کے تحت ہوگا کہ چاہے معاف کر دے یا سزا دے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾

[ النساء : ١١٦ ]

''بے شک اللہ اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اس کا شریک بنایا جائے اور بخش دے گا جو اس کے علاوہ ہے، جسے چاہے گا۔''

## خلاصہ قول:

① یہ عقیدہ کا بنیادی حصہ ہے کہ ایمان بڑھتا اور کم ہوتا ہے یعنی بندہ جس قدر ایمان کے شعبہ جات اور تقاضوں کی تکمیل کرتا ہے ایمان میں اس قدر اضافہ ہوتا ہے، اسی طرح ایمان کے شعبہ جات کو چھوڑنے سے ایمان میں کمی واقع ہوتی ہے، بعینہ کفر کے ساتھ صورت حال ہوتی ہے۔

② اللہ تعالیٰ کی رحمت واسع ہے اور توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔

## ضابطہ ⑬:

صرف اس کی تکفیر کی جائے گی جس کی تکفیر پر اہل السنۃ والجماعۃ اتفاق کرلیں یا اس کے کفر پر کوئی ایسی دلیل اور حجت قائم ہو جائے جس کا کوئی معارض نہ ہو۔

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ومن جهة النظر الصحيح الذى لا مدفع له أن كل من ثبت له عقد الإسلام فى وقت بإجماع من المسلمين ثم أذنب ذنبا أو تأول تأويلا فاختلفوا بعد فى خروجه من الإسلام لم يكن لاختلافهم

بعد إجماعهم معنى يوجب حجة ولا يخرج من الإسلام المتفق عليه إلا باتفاق آخر أو سنة ثابتة لا معارض لها."

[ التمهيد لابن عبد البر : ۱۷/ ۲۱۔ فتح المالك بتبويب التمهيد لابن عبد البر على مؤطا لامام مالك : ۱۰/ ۴۲۸، ط۔ دار الكتب العلمية ]

''صحیح نظر کی رو سے جس کا کوئی مقابل نہیں ہے ہر وہ شخص جس کا عقد اسلام کسی بھی وقت میں مسلمانوں کے اجماع کے ساتھ ثابت ہے پھر وہ کوئی گناہ کر لیتا ہے یا کوئی تاویل کرتا ہے اس کے بعد انھوں نے اس کے اسلام سے خارج ہونے میں اختلاف کیا۔ اس اجماع کے بعد ان کے اختلاف کا کوئی معنی نہیں جو (اجماع) حجت واجب کرتا ہو، جس کے اسلام پر اتفاق ہے وہ اسلام سے خارج نہیں ہو گا مگر ایک دوسرے اتفاق کے ساتھ، یا ایسی سنت ثابتہ کے ساتھ جس کا کوئی معارض نہیں۔''

اس کے بعد فرماتے ہیں:

"وقد اتفق أهل السنة والجماعة وهم أهل الفقه والأثر على أن أحدا لا يخرجه ذنبه وإن عظم من الإسلام وخالفهم أهل البدع فالواجب في النظر أن لا يكفر إلا من اتفق الجميع على تكفيره او قام على تكفيره دليل لا مدفع له من كتاب أو سنة."

[ التمهيد لابن عبد البر : ۱۷/ ۲۲۔ فتح المالك : ۱۰/ ۴۲۸ ]

''اہل السنۃ والجماعۃ جو کہ اہل الفقہ والاثر ہیں، کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی شخص کو اس کا گناہ اگرچہ وہ کبیرہ ہو اسلام سے خارج نہیں کرتا اور اہل البدع نے ان کی مخالفت کی ہے، یقینی طور پر واجب ہے کہ کسی شخص کی تکفیر نہ کی جائے مگر جس کی تکفیر پر سب متفق ہوں یا اس کی تکفیر پر کتاب یا سنت کی ایسی دلیل قائم ہو جس کا کوئی معارض و مقابل نہ ہو۔''

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"والحق هو أن كل من ثبت له عقد الإسلام فإنه لا يزول عنه إلا بنص أو إجماع وأما بالدعوة والافتراء فلا." [الفصل لابن حزم: ٢/٢٦٨]

''حق بات یہ ہے کہ ہر شخص جس کے اسلام کا عہد ثابت ہو جائے تو وہ اس سے نص شرعی یا اجماع کے بغیر زائل نہیں ہوتا، بہر کیف دعویٰ اور افترا پردازی سے اس کا اسلام زائل اور ختم نہیں ہوتا۔''

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ومن ثبت إسلامه بيقين لم يزل ذلك عنه بالشك."

[مجموع الفتاوى لابن تيمية: ١٢/٤٦٦]

''اور جس شخص کا اسلام یقین کے ساتھ ثابت ہو جاتا ہے وہ اس سے شک کے ساتھ ختم نہیں ہوتا۔''

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

"ومن ثبت إيمانه بيقين لم يزل ذلك عنه بالشك."

[مجموع الفتاوى لابن تيمية: ١٢/٥٠١]

''اور جس کا ایمان یقین کے ساتھ ثابت ہو جائے تو وہ اس سے شک کے ساتھ زائل نہیں ہوتا۔''

شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ولا نكفر إلا ما أجمع عليه العلماء كلهم." [الدرر السنية: ١/١٠٢]

''اور جب تک تمام علماء جمع نہ ہو جائیں ہم کسی کی تکفیر نہیں کرتے۔''

شیخ عبد اللطیف آل شیخ رحمہ اللہ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”فإنه لا يكفر إلا بما أجمع المسلمون على تكفير فاعله من الشرك الأكبر، والكفر بآيات الله و رسله، أو بشيء منها بعد قيام الحجة وبلوغها المعتبر كتكفير من عبد الصالحين ودعاهم مع الله، وجعلهم أندادًا فيما يستحقه على خلقه من العبادات والإلهية.“

[ مجموعة الرسائل : ٣/ ٥- دعاوي المناوئين، ص : ٢٢٥ ]

”محمد بن عبد الوہاب کسی کی تکفیر نہیں کرتے مگر شرک اکبر کے مرتکب اور اللہ کی آیات اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر یا ان میں سے کسی چیز کے ساتھ کفر جس پر مسلمانوں کا اجماع ہے اور یہ بھی قیام حجت اور معتبر بلوغ حجت کے بعد، جیسے اس شخص کی تکفیر جس نے صالحین کی عبادت کی اور اللہ کے ساتھ ان کو بھی پکارا اور عبادات والوہیت میں ان کو حصہ دار بنایا جو کہ اللہ کی مخلوق پر حق ہے۔“

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

”والشيخ رحمه الله لم يكفر إلا من كفره الله ورسوله، وأجمعت الأمة على كفره، كمن اتخذ الآلهة والأنداد لرب العالمين.“

[ مجموعة الرسائل : ٣/ ٤٤٩- دعاوى المناوئين : ٢٢٥ ]

”شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے صرف اسے کافر کہا ہے جسے اللہ اور اس کے رسول نے کافر قرار دیا اور اس کے کفر پر امت کا اجماع ہو گیا، جیسے وہ شخص جو اللہ رب العالمین کے لیے الہ اور حصہ دار بنا لیتا ہے۔“

شیخ سلیمان بن سحمان شیخ محمد بن عبد الوہاب کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”فلا يكفر إلا من كفره الله ورسوله وأجمع على تكفيره الأمة.“

[ الاسنة الحداد فی الرد علی علوی الحداد ص : ٥٦-٥٧- دعاوی المناوئین، ص : ٢٢٧ ]

”انھوں نے صرف اس کی تکفیر کی ہے جس کی تکفیر اللہ اور اس کے رسول نے کی

ہے اور اس کی تکفیر پر امت کا اجماع ہے۔"

ائمہ نجد کے فتاویٰ میں مرقوم ہے:

"فما تنازع العلماء في كونه كفرا، فالاحتياط للدين التوقف وعدم الإقدام، ما لم يكن في المسألة نص صريح عن المعصوم صلى الله عليه وسلم." [ الدرر السنية : ١٠/٣٧٥ ]

"جس کے کفر ہونے میں علماء کا آپس میں اختلاف ہو تو دین کے لیے احتیاط یہ ہے کہ اس میں توقف کیا جائے اور جلدی نہ کی جائے جب تک اس مسئلہ میں نبی ﷺ سے کوئی صریح نص نہ ہو۔"

فقہاءِ حنفیہ میں سے امام زرکشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ہمارے پاس اصل جو ہے وہ ایمان ہے ہم بغیر یقین کے اسے ختم نہیں کر سکتے۔"

[ تحفة المحتاج للزركشي : ٢/٨٤ ]

آخر میں قاضی ابن ابی العز الحنفی کی مشہور کتاب شرح عقیدہ الطحاویہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

"واعلم رحمك الله و إيانا أن باب التكفير و عدم التكفير باب عظمت الفتنة والمحنة فيه وكثر فيه الإفتراق وتشتت فيه الأهواء والآراء وتعارضت فيه دلائلهم." [ شرح العقيدة الطحاوية : ٢/٤٨٢، ط۔ مؤسسة الرسالة، ١/٧٣٢، ط۔ دار ابن الجوزي ]

"جان لے اللہ تجھ پر بھی رحم کرے اور ہم پر بھی بلا شبہ تکفیر اور عدم تکفیر کا باب ایسا ہے جس کی وجہ سے فتن اور آزمائشیں بہت بڑھ گئی ہیں اور اس کی وجہ سے افتراق بڑھ گیا ہے اور خواہشات و آراء بکھر گئی ہیں اور ان کے دلائل میں تعارض واقع ہوا ہے۔"

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

" فإنه من أعظم البغي ان يشهد على معين أن الله لا يغفر له ولا

یرحمه بل یخلده فی النار فإن هذا حکم الکافر بعد الموت.“
[ شرح العقيدة الطحاوية : ٢/ ٤٨٥، ط۔ مؤسسة الرسالة : ١/ ٧٣٧، ط۔ دار ابن الجوزي ]

”سب سے بڑی بغاوت اور سرکشی یہ ہے کہ کسی معین شخص پر یہ گواہی دی جائے کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف نہیں کرے گا اور نہ اس پر رحم کرے گا بلکہ اس کو ہمیشہ کے لیے جہنم رسید کردے گا تو یہ موت کے بعد کافر ہونے کا حکم ہے۔ (جس کے بارے میں ہمیں کوئی علم نہیں اور ہم جلد بازی میں فتویٰ اور فیصلہ صادر کردیتے ہیں)“

علامہ صالح آل شیخ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”انَّ الإسلام والإیمان ثَبَتَ فی حق الشخص ۔فی حق المعین۔ بدلیل شرعي، فدخل فی الإسلام بدلیل، فإخراجه منه بغیر حجة من الله۔ عزوجل۔ أو من رسوله صلی اللّٰه علیه وسلم هذا من القول علی الله بلا علم ومن التعدی۔من تعدي حدود اللّٰه، ومن التقدم بین یدی الله عز وجل وبین یدی رسوله صلی الله علیه وسلم وهذا فیه التحذیر من هذا الأمر الجلیل وهو مخالفة ما ثبت بدلیل إلی الهوی أو إلی غیر دلیل لهذا یقول العلماء : من ثبت إیمانه بدلیل أو بیقین لم یزل عنه اسم الإیمان بمجرد شبهة عرضت أو تاویل تاوله، بل بد من حجة بینة لإخراجه من الإیمان، کما یقول ابن تیمیة ولابد من إقامة حجة تقطع عنه المعذرة.“

”بلا شبہ کسی معین شخص کے بارے میں اسلام و ایمان دلیل شرعی سے ثابت ہو تو وہ اسلام میں دلیل کے ساتھ داخل ہوا، پس اسے دین اسلام سے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حجت کے بغیر نکالنا، یہ اللہ پر علم کے بغیر بات کہنا اور

حدود اللہ سے تجاوز اور اللہ اور اس کے رسول سے آگے بڑھنا ہے۔ اس میں اس خطرناک معاملے سے ڈرایا گیا ہے اور یہ جو چیز دلیل سے ثابت ہے اس کی مخالفت خواہش یا دلیل کے بغیر ہے۔ اسی لیے علماء کہتے ہیں جس کا ایمان دلیل یا یقین سے ثابت ہو اس سے صرف پیش آمدہ شبہ یا تاویل کی وجہ سے ایمان کا نام زائل نہیں ہوگا، جیسا کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں اور ایسی حجت قائم کرنا ضروری ہے جو اس سے ہر طرح کا عذر ختم کر دے۔'' [ أيضًا ]

## خلاصۂ قول:

① تکفیر معین کے لیے نصوص قطعیہ اور واضح ہونی چاہییں۔
② تکفیر صرف اس کی کی جائے جو اس کا حقیقی مستحق ہو۔
③ جس کی تکفیر پر اہل سنت والجماعت متفق ہوں گے وہی تکفیر کا مستحق ہوگا۔
④ تکفیر کے لیے جو دلائل استعمال ہوں ان کا کوئی معارض نہ ہو۔

"تم الفراغ منه بحمد الله ومنه وفضله وكرمه وجوده وسخائه."

يوم الجمعة، ١ مايو ٢٠١٥ م

الموافق: ١٢ رجب ١٤٣٦ھ

في الساعة الثامنة صباحا

ابو الحسن مبشر احمد ربانی

# مصادر ومراجع


① القرآن الكريم

② معالم التنزيل المعروف بتفسير البغوى طـ إدارة تاليفات اشرفية ملتان

③ فتح القدير للشوكاني، طـ داراحياء التراث العربي، بتحقيق عبد الرزاق المهدي

④ تفسير ابن أبي حاتم

⑤ تفسير سفيان ثوري

⑥ مختصر تفسير القرطبي، طـ دار الكتب العلمية، اختصره الشيخ عرفان حسونة

⑦ تفسير ابن كثير بتحقيق عبد الرزاق المهدي، طـ دار الكتاب العربي

⑧ أسباب النزول للواحدي

⑨ تفسير القاسمي المسمى محاسن التأويل، طـ دار الكتب العلمية

⑩ تفسير عبد الرزاق، طـ دار الكتب العلمية بيروت

⑪ الأستيعاب في بيان الأسباب، طـ دار ابن الجوزي

⑫ تفسير فتح القدير للشوكاني، طـ احياء التراث العربي بيروت

⑬ تفسير أبي مسعود، طـ دار الفكر بيروت

⑭ تفسير السعدي، طـ دار احياء التراث العربي

⑮ تفسير السعدي اردو طـ دار السلام

⑯ الجامع لاحكام القرآن للقرطبي

⑰ الكشف والبيان للثعلبي، طـ دار احياء التراث العربي

⑱ فتح البيان فى مقاصد القرآن للنواب صديق حسن خان القنوجي، طـ دار الكتب العلمية

⑲ التحرير والتنوير، طـ موسسة التاريخ العربي بيروت

⑳ اضواء البيان فى إيضاح القرآن بالقرآن، للشيخ محمد الامين الشنقيطي، طـ دار الكتب العلمية

㉑ جامع البيان للطبري بتحقيق الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي، طـ دار عالم الكتب

㉒ تفسير طبري، بتحقيق إسلام منصور عبد الحميد، طـ دار الحديث القاهرة

㉓ الدر المنثور فى التفسير بماثور بتحقيق الدكتور عبد اللّٰه بن عبد المحسن التركي، مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والاسلامية

㉔ زاد المسير فى علم التفسير لابن الجوزي، بتحقيق عبد الرزاق المهدي، طـ دار الكتاب العربي

㉕ اللباب فى علوم الكتاب لابن عادل الدمشقي

㉖ التفسير الكبير للإمام فخر الدين الرازي، طـ دار احياء التراث العربي

㉗ تفسير البحر المحيط لابى حيان الاندلسي، طـ دار احياء التراث العربي

㉘ الهداية إلى بلوغ النهاية لابى محمد مكي القيسي، طـ جامعة الشارقة

㉙ مدارك التنزيل وحقائق التاويل المعروف بتفسير النسفي، طـ مكتبة رحمانية لاهور

㉚ الاكليل فى استنباط التنزيل لجلال الدين السيوطي، ناشر مكتبة فياض

㉛ تاويلات أهل السنة للإمام الماتريدية أبو منصور محمد بن محمد الماتريدي الحنفي، طـ مؤسسة الرسالة

٣٢ لباب التأويل فى معاني التنزيل المعروف بتفسير الخازن، طـ دار الكتب العلمية بيروت

٣٣ التفسير الثمين للشيخ محمد بن صالح العثيمين، طـ مكتبة الطبري

٣٤ التفسير المنير فى العقيدة والشريعة والمنهج للدكتور وهبة الزحيلي

٣٥ تفسير القرآن الكريم للشيخ حافظ عبد السلام بن محمد، ط دارالاندلس لاهور

٣٦ صحيح البخاري، طـ دار السلام

٣٧ فتح الباري بشرح صحيح البخاري لابن حجر" طـ دار، طيبة

٣٨ فتح البارى بشرح صحيح البخاري لابن حجر، طـ سلفية

٣٩ شرح صحيح البخاري للشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط دار المستقبل۔ مصر

٤٠ أعلام السنن فى شرح صحيح البخاري للخطابي، طـ دار الكتب العلمية

٤١ الفجر الساطع على الصحيح الجامع للزرهوني، طـ مكتبة الرشد

٤٢ شرح صحيح البخاري لابن بطال، طـ مكتبة الرشد الرياض

٤٣ عمدة القاري شرح صحيح البخاري للعيني، طـ المكتبة التوفيقية

٤٤ عون الباري لحل ادلة صحيح البخاري للنواب صديق حسن خان القنوجى، طـ دار الكتب العلمية ـ

٤٥ التوضيح لشرح الجامع الصحيح لابن الملقن، طـ دار الفلاح

٤٦ شرح الجامع الصحيح المعروف شرح صحيح البخاري للكرماني دار أحياء التراث العربي

٤٧ مصابيح الجامع للدماميني ناشر الفاروق الحديثية

٤٨ كشف المشكل لابن الجوزي، طـ دار الكتب العلمية

٤٩ اللامع الصبيح للبرماوي، طـ دار النوادر

٥٠ نعم الباري فى شرح صحيح البخاري از غلام رسول سعيدي

٥١ صحيح مسلم، طـ دار السلام

٥٢ المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم للإمام القرطبي، طـ دار ابن كثير دمشق بيروت

٥٣ إكمال المعلم بفوائد مسلم للقاضي عياض، طـ دار الوفاء

٥٤ شرح صحيح مسلم للنووي، طـ دار الكتب العلمية بيروت

٥٥ المستدرك على الصحيحين للإمام حاكم النيشابوري، طـ دار ابن حزم

٥٦ المستدرك على الصحيحين للإمام حاكم النيشابوري، طـ دار التاصيل

٥٧ الموطا للإمام مالك

٥٨ التمهيد لابن عبد البر، طـ مكتبة قدوسية

٥٩ فتح المالك بتبويب التمهيد لابن عبد البر على موطا لإمام مالك، طـ دار الكتب العلمية

٦٠ سنن الترمذي، طـ دار السلام

٦١ التقرير الترمذي، لمحمود حسن الديوبندي

٦٢ درس ترمذي مولانا محمد تقي عثماني ناشر مكتبة دار العلوم كراتشى (١٤)

٦٣ سنن ابن ماجه، طـ دار السلام

٦٤ سنن ابن ماجه مترجم، طـ دار السلام

٦٥ مصباح الزجاجه فى زوائد ابن ماجة، طـ مكتبة المعارف مع السنن لابن ماجه

٦٦ سنن أبي داوٗد، طـ دار السلام

٦٧ سنن أبي داوٗد ترجمة و فوائد فضيلة الشيخ أبو عمار عمر فاروق سعيدى حفظه الله، طـ دار السلام

٦٨ مسند طيالسي، طـ دار هجر

٦٩ سنن النسائي، طـ دار السلام

٧٠ صحيح ابن حبان، طـ مؤسسة الرسالة

٧١ موارد الظمأن إلى زوائد ابن حبان للهيثمي، طـ دار الثقافة العربية

٧٢ السنن الكبرى للبيهقي، طـ دار المعرفة بيروتـ لبنان

٧٣ شعب الايمان للبيهقي مكتبة الرشد

٧٤ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين للشيخ سليم بن عيد الهلالي، طـ دار ابن الجوزي

٧٥ شرح رياض الصالحين للشيخ محمد بن صالح العثيمين، طـ دار الكتب العلمية

٧٦ سنن سعيد بن منصور، طـ دار الباز مكة

٧٧ الأحاد والمثاني لابن أبي عاصم، طـ دار الراية الرياض

٧٨ المعجم الكبير للطبراني، طـ دار احياء التراث العربي

٧٩ المعجم الاوسط للطبراني، طـ مكتبة المعارف

٨٠ المعجم الصغير للطبراني، طـ دار احياء التراث العربي

٨١ الاحاديث المختارة لضياء الدين المقدسي، طـ مكتبة الأسدي مكة مكرمة

٨٢ صحيح الجامع الصغير، طـ المكتب الإسلامي

٨٣ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، طـ دار الفكر

٨٤ إرواء الغليل للشيخ العلامة محمد ناصر الدين الالباني، طـ المكتب الإسلامي

٨٥ سلسلة الأحاديث الصحيحة للشيخ العلامة محمد ناصر الدين الالباني،

ط۔ مكتبة المعارف

٨٦ السيل الجرار للقاضي محمد بن على الشوكاني، ط۔ دار ابن كثير، طبع أول ١٤٢١هـ/٢٠٠٠م

٨٧ المصنف لإبن ابى شيبة، ط۔ دار السلفية

٨٨ المصنف لعبد الرزاق، ط۔ المكتب الإسلامي

٨٩ معرفة السنن والآثار للبيهقي، ط۔ دار الكتب العلمية بيروت

٩٠ البحر الزخار المعروف بمسند البزار للامام ابي بكر احمد بن عمرو البزار، ط۔ مكتبة العلوم والحكم المدينة المنورة

٩١ كشف الأستار عن زوائد البزار للإمام الهيثمي، ط۔ مؤسسة الرسالة

٩٢ مسند أبي يعلى، ط۔ دار الثقافة العربية بيروت

٩٣ مسند أبي عوانة، ط۔ دار المعرفة بيروت

٩٤ مسند الحميدي، ط۔ دار المامون للتراث دمشق

٩٥ مسند الشاشي، ط۔ مكتبة العلوم والحكم المدينة المنورة

٩٦ مسند الدارمي، ط۔ دار المغني۔ دار بن حزم بيروت

٩٧ مسند احمد، ط۔ مؤسسة الرسالة

٩٨ حاشية السندي على مسند الإمام أحمد ابن حنبل، ط۔ دار الماثور للنشر والتوزيع بالرياض

٩٩ المنتخب من مسند عبد بن حميد، ط۔ دار بلنسية

١٠٠ مسند الشاميين، ط۔ مؤسسة الرسالة

١٠١ مسند الشهاب للقضاعي، ط۔ مؤسسة الرسالة

١٠٢ تهذيب الآثار للطبري

١٠٣ كتاب الأداب للبيهقي

١٠٤ الأدب المفرد للإمام البخاري، طـ مكتبة المعارف الرياض

١٠٥ شرح مشكل الآثار للطحاوى، طـ مؤسسة الرسالة

١٠٦ أحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام، طـ دار الكتب العلمية بيروت

١٠٧ شرح السنة للبغوي، طـ المكتب الإسلامي

١٠٨ دلائل النبوة للبيهقي، طـ بيروت

١٠٩ كتاب الصلاة للإمام محمد بن نصر بن الحجاج المروزي الشافعي، طـ دار الكتب العلمية بيروت ـ لبنان

١١٠ الإبانة عن شريعة الفرقة الناجية ومجانبة الفرق المذمومة لابن بطة بتحقيق ابى عاصم الحسن بن عباس بن قطب، طـ الفاروق الحديثية

١١١ السنة للإمام أبى بكر الخلال دار الراية للنشر والتوزيع

١١٢ السنة للإمام أبى بكر الخلال الناشر الفاروق الحديثية

١١٣ كتاب السنة لعبد الله بن أحمد ابن حنبل الشيباني بتحقيق أبى عبد الله عادل

١١٤ السنة لابن أبى عاصم، طـ المكتب الإسلامي

١١٥ كتاب السنة من مسائل الإمام حرب بن إسماعيل الكرماني بتحقيق أبي عبد الله عادل

١١٦ شرح العقيدة الطحاوية، طـ مؤسسة الرسالة، طـ دار ابن الجوزي

١١٧ العلو للعلي العظيم للإمام الذهبي، طـ دار الوطن

١١٨ مختصر العلو بتحقيق الإمام الألباني

١١٩ إيثار الحق على الخلق لابن الوزير دار الكتب العلمية بيروت

١٢٠ شرح أصول إعتقاد أهل السنة والجماعة لهبة الله الطبري اللالكائي،

ط۔ دار طيبة الرياض

(١٢١) الإقتصاد فى الاعتقاد للغزالي، ط۔ مكتبة صبيح

(١٢٢) كتاب الإيمان لابن مندة، ط۔ دار الكتب العلمية بيروت

(١٢٣) تهذيب الفروق للقرافي

(١٢٤) فيصل التفرقة بين الإسلام والزندقة للغزالي

(١٢٥) العواصم والقواصم لابن الوزير

(١٢٦) النهاية لابن اثير الجزري

(١٢٧) القصيدة نونية لابن القيم ناشر مكتبة ابن تيمية

(١٢٨) القصيدة نونية مع شرحه، ط۔ دار الكتب العلمية بيروت

(١٢٩) القواعد المثلي فى صفات اللّٰه وأسمائه الحسنى لابن العثيمين

(١٣٠) المحلي بالاثار لابن حزم

(١٣١) الفصل فى الملل والاهواء والنحل لابن حزم، ط۔ عباس احمد الباز

(١٣٢) طريق الهجرتين لابن القيم الجوزية

(١٣٣) الموافقات للشاطبي بتحقيق ابى عبيدة مشهور حسن آل سلمان

(١٣٤) كتاب الاعتقاد للبيهقي، ط۔ دار ابن حزم

(١٣٥) اقتضاء الصراط المستقيم لابن تيمية بتحقيق دكتور ناصر عبد الكريم العقل، ط۔ مكتبة الرشد الرياض

(١٣٦) مدارج السالكين لابن القيم، ط۔ دار الكتب العلمية بيروت

(١٣٧) مدارج السالكين لابن القيم، ط۔ دار الصميعي

(١٣٨) كتاب الصلاة وحكم تاركها لابن القيم، ط۔ دار ابن كثير بيروت

(١٣٩) التحذير من فتنة التكفير للشيخ الإمام الألباني

(140) معارج القبول للحافظ الحكمي

(141) مفتاح دار السعادة لابن القيم

(142) الموسوعة الفقهية الكويتية

(142) كتاب الام للشافعي

(143) الإستغاثة فى الرد على البكري لابن تيمية، طـ دار الوطن الرياض

(143) المغنى لابن قدامة المقدسي، طـ دار الحديث القاهرة

(145) نيل الأوطار بتحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، طـ دار ابن الجوزي

(146) الاربعين فى صفات رب العالمين للإمام الذهبي، طـ مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة

(147) طبقات الحنابلة للقاضي أبي الحسين محمد بن أبي يعلىٰ، طـ دار المعرفة بيروت

(148) طبقات الحنابلة للقاضي ابى الحسين محمد بن أبى يعلي، طـ مكتبة العبيكان

(149) المغني لابن قدامة

(150) الدرر السنية فى الأجوبة النجدية، طـ الرياض

(151) مجموع مؤلفات الشيخ محمد بن عبد الوهاب

(152) دعاوي المناوئين لدعوة الشيخ محمد بن عبد الوهاب

(153) منهاج التأسيس والتقديس

(154) مجموعة الرسائل والمسائل النجدية

(155) كتاب الإستغاثة فى الرد على البكري، طـ مكتبة دار المنهاج، و طـ دار الوطن، طـ غرباء اثرية۔

(۱۵۶) مصباح الظلام فی الرد علی من کذب الشیخ الإمام، ط۔ وزارة الشؤون الإسلامیة والأوقاف السعودیة

(۱۵۷) الإستغاثة فی الرد علی البکري، ط۔ دار المنهاج و ط۔ دار الوطن

(۱۵۸) کتاب التوحید لابن مندة

(۱۵۹) الرد علی من قال القرآن مخلوق

(۱۶۰) الکامل فی ضعفاء الرجال للإمام احمد ابن عدي، ط۔ المکتبة الأثریة باکستان

(۱۶۱) الأسماء والصفات للبیهقي

(۱۶۲) کتاب التوحید لابن خزیمة

(۱۶۳) الصارم المسلول لابن تیمیة، ط۔ نشر السنة ملتان و، ط۔ دار ابن حزم

(۱۶۴) الصارم المسلول ابن تیمیة اردو، ط۔ مکتبة قدوسیة ۲۰۱۱م

(۱۶۵) التسعینیة لابن تیمیة، ط۔ مکتبة المعارف الریاض

(۱۶۶) منهاج السنة لابن تیمیة بتحقیق دکتور أحمد رشاد سالم، ط۔ أولی ۱۴۰۲ھ بمطابق ۱۹۸۶م

(۱۶۸) مجموع الفتاوٰی لابن تیمیة

(۱۶۹) مجموعة الفتاوٰی لابن تیمیة، ط۔ دار الجیل الطبعة الأولٰی ۱۴۱۸ھ ۱۹۹۷م

(۱۷۰) مؤلفات الشیخ الامام محمد بن عبد الوهاب : ۲۵/۶، القسم الخامس الرسائل الشخصیة، وفي نسخة ۱۴/۳ الرسائل الشخصیة.

(۱۷۱) منهاج اهل الحق والإتباع

(۱۷۲) راہ سعادت کتاب "طریق الهجرتین وباب السعادتین" کا ترجمة از عبد العلیم اصلاحی" طبع رئاسة إدارة البحوث العلمیة والإفتاء الریاض

(۱۷۳) التلخیص الحبیر فی تخریج أحادیث الرافعي الکبیر لابن حجر العسقلاني،

ط۔ دار الکتب العلمیة بیروت

۱۷۴ روضة الطالبین للنووي

۱۷۵ معرفة الصحابة لابي نعیم الاصبهاني، ط۔ دار الکتب العلمیة

۱۷۶ الإصابة فی تمییز الصحابة، ط۔ دار الکتب العلمیة

۱۷۷ الإستیعاب فی معرفة الاصحاب، ط۔ دار الکتب العلمیة

۱۷۸ أسد الغابة فی معرفة الصحابة، ط۔ دار الکتب العلمیة

۱۷۹ سیر أعلام النبلاء للإمام الذهبی، ط۔ موسسة الرسالة

۱۸۰ حلیة الأولیاء وطبقات الأصفیاء، ط۔ دار الکتب العلمیة

۱۸۱ تاریخ دمشق لابن عساکر، ط۔ دار الفکر

۱۸۲ کتاب الأسماء والکنیٰ لأبي أحمد الحاکم، ط۔ مکتبة الغرباء الأثریة، المدینة المنورة

۱۸۳ تهذیب الکمال للمزي، ط۔ مؤسسة الرسالة

۱۸۴ الأسنة الحداد فی الرد علي علوي الحداد

۱۸۵ تحفة المحتاج للزرکشی

۱۸۶ شرح الأمام علي القاري علی کتاب الفاظ الکفر، ط۔ دار الفضیلة بالریاض

۱۸۷ شرح الإمام علي القاري علی کتاب الفاظ الکفر، ط۔ دار العلا مصر

۱۸۸ الأعمال الکاملة لمحمد عبده المصري بتحقیق دکتور محمد عمارة، ط۔ بیروت

۱۸۹ غایة المرام فی تخریج احادیث الحلال والحرام للشیخ العلامة محمد ناصر الدین الألباني، ط۔ المکتب الإسلامي

۱۹۰ ألفاظ المترادفة للرماني

(۱۹۱) مختار الصحاح الرازي، ط۔ دار احياء التراث العربي بيروت

(۱۹۲) معجم مقاييس اللغة، ط۔ دار احياء التراث العربي بيروت

(۱۹۳) المفردات فی غريب القرآن، ط۔ ايران

(۱۹۵) نصب الراية فی تخريج احاديث الهداية للزيلعي، ط۔ دار نشر الكتب الإسلامية بلاهور

(۱۹۶) مختصر القدوري، ط مكتبة البشرى

(۱۹۷) الهداية للمرغيناني الحنفي، ط۔ بيروت

(۱۹۸) شرح الفقة الأكبر لملا على القاري، ط۔ قديم

## شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ،
## امام ذهبی اور ابو الحسن اشعری کا آخری فیصلہ

امام ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی 748ھ) رقمطراز ہیں:

''میں نے اشعری کا ایک کلام دیکھا جس نے مجھے حیرت و تعجب میں ڈال دیا اور وہ ثابت ہے..... زاہر بن احمد السرخسی کہتے ہیں کہ جب میرے گھر بغداد میں ابو الحسن الاشعری کی موت کا وقت قریب آیا تو انھوں نے مجھے بلایا، میں ان کے پاس آیا تو انھوں نے کہا: ''مجھ پر گواہ ہو جا، میں اہل قبلہ میں سے کسی ایک کی بھی تکفیر نہیں کرتا، اس لیے کہ تمام اہل قبلہ ایک معبود کی جانب اشارہ (سجدہ) کرتے ہیں اور یہ سب محض عبارات کا اختلاف ہے۔''

میں (ذہبی) کہتا ہوں کہ اس طرز کو میں بھی اپناتا ہوں اور اسی طرح ہمارے شیخ امام ابن تیمیہ بھی اپنی زندگی کے آخری ایام میں کہتے تھے: ''میں امت میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتا۔'' اور وہ کہتے تھے: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وضو کی حفاظت مومن کے علاوہ کوئی نہیں کرتا تو جس نے وضو کے ساتھ نمازوں کو لازم کر لیا وہ مسلم ہے۔''

[سير أعلام النبلاء: ۱۵/۸۸، ط مؤسسة الرسالة، ترجمة الأشعري، رقم: ۵۱]

دار الاندلس
4-لیک روڈ چوبرجی لاہور +92-42-37230549
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور +92-42-37242314
بالمقابل سفاری پارک گلشن اقبال کراچی +92-21-34835502
Head Office : Cell + 92-322-4006412 Email: dar_ul_andlus@yahoo.com